No. 18

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Monday, the 2nd September, 1974

(*Contains No. 1—21*)

CONTENTS

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD
PUBLISHED BY THE NATIONAL BOOK FOUNDATION, ISLAMABAD

No. 18

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
'HE SPECIAL COMMITTEE OF THE
VHOLE HOUSE HELD IN CAMERA
'O CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Monday, the 2nd September, 1974

(*Contains No. 1—21*)

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS

OF THE

SPECIAL COMMITTEES

OF THE

WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA

Monday, the 2nd September, 1974

The Special Committee of the whole House met in camera in the Assembly Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at ten of the clock, in the morning, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

QADIANI ISSUE-GENERAL DISCUSSION

Mr. Chairman: I would like to know as to who would like to speak. You wanted some time آپ کی طرف سے آ چکا ہے۔ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو مختصر طور پر کہہ لیں کیونکہ مفتی محمود اور پروفیسر غفور احمد نے 37 ممبروں کے نام لکھ کر دے دیئے ہیں۔

Sardar Moula Bakhsh Soomro: I wanted to say a few words.

Mr. Chairman: Yes, Mr. Soomro.

Sardar Moula Bakhsh Soomro: Sir, every point in connection with Ahmediat has been fully expressed in its entirety and I only associate myself with sanctity and piety of the proposal and I would only express a few words.

Sir, it is now crystal clear that this was a plot and the plot with all its ramifications has been discussed here and after that there can be no two opinions that according to Muslim conception they are nothing but 'Kafir'. That being quite clear, then the conclusion or the step that would be taken after clarification is to have them declared not only as non-Muslims but even their publications and literature should be banned if it is meant that hereafter such religious flare-ups should be ended for ever.

Sir, their expressions are clear; their only target is the 'Shaan' of Hazrat Muhammad (peace be upon him) and they want that 'Shaan' and they feel this the only object to be achieved. So, Sir, their publications should be banned. Sir, sometimes he speaks that "I am Ghulam-i-Ahmad, I am the slave, a humble slave" and in the same breath he again says that he is Muhammad (Peace be upon him) personified and speaks so disparagingly even of As'hab Sidikah, calling himself sometimes personified Hazrat (Peace be upon him), and sometimes he puts himself even above all Nabis in the past. About the status of As'hab Sidikah and the Panjtan and Hussain (Peace be upon him) he calls them as below himself and call them non-entities. He calls Hazrat Ali (Peace be upon him) "murda, mara howa tera Ali". All these things really, Sir, agitate the minds of Muslims. Even during the discussion that went on here in this August House, one had to control and exercise restraint over one-self to see them being spoken so disparagingly and in such a humiliating manner, over whom, our families, our children be "qurban". Therefore, in future such literature should be banned if it is meant really that hereafter there be no religious feuds in this country.

Accoding to their own faith they did not offer prayers of Janaza, even of Quaid-i-Azam, and with open mind said that "he is 'Kafir' or we are 'Kafir', according to their way of faith. Therefore, Sir, just to have the end and termination of this propaganda, the only thing lies that they should be declared as non-Muslims. Government should now declare their Rabwa to be an open city

and their propaganda should be banned hereafter. Not only that, Sir, but as per information received, land surrounding Rabwa in their name should not be given to Ahmadias. I think restriction should be imposed hereafter. Any land surrounding Rabwa should not be given to Ahmadis; it shouuld also be banned. If such steps are taken, I feel that as provided in the Constitution that the religion of this country is Islam, then it will be a proof and they will believe that Islam is the religion of this country.

With these few words I just expressed I thank you very much.

جناب چیئرمین: شہزادہ سعید الرشید عباسی!

شہزادہ سعید الرشید عباسی: جناب والا! میں اُس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں جسے پاکستان بننے سے پہلے اور ون یونٹ کے وقت ریاست بہاولپور کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ریاست بہاولپور پنجاب کی سب سے بڑی اسلامی ریاست تھی۔ یہاں اسلام کا بول بالا تھا اور اسلامی قانون نافذ تھے چنانچہ اس سرزمین پر نواب الحاج صادق محمد خان عباسی کے دور میں ایک بڑا اہم واقعہ پیش آیا۔ یہ ایک مقدمہ تھا جو ۱۹۲۶ء میں دائر ہوا اور جو بعد میں ''فیصلہ بہاولپور'' کے نام سے مشہور ہوا۔ مفتی محمود صاحب نے اس فیصلے کا ایک کتابچہ سب ممبر صاحبان کو دیا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ سب صاحبان نے اس کو دیکھ لیا ہو گا۔ جناب والا! فیصلہ بڑا اہم تھا اور یہ فیصلہ اُس وقت ہوا جب ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت نہیں تھی بلکہ انگریزوں کی حکومت تھی۔ اور اُس وقت یہ فیصلہ ایک مسلمان ریاست میں ہوا۔ اور یہ مقدمہ کافی عرصہ تک چلتا رہا۔ آخر سات فروری ۱۹۳۵ء کو منشی اکبر خان نے جو اس وقت ڈسٹرکٹ جج تھے، اس کا فیصلہ سنایا۔ فیصلہ کیونکہ بڑا طویل ہے میں اس میں جانا نہیں چاہتا۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ ون یونٹ بننے کے بعد ریاست بہاولپور ختم ہو گئی اور ہمارے ساتھ نا انصافی محض اس لیے ہوئی کیونکہ ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ بہاولپور کے عوام نے یہ فیصلہ کیا تھا اور اس دن سے

ہمارے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے۔ وہاں ترقی بند ہو گئی۔ ہم پر ظلم ڈھائے گئے۔ جن صاحبان نے یہ سب کچھ کیا میں اُن کے نام یہاں لینا مناسب نہیں سمجھتا۔ بہرحال بہاولپور کے عوام باخوبی جانتے ہیں کہ انھوں نے کیا کیا۔ جب یحییٰ خان کی حکومت تھی تو یہ افسران جو اس وقت یہاں موجود تھے انھوں نے فرید گیٹ کے پُرامن جلوس کے اوپر گولی چلائی۔ وہ صاحبان باخوبی جانتے ہیں کہ اُن کا مقصد کیا تھا۔ یہ فیصلہ بہاولپور کے مسلمانوں نے قادیانیوں کے خلاف کیا اور اس کی سزا آج تک ہمیں مل رہی ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ حکومت اس بات کو مدنظر رکھے گی۔ ہمارے ساتھ جو کچھ زیادتیاں ہوئیں اور اس فیصلے کے بعد جو سلوک ہوا اور ہمیں جو سزا ملی، اور اب میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے ساتھ بہتر سلوک ہو گا۔ ہماری سزا ختم ہو گی۔ پاکستان بننے کے ۲۷ سال بعد آج اس ہاؤس میں یہ فیصلہ ہو رہا ہے اور جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے اور جہاں تک بہاولپور کے عوام کا تعلق ہے، ہمارے لیے یہ فیصلہ آج سے ۴۰ سال پہلے ہو چکا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ جو فیصلہ ہوا ہے وہ صحیح ہوا ہے۔ اور میں آج بھی اس پر قائم ہوں۔ اور میں اس کی پوری حمایت کرتا ہوں۔ اس کی پوری تائید کرتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ادنیٰ خادم ہوتے ہوئے آج تک اس پر قائم ہوں اور تا دم مرگ قائم رہوں گا۔

جناب چیئرمین: عباسی صاحب! ایک گزارش کر دوں، اُس دن بھی عرض کیا تھا کہ ہم close door سیشن کر رہے ہیں اس میں ایک چیز لازمی ہے کہ ہر چیز کا solution بتائیے کہ اقلیت قرار دینے سے کیا فائدہ ہو گا، کیا نقصان ہو گا۔ اگر نہ دیں تو کیا نقصان ہو گا، کیا فائدہ ہو گا، کیونکہ ہم یہاں with realistic approach بیٹھے ہوئے ہیں، اس لیے آپ نے دونوں سائڈ پر کہ کون سا ریزلیوشن adopt کریں جو کہ کافی ہو، ملک جعفر کا کریں یا کوئی اور، یا کوئی نئی proposal دیں۔

Now the discussion should be in the form of some proposals, suggestions and solutions____We have heard much about everything____in order to lessen the burden on the Sterring Committee, which will meet on 4th or 5th to finalise the recommendations in the light of the debate that has taken place. So, I will request the honourable members to come forward with concrete proposals, and they must look towards all the aspects that in case they are declared as a minority, what would be the consequences, and in case they are not declared as a minority, what would be the result and consequences. This should be kept in view.

Sardar Moula Bakhsh Soomro: Point of information. As you just said that those who speak should suggest remedial measures or consequential result after such steps, if this is the object which I have been able to understand, in that case you will allow me a few minutes more to express my views on that line. I will just, in my humble way, suggest a few things as desired by you, Sir.

Mr. Chairman: Sahibzada Safiullah.

Dr. S. Mahmood Abbas Bokhari: Point of information.

Mr. Chairman: Just a minute, I have given the floor to Sahibzada Safiullah.

صاحبزادہ صفی اللہ: جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک بڑا اہم اور سنجیدہ مسئلہ ہے اگر اس پر ممبران صاحبان تحریری طور پر تجاویز دیں تو یہ زیادہ موزوں ہوگا کیونکہ زبانی طور پر کئی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو کہ انسان کے ذہن سے نکل جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین: لازماً تحریری طور پر ____ کیونکہ یہ ایک نیشنل پرابلم ہے لیکن ایسی باتیں جو کہ ان کتابوں کا حصہ نہ ہوں ان کو یہاں زبانی طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ممبر صاحبان لکھ کر دینا چاہیں تو وہ لکھ کر بھی دے سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتاب وسنت کی رُو سے بعض چیزیں رہ گئی ہیں جو کہ بحث میں شامل نہ ہوسکیں، بالخصوص

مقام نبوت ہے کہ نبی کی qualification کیا ہوتی ہے۔ کتاب الہدا میں نبی کا مقام کیا ہے؟ آیا کوئی آدمی اس مقام پا سکتا ہے یا نہیں پا سکتا؟ یہ ایک بنیادی نکتہ ہے جو اس بحث میں نہیں آیا۔ جناب والا! کیا میں اس موضوع پر چند ایک باتیں عرض کر سکتا ہوں؟

جناب چیئرمین: کس نے آپ کو روکا ہے۔ اڑھائی مہینے سے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ تمام لوگوں کو پوری آزادی ہو گی وہ اپنی رائے کا اظہار تحریری طور پر یا زبانی طور پر کسی بھی طریقے سے کر سکتے ہیں۔ میں نے تو صرف suggestion پیش کی ہے۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: شکریہ۔

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: صدرِ گرامی! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم مسئلہ پر بولنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ باوجود اس کے کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس ضمن میں میں اپنے خیالات جو اتنی لمبی کارروائی سننے کے بعد میں نے جمع کیے ہیں میں انھیں ظاہر نہ کروں.......... جناب والا! مناسب تو یہ تھا کہ میں اس ضمن میں ایک طویل کتاب..........

جناب چیئرمین: اس گھڑی کا کچھ کریں۔ اسے table سے اٹھا لیں۔
It always creats disturbance in the House.

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: ....آپ کے سامنے پڑھ کر اس ہاؤس میں پیش کرتا۔ لیکن جناب والا! میں وہی معروضات پیش کروں گا جو کہ میں نے اس ہاؤس کی طویل کارروائی سننے کے بعد اپنی رائے قائم کی ہے، حالانکہ جناب مولانا غوث ہزاروی صاحب جو کہ ختم نبوت کے سلسلے میں بڑے پرانے مجاہد ہیں اور انھوں نے اس ضمن میں تحریری اور زبانی طور پر جو خدمات انجام دی ہیں وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں، ان کے ارشادات اس ضمن میں میں آخری اور کافی سمجھتا ہوں۔ لیکن میں اپنے طور پر یہ محسوس کرتا ہوں کہ جناب والا! اب یہ کوئی جھگڑا ہی نہیں رہا کہ احمدی نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں یا

نہیں، کیونکہ ان کے ان طویل بیانات میں جو فاضل جرح اٹارنی جنرل صاحب نے ان پر فرمائی ہے، ان کے جوابات میں انھوں نے کسی جگہ بھی یہ نہیں کہا کہ مرزا صاحب نبی نہیں ہیں۔ ایک عجیب بات ہے کہ لاہوری جماعت جو ان کا ایک حصاری فرقہ ہے جن کے متعلق میرا اپنا ذاتی خیال تھا کہ وہ مرزا صاحب کو آخری نبی نہیں مانتے بلکہ مجدد مانتے ہیں یا جو کچھ سمجھ لیجیے یا نبی سے کم درجہ والے، لیکن جرح کے دوران میں حیران ہوا کہ کیسی صفائی اور کیسے عجیب وغریب انداز سے انھوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ مرزا صاحب یقیناً (معاذ اللہ) نبی ہیں۔ دراصل ان دونوں کا آپس میں جھگڑا یا مخالفت کہ لاہوری اور ربوہ گروپ یا فرقہ، ان کا آپس میں جھگڑا نہیں ہے کہ مرزا صاحب نبی ہیں یا محدث ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب جو کہ مرزا صاحب کے بڑے قریبی دوست اور ساتھی تھے اور وہ صرف اپنے آپ کو ہی صحیح جانشین سمجھتے تھے، جب جانشین کا سوال پیدا ہوا تو بشیر الدین صاحب کہ جو اس وقت سولہ، سترہ یا اٹھارہ برس کے تھے انھیں صرف اس بنا پر کہ وہ مرزا صاحب کے لڑکے ہیں، جانشین کر دیا تو مولانا محمد علی صاحب نے اپنے ہم خیال لوگوں کو علیحدہ کر دیا کیونکہ یہ ان کی طبیعت کے خلاف تھا۔

جناب! مجھے ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔ قرآن کہتا ہے، خدا کہتا ہے، اور خود نبی کریم ﷺ کا اپنا ارشاد ہے کہ وہ ہر طریقے سے آخری نبی ہیں۔ جناب والا! کسی کا باپ ہوتا ہے۔ یہ عجوبہ بات ہے کہ باپ کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک دوسرا باپ اور ایک تیسری قسم کا باپ۔ اور اگر نبی کے متعلق یہ تاویل لی جاسکتی ہے کہ نبوت کی کئی قسمیں ہیں اور کئی درجے ہیں (معاذ اللہ) خدا کے بھی کئی روپ ہوں، ان کے عقیدہ کے مطابق، تو پھر ہم کس طرح اس بات کو تسلیم کریں کہ خدا وحدہ لاشریک ہے۔ اس کی کوئی قسم تو نہیں ہوسکتی۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ وہ کون سی نبوت کی قسمیں ہیں۔ مجازی نبی، حقیقی نبی، شرعی نبی اور غیر شرعی نبی۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ یہ کسی جانور کو کھانا چاہیں

تو یہ اس کے لیے ایک تاویل پیدا کر کے اسے حلال کر کے کھا جائیں۔ تو جناب والا! میں اپنے طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں کوئی جھگڑا نہیں ہے کہ وہ سچا تھا یا جھوٹا تھا (اُن کے اپنے عقائد کے مطابق)۔ جو کچھ میں سمجھتا ہوں وہ تو روز روشن کی طرح واضح ہے اور اس بات میں کوئی تضاد ہے ہی نہیں۔ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ وہ خدا جا کے فیصلہ کرے گا کہ وہ نبوت صحیح تھی، معیار کے مطابق تھی یا نہیں تھی۔ لیکن ہم اپنے طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی بھی شخص کو کسی بھی صورت اور کسی بھی طریقہ سے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ یہ کہے کہ میں نبی ہوں۔ وحی ان پر نازل ہوتی ہے، عجیب بات ہے۔ کتاب میں وہ ترمیم کرتے ہیں بلکہ ایک قرآن کریم کی آیت جس میں ارشاد ہے____ غالباً حدیث شریف یا قرآن کریم کی آیت تھی جو دوران جرح واضح کی گئی تھی جس میں "میرے پہلے اور میرے بعد" کے الفاظ ہیں۔ مجھے پتہ نہیں ہے یہ الفاظ حدیث شریف کے ہیں یا قرآن کریم کی آیت ہے جس میں یہ کہا گیا ہے "نہ میرے پہلے اور نہ میرے بعد۔ نبوت کا جو سلسلہ ہے وہ ختم ہے۔" بعد والی چیز حذف کر دی گئی ہے۔ وہ کتاب میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح جناب والا! ایک اور طریقہ بھی دیکھیں۔ ایک مسجد ان لوگوں نے تعمیر کی ہے اور اس پر لکھ دیا لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ۔ ہم خوش تھے کہ ہم نے ان کی کمزوری پکڑ لی۔ جب ان پر جرح کی گئی تو غالباً وہ فرمانے لگے کہ یہ کوفی رسم الخط ہے۔ میں حیران ہوں جب تمام دنیا میں کلمے کا ایک ہی رسم الخط جاری ہے اور وہ یہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) تو کیوں خصوصیت کے ساتھ انھوں نے ایک کوفی رسم الخط استعمال کیا۔ تو یہ تمام باتیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ ان نیت میں فتور یقیناً موجود ہے۔ آپ بتائیں اگر وہی مسجد قائم رہے، اور جو دین میں آج کل ترقی ہو رہی ہے وہ آپ کی نظروں کے سامنے ہے، لوگ خدا سے مذاق کرتے ہیں، لوگ

رسول سے مذاق کرتے ہیں۔ لوگ اپنے طریقہ عبادت میں اس دور میں بھی میں سمجھتا ہوں اتنے مکمل اور کامل نہیں ہیں جتنا انھیں ہونا چاہیے، پچاس ساٹھ سال کے بعد وہی ایک مسجد ایک عظیم فتنے کی بنیاد بن جائے گی۔

اسی طریقے سے جناب والا! مجھے اس امر کا کامل یقین ہے، میں اس خطرے سے بھی اس معزز ہاؤس کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں، اس آنریبل کمیٹی کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اسرائیلیوں کی طرح احمدیت بھی ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ جس وقت انگریز نے اس فتنہ کی ابتدا کی، ہم نہیں کہتے کہ مرزا صاحب یا ناصر صاحب کی علمیت کسی طریقے سے کم ہے، عالم لوگ ہی پڑھے لکھے لوگ ہیں، جن لوگوں کو کتاب کا علم اور عبور ہوتا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہی اس قسم کی ہیرا پھیری کر سکتے ہیں۔ مرزا صاحب نے یہ جو طریقہ کار جس کی ابتدا جس وقت جن ذہنوں کی کاوش کے نتیجہ کے طور پر ہوئی ان کا اس میں بنیادی مقصد صرف ایک تھا کہ مسلمانوں میں ایک فتنہ پیدا کیا جائے، ایک فتنہ کھڑا کیا جائے۔ اُنھوں نے جو آج اسرائیل کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں، یہ یاد رکھیں، یہ غور طلب بات ہے اور سوچنے کا مقام ہے، آج آپ اسرائیل کو تاریخ سے نہیں مٹا سکتے۔ تمام عالم اسلام ایک طرف ہے، آپ دیکھیے تمام عرب ایک طرف ہیں، اسرائیل کے خلاف صف آراء ہیں، لیکن آج وہ اسرائیل کو نہیں مٹا سکتے۔ جب اسرائیل کا فتنہ کھڑا ہوا تھا اس وقت بھی یہی نوعیت تھی، اس کا بھی یہ یہی مقام تھا۔ ان کے پاس کوئی جگہ نہیں تھی۔ یہی حیثیت آج ربوہ اختیار کر چکا ہے۔ آپ جگہ دیکھیں کہ کسی وقت اسرائیلیوں نے اپنی ریاست کا مطالبہ کیا تھا۔ ان کی ابتدائی شکل، ابتدا کی صورت صرف یہی تھی اور صرف یہی تھی۔

وہ اس فتنہ کو ختم کرنے کے لیے بڑے طویل بیانات اور بڑی طویل جرح کر چکے ہیں۔ میں اس میں اور اضافہ نہیں کرنا چاہتا لیکن میں آپ کی وساطت سے اتنی گزارش ضرور کروں گا کہ ان کو علیحدہ کرنے کے لیے، ان کو نمایاں کرنے کے لیے ہمارے پاس

صرف ایک طریقہ کار ہے کہ ہم آئین میں ترمیم کریں۔ ترمیم صرف اور صرف ان الفاظ میں کریں کہ احمدی فرقہ کے متعلق جتنے بھی لوگ ہیں یا وہ لوگ جو مرزا غلام احمد کو نبی کسی بھی رنگ میں مانتے ہیں، کسی بھی رنگ میں وہ لوگ مرزا کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت دیتے ہیں، وہ غیر مسلم ہیں، وہ مسلمان نہیں۔ ان کو مسلمانوں کا مقام نہیں دینا چاہیے۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح آپ نے ارشاد فرمایا، اس میں شک نہیں ہے اس کے مضر اثرات بھی ہوں گے۔ ایک اتنا بڑا منظم آرگنائزڈ فرقہ جس کو ہم علیحدہ کر کے ایک ٹولے کا رنگ دیں گے، وہ کھلم کھلا ہمارے ملک کے خلاف کام کریں گے۔ یہ ٹھیک بات ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ اس بات پر غور کریں کہ کس تیزی سے یہ مسلمانوں کو مرتد کر رہے ہیں۔ دنیا میں جا کر دیکھیں، جتنے بھی اسلام کے نام پر مشن موجود ہیں، آپ دنیا کے کسی بھی حصے میں جا کر دیکھیں، اسلام کے نام پر جتنے بھی مشن موجود ہیں وہ احمدیوں اور مرزائیوں کے ہیں۔ یہ لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں۔ ملک کے اندر، ملک کے باہر، آپ اگر یہی رفتار ان کی جاری رہی (خداوند عالم اس بات کو جھوٹ کرے) تو مجھے یہ خدشہ ہے کہ بہت ہی قریب مستقبل میں میری قسم کے ضعیف الاعتقاد مسلمان جو اپنے دین سے پوری طرح باخبر اور واقف ہیں، ہوسکتا ہے ان کے دین سے ہٹنے سے ایک وقت ایسا آئے اور آج جتنی بڑی اکثریت ہماری ہے اس سے دو چند، سہ چند اکثریت ان لوگوں کی ہو جائے تو جناب والا! اس فتنے کو ختم کرنے کے لیے آئین میں اس قسم کی ترمیم انتہائی ضروری ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

ایک اور بات بھی آپ کی خدمت میں عرض کر دوں۔ میں یہ چاہتا تھا کہ مولانا مفتی محمود صاحب یہاں پر تشریف رکھتے تو میں ان کے سامنے یہ گزارش کرتا اور ان

سے پوچھتا۔ خدا کے لیے مرزائیوں کا مسئلہ جو ہے وہ بالکل واضح طور پر سامنے ہے۔ اس کے لیے خود اس امر کا اعتراف کرنے کے بعد ان سے بحث کرنا یا یہ کہنا کہ اب اس کی گنجائش ہے یا نہیں، اس کو چھوڑیے۔ لیکن جو مواد انھوں نے اس ہاؤس کے سامنے رکھا، ہمارے علماء کرام پر بہت بڑا دھبہ ہے، ایک اتنا بڑا چارج ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اس چارج سے اس دھبہ سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیے انھیں اپنے عوام کے سامنے آنا چاہیے۔ آپ کے یعنی مفتی صاحب کے جوابات میں نے پڑھے۔ طویل ڈکشنری جس میں انھوں نے اپنے تمام علم کا ذخیرہ اکٹھا کر دیا تھا، سب میں نے دیکھا، میں نے پڑھا۔ لیکن کہیں ایک جھلک ان چارجز کی، ان کے حقائق کی جو انھوں نے یہاں پیش کیے، خدا جانے وہ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں۔ اگر وہ جھوٹے بھی ہوں تو عقلی طور پر میں تسلیم کرتا ہوں۔ اب آپ نے اس کی تردید نہیں کی۔ تو میرے پاس کیا جواب ہے۔ میں یہ کہوں کہ ان کے جو دلائل ہیں غلط ہیں جو کہ آپ کے اندرونی فرقوں کے متعلق ہیں۔ کتنی بڑی بات ہے کہ ۶۶۰ علماء کرام، جو دیو بندیوں کے متعلق مرزائیوں نے یہ اپنے بیانات اور جرح میں کہا ہے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ امتی جن میں حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ، جن میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ، جن میں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ہیں، نبوت کے بعد اگر اس ملک میں............

صاحبزادہ صفی اللہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ ایسی باتیں کریں۔ کمیٹی کے سامنے وہ قراردادیں ہیں اور مرزا ناصر احمد کا محضر نامہ یہ ہے۔ گفتگو اُسی پر ہونی چاہیے نہ کہ ہماری طرف سے جو بیان مولانا مفتی صاحب نے پڑھا ہے اس پر گفتگو شروع ہو۔ اگر ایسا ہوا تو ان بیانات کا مقصد فوت ہو جائے گا اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہو گا۔

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: نہیں، نہیں۔ دھراتا نہیں۔ میں اپنے فرائض کی ادائیگی کر رہا ہوں۔ اصل بات میں نے کہہ دی ہے مجھے کہنے دیں۔ یہ ریکارڈ پر آئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں............

صاحبزادہ صفی اللہ: اس میں فائدہ نہیں ہے نہ یہ موضوع زیر بحث ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ ایک ممبر اٹھ کھڑا ہو کہ تمھارے بیان میں یہ خامی ہے وہ خامی ہے۔ یہ غیر متعلقہ بحث ہے۔

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: اس میں بہت فائدہ ہے۔

جناب چیئرمین: یہاں آپ کا مناظرہ نہیں شروع ہو جاتا۔ یہ کہ ان کا جواب وہ دیں گے۔ ان کا جواب آپ دیں گے ان کا جواب یہ دیں گے۔ Our discussion should be confined to the Resolution before us; not that one is Sunni and one is Shia. We should not talk against any sect. That is not relevant.

چوہدری جہانگیر علی: جناب والا! اس کا مطلب ہے کہ مسلمان صف آراء ہوں......

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے یہی بات کی ہے۔ I am sorry. This is not relevant.

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: مسٹر چیئرمین، جناب والا! میری بات تو سُن لیں۔

جناب چیئرمین: میں بات نہیں سنتا۔ We are not here to throw mud at each other; the only thing to debate is to declare them a minority.

Ch. Jahangir Ali: Sir, this is not throwing of mud.

Mr. Chairman: This is not relevant.

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: یہ ریکارڈ پر موجود ہے۔

Mr. Chairman: I cannnot agree.......

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: میں یہ چھوڑ دیتا ہوں۔

Mr. Chairman: I cannot agree to this principle.

چوہدری جہانگیر علی: جناب چیئرمین! اس کمیٹی کے سامنے جو کچھ شہادت پیش ہوئی ہے، دراصل بحث کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس شہادت پر جو اس ہاؤس کے سامنے آئی ہے، زیر بحث قراردادوں کی روشنی میں ممبر صاحبان اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ لیکن جو چیز ریکارڈ پر آ چکی ہے اگر کوئی فاضل ممبر اس پر اظہار خیال کرنا چاہے تو میرے خیال میں دوسرے ممبر کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اس پر اعتراض کرے۔

Mr. Chairman: I cannot agree to this principle.

چوہدری جہانگیر علی: صاحبزادہ صفی اللہ صاحب کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے۔ جس وقت اسی قسم کے الزامات مرزا ناصر احمد لگا رہے تھے۔ کیا اس وقت انھوں نے اس قسم کا پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا؟

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: میں نہیں کہتا ہوں۔

چوہدری جہانگیر علی: جناب! ہم نہیں چاہتے تھے کہ اس قسم کا میٹریل ریکارڈ پر آئے۔ ہم بہت صبر کے ساتھ اور جذبات کے ساتھ قابو پا کر یہاں بیٹھے رہے اور مرزا ناصر احمد اور عبدالمنان عمر کی یہ باتیں سنتے رہے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ خدانخواستہ اس ہاؤس میں اس قسم کی بات ہو جو انتشار کا موجب بنے۔ بہرحال اگر کوئی فاضل ممبران گواہان کے بیانات کا اپنی تقریر کے اندر حوالہ دینا چاہیں تو میرا خیال ہے اس پر اس قسم کی پابندی نہیں لگنی چاہیے۔

Mr. Chairman: I am not in a position to agree.

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: چلو، رولنگ ہے، سپیکر صاحب کی ہے۔ میں صرف اس ضمن میں کہوں گا، تفصیل میں جانا نہیں چاہتا ہوں۔ ہم جو مسلمان ہیں۔ ہم دین سے واقف ہیں جو مناسب جواب ہے اس ہاؤس کے سامنے ہمارے علماء ایک پمفلٹ کی شکل میں لائیں اور ہماری رہنمائی فرمائیں۔

کرنل حبیب احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو تقریریں ہوئی ہیں اور جو حضرات اپنا موقف بیان کر رہے ہیں وہ اب تمام کی تمام کتابوں کی شکل میں باہر آ جائیں گی اور اس کا زبردست تمام دنیا میں پروپیگنڈا ہو گا اور ہماری آئندہ آنے والی نسلیں اس کو پڑھیں گی۔ یہ ایک مثبت ریکارڈ ہے اور تا قیامت رہے گا اور اس کو تاریخ اور دنیا کی کوئی چیز مٹا نہیں سکے گی۔ اور ہم بھی یہ توقع کر رہے تھے کہ چوہدری صاحب اور ہمارے دوسرے کئی دوستوں نے یہاں پوائنٹ آوٹ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ہمارے علماء کرام جو یہاں تشریف رکھتے ہیں، مولانا صاحبان جو ہم سے بہت زیادہ اسلامی تعلیم رکھتے ہیں، ہم اس بات کو admit کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن کسی نے یہاں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں کیا یا دوسری صورت میں پوائنٹ آوٹ نہیں کیا۔ میں نے اپنی کم عقلی کے باوجود پوائنٹ آوٹ کیا تھا کہ انھوں نے یہاں فرمایا تھا کہ اگر یہاں کوئی عالم بیٹھا ہے جو عربی جانتا ہے۔ وہ یہ سمجھے گا کہ عربی میں زیر، زبر، پیش سے کیا مطلب ہوتا ہے اور کیسے مفہوم تبدیل ہو سکتا ہے۔ ہمارے یہ علماء کے لیے اتنا بڑا چیلنج تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی نہیں اٹھا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے جواب میں............

جناب چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر پیش کر لیا ہے تشریف رکھیں۔

کرنل حبیب احمد: عباسی صاحب جو تقریر فرما رہے ہیں وہ نہایت مدلل اور convincing ہے۔ اب میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ریکارڈ پر بھی آئے گی۔ یہ تاریخ ہے اور

ایک اسلامی تاریخ ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ انھوں نے جو جواب یہاں دیے ان دلائل کو زیر بحث نہ لایا گیا۔ ان کے موقف کو جو نہایت خطرناک تھا، ان کے جوابات کتاب کی شکل میں کیوں نہیں آئے۔ چونکہ میرا بیٹا اور اس کا بیٹا، ہماری نسلوں کی نسلیں بھی ان کو پڑھیں گی، ہمارے علماء کے بیانات پڑھیں گے، تو وہ اپنے ذہن میں کیا تصور پیش کریں گے۔ مثلاً میں یہ کہتا ہوں کہ جو عباسی صاحب نے فرمایا وہ درست فرمایا ہے۔ ہمارے کئی دوست اس طرف بیٹھے ہیں اس وقت یہ پوائنٹ آؤٹ کیا لیکن کوئی بات نہیں بنی۔ اور ہمارے ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے ایک ایسی معیاری ایڈووکیسی کی کہ جس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ میرے نزدیک وہ بھی مجھ سے زیادہ عالم ہوں گے۔ لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ ہمارے علماء میں اس قسم کا کوئی مذاکرہ ہوتا تاکہ ہم کو بھی پتہ ہوتا۔ میں سنی ہوں لیکن خدا گواہ ہے اگر ہم سنی ہیں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم سنی ہیں۔ یہ میری اپنی بات ہے۔

جناب چیئرمین: کرنل صاحب! ذرا مجھے عرض کرنے دیں، میری بات بھی سن لیں۔ یہ بات اس وقت ریلیونٹ ہوگی کہ مولانا مفتی محمود صاحب اور کسی اور آنریبل ممبر کے دو عقائد ہوں۔ ایک ان کا سیاسی عقیدہ ہے اور ایک ان کا مذہبی عقیدہ ہے۔ جب مذہبی عقائد کے متعلق ریزولیشن لائیں گے کہ مولانا مفتی محمود کے مذہبی عقائد ٹھیک نہیں ہیں تب یہ ٹھیک تھا اور اس وقت یہ بحث ریلیونٹ ہوگی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپس میں یہ لڑتے ہیں کہ شعیہ نے سنی کے متعلق یہ لکھا۔ اور سُنی نے شعیہ کے متعلق یہ لکھا۔

It appears that this discussion is not relevant. They should not try to prove Shia and Sunni; they just wants to prove their case; that is the evidence which they adduce in respect of their claim. All the sects are unanimous so far as the Qadianies are concerned. This is on record. All the schools of thought are unanimous. We are sitting here to determine the status of Qadianies, not to talk either against the Shia or Sunni or any other sect.

صاحبزادہ صفی اللہ: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات کرنل صاحب نے جو فرمائی کہ اس کا کسی نے جواب نہیں دیا، اصل میں کرنل صاحب کو شاید یاد نہیں ہے کہ چیئرمین صاحب نے فیصلہ سنایا تھا کہ گواہوں پر جرح کے دوران سوائے اٹارنی جنرل صاحب کے کوئی جواب یا تقریر نہ کرے۔

جناب چیئرمین: میں جواب دے رہا ہوں کہ وہ ختم ہو گئی۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ............

جناب چیئرمین: وہ ختم ہو گئی۔ عباسی صاحب! شروع کریں۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: جناب والا! یہ ریکارڈ میں آئے گا کہ علماء نے ناصر کا جواب نہیں دیا۔ ناصر احمد نے قطعیات کا انکار کیا، ناصر احمد نے ہر بات کو ٹالا۔ اور یہاں یہ طے شدہ تھا کہ صرف سوالات اے جی صاحب کریں گے، اور یہ بھی طے شدہ تھا کہ اے جی صاحب کے سوا کوئی سوالات نہیں کرے گا۔ لیکن ناصر نے جو کچھ کہا وہ سب غلط کہا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کی تردید ۲۶۰ صفحات کی آ گئی ہے۔ عباسی صاحب! آپ تقریر کریں۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: آپ نے تو خود علماء کو پابند کیا، سب ممبران کو پابند کیا ہے کہ اے جی صاحب کے سوا کوئی سوال نہیں پوچھے گا (مداخلت)۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں ریکارڈ جائے گا اور وہاں یہ ہو گا کہ علماء جواب نہیں دے سکے۔ ناصر احمد سب غلط ہے اور ناصر نے سب باتوں سے انکار کیا ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب تشریف رکھیں۔

Maulan Sahib, I do not want to make it a controversy. We are
sitting here as a Special Committee. جو کوئی اختلاف ہے مولانا مفتی صاحب سے،
Nobody will be allowed to make political profit out of it
We are not here۔ کچھ تو آپ سوچیں This is not relevant. ۷۲ فرقے ہیں وہ

to debate Brelvi and Whabi. We should not take the debate on that side that Maulana Mufti being hit or Dr. Bokhari. Certain Member do not like it.

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: وہ ختم ہو گیا ہے اور آپ نے رولنگ دے دی ہے۔ رولنگ میں اب بات ختم ہو گئی ہے۔ بار بار نہ دھرائیں۔

Mr. Chairman: This is not relevant. Please continue.

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: جناب والا! یہ بات اب ختم ہو گئی۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ میں یہ بات زیر بحث لانا چاہتا ہوں کہ دونوں فرقے ذاتی طور پر اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں اور ان کے تسلیم کرنے کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس فتنہ کے لیے ریزولیشن ڈرافٹ کرنا چاہیے جس میں احمدیوں کو چاہے وہ کسی فرقہ میں ہو جو اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کسی صورت میں نبی آ سکتا ہے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: راؤ خورشید علی خان صاحب! راؤ صاحب آپ کے بھی دستخط ۳۷ ممبران میں ہیں میں چیک نہیں کر رہا ہوں، اب وقت کم ملے گا۔

راؤ خورشید علی خان: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ اس کے باوجود ۳۷ ممبر کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے.........

Miangul Aurangzeb: On a point of order Sir. The honourable member has the ear-phones on. He cannot hear. He should take it off.

Rao Khurshid Ali Khan: All right.

Mr. Chairman: The point of order is upheld. It is a valid Point of Order. You may take it off.

Rao Khurshid, yes.

راؤ خورشید علی خان: بات یہ ہے کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں اپنی کہتا رہوں اور دوسروں کی نہ سنوں۔

جناب چیئرمین: ان کا یہ پوائنٹ ٹھیک ہے۔ آپ اپنی تقریر سن نہیں سکتے۔

راؤ خورشید علی خان: آپ جو حکم دیں گے میں وہ مجھے سنائی نہیں دے گا۔ بہرحال حکم حاکم مرگ مفاجات۔

بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ اس مسئلہ پر جو قادیانی حضرات نے اور لاہوری پارٹی نے اور اس کے علاوہ ہمارے محترم علماء حضرات کی طرف سے مولانا ہزاروی کی طرف سے مولانا مفتی محمود کی طرف سے پیش کیا گیا اس کو پورے غور کے ساتھ سنا ہے۔ جو باتیں ہوئی ہیں ہم نے بڑے غور سے سنی ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ میں ہر روز بالکل وقت پر آتا رہا ہوں لیکن میرا خیال یہ ہے کہ میں نے مکمل ناغہ کوئی نہیں کیا۔ بعض دن تاخیر سے آتا رہا ہوں۔ لیکن میں نے ہر روز بلا ناغہ ایک ایک بات کو سنا۔ اور پہلے سے جو معلومات ہیں، ان کی روشنی میں جو کچھ میں عرض کروں گا، وہ بھی اس میں شامل ہوں گی۔

یہ مسئلہ بہت ہی بڑی اہمیت کا حامل ہے، نہ صرف اس لیے کہ اس کا تعلق ہمارے دین سے ہے، ہمارے ملک کی سلامتی سے ہے، بلکہ میں اگر یہ کہوں تو بے جا نہ ہو گا کہ اس ملک کی بقا سے بھی اس کا تعلق ہے۔ اس کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ اگر ہم نے اس معاملے میں اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی، تو نہ صرف یہ کہ اللہ میاں ہمیں معاف نہیں کریں گے بلکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ ہمیں بڑی سوچ بوجھ کا ثبوت دینا چاہیے، پورے غور وخوض کے ساتھ، کسی ڈر اور لالچ کے بغیر، خدا کو حاضر و ناظر جان کر خالصتاً اسلامی نقطۂ نظر سے اور ملک کی سلامتی اور بقا کے نقطۂ نظر سے اس پر غور کرنا چاہیے، ورنہ مجھے ڈر ہے جناب چیئرمین صاحب! کہ آخرت کی بات

میں تو شاید کچھ عرصہ لگے، گو اس کا بھی کچھ پتہ نہیں کہ اگلے لمحے ہمارے ساتھ خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آ جائے۔ ابھی میں پچھلے دنوں اپنے حلقہ نیابت کا مختصر سا دورہ لگا کر آیا ہوں۔ میری ان معروضات میں وہ اطلاع بھی شامل ہے جو میں نے براہ راست اپنے حلقے میں ایک چھوٹا سا دورہ لگا کر حاصل کی ہے۔

جناب والا! اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان قادیانی حضرات اور لاہوری پارٹی نے ختم نبوت کے سلسلے میں جو رویہ اختیار کیا ہے اور ایک جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا ہے یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے امت کے اندر اتنی بڑی خلیج اور اتنا بڑا انتشار پیدا کر دیا ہے کہ اگر اس قسم کا انتشار پیدا نہ کیا جاتا تو بہت ممکن ہے کہ امت میں آج جو جو ایک انتشار نظر آتا ہے اس میں بہت حد تک کمی ہوتی اور ساری دنیا کا مقابلہ ہم احسن طریقے پر کر سکتے تھے اور اس ملک کی جہاں تک بات ہے یہ تو اب بحرانوں کی سرزمین بن کر رہ گیا ہے۔ پہلے ہی بحرانوں سے دو چار تھا، اب مزید یہ بحران پیدا کیا گیا ہے اور اس وقت immediate cause جو ہے وہ بھی ان فتنہ گروں کا پیدا کیا ہوا ہے۔ غضب خدا کا، ایک اتنی قلیل اقلیت اور اس کو یہ حوصلہ ہوا کہ اس نے ہمارے طلباء کے اوپر حملہ کیا۔ ظاہر بات ہے کہ اتنی قلیل اقلیت کو از خود یہ حوصلہ اور ہمت نہیں ہو سکتی۔ یہ کسی کی شہ پر کیا گیا ہے۔ یہ ملک کے خلاف سازش ہے، اور جناب بھٹو نے میرے خیال میں یہ بات صحیح کہی کہ یہ بین الاقوامی سازش کا کوئی حصہ معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے اس کی بڑی اہمیت ہے اور ہمیں پورے غور و خوض کے ساتھ اس کا جائزہ لینا چاہیے۔

جناب والا! اس سلسلے میں اس کا تھوڑا سا پس منظر بیان کرنا چاہتا ہوں جس سے مجھے پورا یقین آیا اور باتوں کے علاوہ کہ یہ کیوں غلط کار لوگ ہیں اور ان کا نبوت کا دعویٰ کیوں جھوٹا ہے اور ختم نبوت کے انھوں نے جو معنی پہنائے ہیں، یہ کیوں غلط ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں جب مغلوں کی حکومت ختم ہوئی، اس میں جب زوال آیا، انگریزوں نے قبضہ کیا تو اس وقت یہ جو ایک مرحلہ تھا یہ ایک نازک مرحلہ تھا۔ جو علمائے حق ہیں انھوں نے اس بات کا جائزہ لیا کہ مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی ہے، ایک کافروں کی حکومت برسراقتدار آ گئی ہے۔ اسلام چونکہ مکمل دین اور ہر چیز کا اس میں انتظام ہے اور اس میں جذبہ جہاد پر اتنا بڑا زور دیا گیا ہے کہ اگر ہم اس کو مضبوطی سے تھامے رکھیں تو مسلمان غلام نہیں ہو سکتا۔ اس وقت اس تحریک کے جو بانی مبانی تھے، سید احمد شہید بریلوی اور دیگر حضرات، جنھوں نے اس تحریک کی رہنمائی کی، انھوں نے اس تحریک کو اس قدر منظم کیا کہ بنگال سے لے کر سرحد تک اور باقی قبائلی علاقے تک اس تحریک کو چلایا اور بنگال کے اور پٹنہ اور بہار کے لوگ جا کر وہاں لڑے ہیں یہاں سکھوں کے ساتھ پشاور میں اور دوسرے علاقوں میں، اور اس طریقے سے انھوں نے اس تحریک کی آبیاری کی ہے۔ تمام تر زور اس بات پر تھا کہ مسلمان محکوم نہیں ہو سکتا، مسلمان غلام نہیں ہو سکتا، اور اگر مسلمان غلامی سے دوچار ہو تو اسے جذبہ جہاد کے تحت تن، من، دھن، سب کچھ قربان کر دینا چاہیے اور اس کو ایک آزاد منش آدمی کی سی زندگی بسر کرنی چاہیے۔ غلامی اس کے لیے لعنت ہے۔ غلام کی حیثیت میں مسلمان، مسلمان نہیں رہتا اور وہ اسلام کے فرائض کو پورا نہیں کر سکتا۔ یہ اتنا بڑا مسئلہ تھا کہ انگریز کے لیے یہ ایک بڑا معمہ بن گیا۔ انگریز اپنی حکومت کو مستحکم کرنا چاہتا تھا۔ لیکن دوسری طرف اس قسم کے، میں کہوں گا، نہتے لوگ، جن کے پاس کوئی جائیدادیں نہ تھیں، کوئی ذرائع نہ تھے مخصوص قسم کے، بلکہ جو متمول لوگ تھے وہ تاریخ میں آیا ہے کہ ان کے لیے باطل پرست، خود پرست، مفاد پرست قسم کے علماء سے مکے مدینے تک سے فتوے منگائے گئے۔ یہاں سے بھی غلط قسم کے علماءِ سُو سے انھوں نے فتوے لے لیے جہاد کے خلاف اور اس بات کے حق میں کہ ان، اس حکومت کے دوران امن قائم ہو گیا، اس

کی اطاعت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود تحریک چلانے والے لوگ ان فتوؤں سے متاثر نہ ہوئے لیکن کچھ متمول لوگ ان غلط فتوؤں کے بھرے میں آ گئے اور انھوں نے ایک حد تک انگریزی حکومت کو قبول کر لیا۔ لیکن عام لوگ، بھوکے ننگے قسم کے لوگ جذبۂ جہاد سے سرشار تھے، انھوں نے اپنا پیٹ کاٹ کر اس تحریک کی آبیاری کی اور اس کو روپیہ فراہم کیا اور اس کو ٹوٹے پھوٹے ہتھیار فراہم کیے اور اس طریقے سے انگریز کا ناطقہ بند کر دیا۔

میں مزید تفصیل میں نہیں جانا چاہتا، میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مرحلہ وہ تھا کہ جس وقت انگریز کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا شخص ہاتھ لگے کہ جو یہ جہاد والی بات کو منسوخ قرار دے دے کیونکہ اس نے ہمارا ناطقہ بند کر دیا ہے اور یہ ہماری حکومت کے اندر استحکام پیدا نہیں ہونے دیتا۔ اس وقت ایسی شخصیت کی ضرورت پڑی کہ جو اس جہاد کو حرام قرار دے دے اور جہاد جب حرام قرار دے دے تو بس، مسلمان پھر عیاشی کے اندر پڑ جائے گا۔ وہ نہ اسلام کے لیے لڑے گا اور نہ ملک و ملت کے لیے قربانی دے گا۔ پھر کوئی کافر بے دین جو بھی چاہے اگر اس پر حکمرانی کرے، جائیدادیں دے، بس وہ حکمرانی کرتا رہے۔ تو گویا یہ شکل جب پیدا ہوئی تو اس وقت پھر مرزا قادیان پر ان کی نظر پڑی۔

ہنٹر بڑی مشہور شخصیت سول سروس کی ہے۔ سب حضرات کو علم ہے اس نے ایک کتاب لکھی ہے ''انڈین مسلمان''۔ اس کے اندر ان تمام چیزوں کی تفاصیل آئی ہیں۔ اس نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہوئی تو ہنٹر صاحب نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ یہ جو ہم نے علماء سے فیصلے لیے تھے یہ سب ناکام ہو گئے۔ شاہ ولی اللہ صاحب یا شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی، جنھوں نے اس جہاد میں حصہ لیا اور اس طرح سے تحریک کو آگے بڑھایا، تو ان کو ہنٹر صاحب نے خود نبی کے لفظ سے یاد کیا

ہے تا کہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کے ذہن میں یہ بات ڈال دی جائے کہ بڑا قسم کا عالم جو ہے وہ نبی بھی بن سکتا ہے۔ اس طریقے سے مرزا قادیان نے رفتہ رفتہ (جس کی تمام تفاصیل آپ کے سامنے آ چکی ہیں اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے) چھوٹی اسٹیج سے آخر نبوت کا اس نے دعویٰ کر دیا، اور سب سے بڑی دو باتیں اس نے کیں: ایک جہاد کی منسوخی اور ایک یہ آیت کہ ''اولی الامر منکم'' اس کی غلط تعبیر کہ اطاعت کرو خدا کی اور رسول ﷺ کی اور اولی الامر منکم کی، جو تم میں سے ہو۔ تو یہ قادیانی لوگ جو تحریف کے استاد ہیں (جیسا کہ مولانا ہزاروی صاحب نے بھی اس کا ثبوت بہم پہنچایا ہے) تو وہ ''منکم'' کو تو ہڑپ کر گئے اور اس آیت کے غلط معنی کیے کہ بس جو بھی حاکم ہو، چاہے کافر ہو، اس کی اطاعت کرو۔ ان دو چیزوں پر انھوں نے سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ اب اس معاملے کے اندر ظاہر بات ہے کہ مسلمان کے پاس ایک ایسی کتاب ہے قرآن کریم کی شکل میں کہ اس میں کوئی تحریف نہیں کر سکتا۔ جو تحریف کرتا ہے وہ پکڑا جاتا ہے، مارا جاتا ہے اور قرآن کریم قیامت تک کے لیے محفوظ ہے اور اللہ میاں نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ اس کی موجودگی میں اور احادیث صحیحہ کی موجودگی میں مسلمانوں کو اس بات کا قائل نہیں کیا جا سکتا کہ جہاد منسوخ ہو سکتا ہے یا وہ ''اولی الامر منکم'' میں سے ''منکم'' کو نکال کر ہر کافر اور بے دین حکومت کے وہ غلام رہ سکتے ہیں۔

اس کے بعد جناب والا! اب آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو معروضات پیش کی ہیں ان سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ سامراج کی خدمت کے لیے سامراج نے یہ پودا خود کاشت کیا تاکہ امت مسلمہ میں تفریق پیدا کی جائے اور امت مسلمہ کے اتحاد اور اتفاق کو ختم کیا جائے، اسلام کی یکجہتی کو ضرب کاری لگائے جائے۔

اب آخر میں جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اس مسئلہ کے حل کے لیے کوئی تجویز پیش کرنی چاہیے تو تجویز جناب! یہ ہے کہ جب تک کہ ان قادیانیوں کے دونوں گروہ،

ربوہ والے اور لاہور والے، ان کو غیر مسلم اقلیت اگر قرار نہ دیا گیا تو مسئلہ حل نہ ہوگا، بلکہ خدانخواستہ، خدانخواستہ، خدانخواستہ اس ملک کے اندر ایسا بحران پیدا ہو سکتا ہے کہ اس کو قابو میں لانا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ ہم پہلے ہی بہت سے بحرانوں سے دوچار ہیں اور اب ہمیں کسی نئے بحران کو دعوت نہیں دینی چاہیے، ورنہ ہم خود پھر اپنے ساتھ دشمنی کریں گے۔ اس میں مذہبی طور پر تو جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ جو امت کا اتحاد ہے وہ قائم رہے گا، تفریق اور انتشار ختم ہو جائے گا، اور سیاسی طور پر ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے اب یہ قادیانی مسلمانوں کے نام پر جو کلیدی اسامیوں پر قابض ہیں اور جو قبضہ جمائے ہوئے بیٹھے ہیں، ان سے ان کو ہاتھ دھونے پڑیں گے، ان سے یہ محروم ہوں گے۔ اور اب یہ جو اکھنڈ بھارت کے خواب دیکھ رہے ہیں اور اس ملک کی سلامتی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور ان کو خدانخواستہ توڑنا چاہتے ہیں تو پھر وہاں قادیان کو لوٹنا چاہتے ہیں تو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے یہ دونوں مقاصد حل ہو سکتے ہیں اور یہی میری تجویز ہے اور میں یہ التجا کرتا ہوں تمام ہاؤس سے جناب چیئرمین! آپ کے ذریعے کہ ان کو ضرور غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اسی میں ملک و ملت کا فائدہ ہے، پاکستان کا فائدہ ہے، تمام امت مسلمہ کا فائدہ ہے، اور ہم ایک مزید بحران سے بچ جائیں گے۔

<u>جناب چیئرمین</u>: ڈاکٹر محمود عباس بخاری۔

<u>ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری</u>: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نستعینہ وصلی اللہ علی اشرف الانبیاء و خاتم النبیین ابوالقاسم محمد بہ آلہ الطاہرین و اصحابہ المخلصین۔ جناب سپیکر! آج کا عنوان بڑا ہی نازک عنوان ہے اور میں پوری کوشش کروں گا کہ کہیں پر بھی اپنی حدود سے تجاوز نہ کروں لیکن دل خون ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ضرب کاری لگانے والوں نے اور جنون کا تیشہ چلانے والوں نے جو نخل چنا ہے، جس درخت پر یہ ....

Mr. Chairman: I would request the honourable speaker that, instead of words it should be matter, because we are concerned with the matter, the substance.

یہ الفاظ جو ہیں ناں خوبصورت الفاظ یہ کل بھی استعمال ہو سکتے ہیں، پرسوں بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ today it should be matter.

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: سر! میں آ رہا ہوں گندے الفاظ کہاں سے لاؤں۔ میرے الفاظ تو شاید آپ کو پسند نہیں لیکن کیا کروں زبان کی خامی سمجھ لیجیے میری۔

Mr. Chairman: Everbody can understand.

Dr. S. Mahmood Abbas Bokhari: May I be permitted to continue?

Mr. Chairman: You are permitted to continue. Come with proposals.

[At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by (Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi)]

Dr. S. Mahmood Abbas Bokhari: Madam Deputy Speaker, with your permission....

Madam Acting Chairman: Yes, you can continue.

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ تیشہ چلانے والوں نے، کلہاڑی چلانے والوں نے جس چیز پر کلہاڑی چلائی، جس چیز پر اپنی منافقت کا تیشہ چلایا، وہ بذات خود نخل رسول ﷺ تھا جس کے بارے میں قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے ''اے میرے محبوب! اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو یہ کائنات پیدا نہ کرتا۔'' جس دریدہ دہنی سے اور جس ڈھٹائی سے ناموس رسالت ﷺ پر حملے کیے گئے ہیں، میڈم سپیکر! میں تھوڑی سی

اجمالاً اس پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے شاید میرا نقطہ نظر غلط ہو، جس پہلو سے آئمہ قرآنی اور معرفت ربانی میں جس پہلو سے اس کو نمایاں کرنا چاہیے تھا شاید ابھی تک اسمبلی کی بحث میں مقام رسالت ﷺ کو اور ناموس رسالت ﷺ کو نمایاں نہیں کیا گیا۔ جب تک یہ بتایا نہ جائے کہ مقام ختم المرسلین ﷺ کیا ہے، مقام نبوت کیا ہے، مقام رسالت کیا ہے، جناب سپیکر! یہ ناممکن ہے کہ تعین کیا جا سکے کہ جھوٹا نبی کیا ہے اور اس کا مقام کیا ہے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ محترم عباسی صاحب بڑی اچھی تقریر فرما رہے ہیں، لیکن اس ایک جملے میں انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ قرآن میں ہے کہ "اے پیغمبر! تم کو میں پیدا نہ کرتا تو میں یہ ساری کائنات پیدا نہ کرتا۔" یہ قرآن میں نہیں۔ "لولاک لما خلقت الافلاک" روایت میں بھی ضعف ہے، لیکن مفہوم صحیح ہے۔ قرآن میں نہیں ہے۔ یہ میں نے اس لیے عرض کر دی کہ کوئی اعتراض نہ کرے۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری:

قلندر جز دو حرف لا الہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہ شہر قارون ہے لغت ہائے حجازی کا
الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گوہر سے

جناب سپیکر! میں آگے بڑھتا ہوں، اس پوائنٹ آف آرڈر کی دلدل سے نکل کر۔

محترمہ قائمقام چیئرمین: لیکن انھوں نے تو آپ کی تصحیح کی ہے، وہ تو آپ مان لیں ناں۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: اچھا جی، میں آگے بڑھتا ہوں۔ تو بات مقام رسالت کی میں کر رہا تھا۔ میرا یہ مقام نہیں کہ میں مقام رسالت کا تعین کروں، نہ میرے پاس اتنا علم ہے۔

نہ میں عارف نہ مجدد نہ محدث نہ فقیہ ہوں
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام

لیکن اپنی ادنیٰ سمجھ سے جو آیات قرانی کے آئینے میں جناب سپیکر! میں نے مقام رسالت دیکھا ہے، میں اس ایوان میں وہ پیش کروں گا۔ ضمناً یہ عرض کر دوں کہ انگریز کا یہ خود کاشتہ پودا مسلمانوں کی میراث پر ضرب کاری لگانا چاہتا تھا، دو جہت سے۔ ایک جہت تھی جہاد جسے قرآن میں قتال کا نام دیا گیا ہے اور جس سے انگریز بہادر ہمیشہ خائف رہا۔ اور دوسری جہت بھی حب رسول ﷺ۔ انگریز جانتا تھا کہ حب رسول صلی اللہ علیہ و سلم ایک ایسا پیمانہ ہے، ایک ایسا مرکز ہے، ایک ایسا مرکز ثقل ہے کہ اگر یہ مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے تو مسلمان ہمیشہ ایک مضبوط اور قائم امت کی صورت میں اس صفحہ ہستی پر برقرار رہیں گے۔ اس نے چاہا کہ اپنی اس مملکت کی حفاظت کے لیے جس میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا، مشرق سے مغرب تک تھی، انگریز کا یہ ارادہ ہوا، اس نے یہ پالیسی بنائی اور یہ اس وقت کی جو condition تھی، جو حالات تھے، اس وقت جو سیاسی حالات تھے، ان کے مطابق انگریز نے اپنی سوچ میں صحیح سوچا۔

اس کے علاوہ جناب اسپیکر! ایک بات اور آئی۔ مہدی سوڈانی حضور مقبول ﷺ کا نام لے کر اٹھے اور انھوں نے انگریز کے خلاف جہاد کیا۔ اسی صدی میں چودھویں صدی کے آخر میں انگریز کو یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ سوادِ اعظم کا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی موعود آئیں گے لہٰذا شاید اصلی مہدی بھی آ جائے۔ اس نے پیش گوئی کے طور پر اپنا ایک نقلی مہدی تیار کیا، جیسا کہ میں ابھی اپنے بحث سے ثابت کروں گا کہ یہ مہدی کیوں کر نقلی تھا۔ جس طریقے سے شان رسالت مآب ﷺ پر ان لوگوں نے حملے کیے ہیں وہ ناقابلِ برداشت ہیں۔ کوئی بھی مسلمان جس میں حمیت ہے، جس میں غیرت ہے، جس میں اخلاص کے لہو کا ایک بھی جائز قطرہ باقی ہے، وہ ان کے اس لاف و گذاف کو برداشت نہیں کر سکتا۔

ے خیال زاغ کو بلبل سے برتری کا ہے
غلام زادے کو دعویٰ پیغمبری کا ہے
بُت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

ان جعلی نبیوں نے کیا فرمایا ہے؟ اور یہ فرمانے سے پہلے یہ اپنے مقام کو بھی جانتے تھے کہ ہم کتنے پانی میں ہیں، ہمارا سیاق و سباق کیا ہے۔ لہٰذا فلسفہ یہ تراشا گیا کہ شانِ رسالت کو گھٹایا جائے تاکہ جعلی نبوت کی شان جو ہے وہ بڑھ جائے، حتیٰ کہ یہ برابر آ جائے، معجزات سے ارتقا کریں۔ شان عیسیٰ علیہ السلام کو کم کیا گیا، یہاں تک کہ افترا پردازوں نے ان پر افترا پردازی کی۔ نعوذ باللہ زبان اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ان کی نانیاں اور دادیاں ایسی تھیں۔ اور ایسا بھی یہ کیوں کیا گیا؟ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں مجہول النسب ثابت کرنے کی کوشش کی گئی؟ جناب اسپیکر! قرآن کریم اللہ کا ایک قانون ہے جو کہ یونیورسل لاء ہے، جو کہ آفاقی اور ابدی قانون ہے، ازلی قانون ہے، جس کو کبھی موت نہیں آ سکتی۔ وہ قانون ہے کہ نبی کبھی مجہول النسب نہیں ہوتا۔ نبی کا جو سلسلہ نسب ہے وہ ہمیشہ واضح ہوتا ہے اور دنیا میں۔ جو بھی نسلیں انسان کی بستی ہیں، نبی ان میں ارفع ترین خون، ارفع ترین روایت، پاکیزہ ترین خون، پاکیزہ ترین خاندان کا فرد ہوتا ہے تو اسے یہ انعام ملتا ہے، اسے اس قابل سمجھا جاتا ہے۔ سلسلہ نسب کی بلندی۔ جناب اسپیکر! یہ بھی دلیل ہے اور یہ بھی ایک انعام ہے۔ مجہول النسب لوگوں پر یہ انعام آ ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ میں ابھی قرآن کریم کی آیت سے ثابت کروں گا۔ ان لوگوں نے اپنے جعلی نبی کو سہارا دینے کے لیے تیشہ چلایا، وہ نسب پر چلا، اس لیے کہ ان کے پاس اپنا نسب نہیں تھا۔ دیکھیے، ''براہِ احمدیہ'' میں فرماتے ہین کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ میں پارسی النسب ہوں۔ یعنی ان کو یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ پارسی النسب ہیں یا نہیں، حتیٰ کہ پارسی سے اپنے

خون کا رشتہ جوڑنے کے لیے انھوں نے الہام کا سہارا لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ منگول نسل تھی، یہ تاتار کی نسل تھی، یہ صحرائے گوبی کے لوٹ مار کرنے والوں کی نسل تھی، یہ آوارہ ترکوں کی نسل تھی۔ یہ بالکل نہ پارسی النسب تھے نہ یہ عربی النسل تھے۔ یہ جانتے تھے کہ میں خاندان سادات میں سے نہیں ہوں، میں خون بنو فاطمہ نہیں ہوں۔ اس لیے انھوں نے بڑے الہامات کا سہارا لیا۔

اب ذرا ان کے خرافات سنیے جن پر میں اپنی تمام بحث کا دار و مدار کر رہا ہوں۔ فرماتے ہیں حضرت مسیح موعود کا ذہنی ارتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا کیونکہ اس زمانے میں بہت ترقی ہوئی اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تھی۔ اس کے بعد فرماتے ہیں یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے، حتیٰ کہ حضور پاک ﷺ سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے۔ یہ ہے ڈائری خلیفہ قادیان، الفضل، 17/جولائی، 1922ء۔ اور اس کے بعد فرماتے ہیں ظلی نبوت کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو کھڑا کیا بلکہ بعض حسنات میں اور بھی آگے بڑھا دیا۔ کلمہ حق مصنفہ محمود احمد خلیفہ قادیان۔

جناب اسپیکر! میں اس بحث میں نہیں پڑوں گا کہ بروزی نبی کیا ہے اور ظلی نبی کیا ہے، اور اس کا سایہ کیا چیز ہے۔ میں تو ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ انھوں نے اپنی نبوت کا دار و مدار تمام تر اس بات پر رکھا ہے کہ ہر انسان، ہر خاطی اور ہر ناقص اور ہر مجہول العقل انسان جب چاہے جس وقت چاہے، اپنے زہد، اپنے علم، جو کہ بڑا محدود ہے، اس کی بنا پر ترقی کر سکتا ہے، ترقی کرتا کرتا مجدد بن سکتا ہے، محدث بن سکتا ہے۔ مولوی تو خیر ہر کوئی بن سکتا ہے۔ وہ محدث جو حدیث نہیں بلکہ کلمات الٰہیہ سے سرفراز ہوتا ہے وہ بھی بن سکتا ہے۔ قطب بن سکتا ہے، غوث بن سکتا ہے، ابدال بن سکتا ہے۔ یہ خود ان کی اپنی

کوشش تھی۔ ٹھیک۔ جناب! اس کے بعد فرماتے ہیں بڑھتے بڑھتے ترقی کرتے کرتے وہ انبیاء علیہ السلام میں قدم بھی رکھ سکتا ہے، مسیح موعود بھی بن سکتا ہے اور اس کے بعد آگے بڑھ کر وہ انبیاء سے آگے بھی بڑھ سکتا ہے، حتیٰ کہ شان رسالت خاتم النبین سے دو چار، دس قدم بہت آگے جا سکتا ہے۔ حضور والا! قرآن کی رُو سے یہ ایک فاتر العقل انسان کا عقیدہ ہے۔ قرآن اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس لیے قرآن کریم میں ایک آیت ہے جس کا میں ترجمہ کروں گا، اور مولانا ہزاروی صاحب مجھے معافی دیں گے اگر کہیں میں لغزش کر جاؤں۔ میں مفہوم بتاتا ہوں کہ ہم نے میثاقِ ازل لیا انبیاء کی ارواح سے۔ اور اے پیغمبر ﷺ! ہم نے آپ کو ان پر شاہد مقرر کیا، ان پر گواہ مقرر کیا۔ اس کے لیے جو قرآن میں الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ میثاقِ غیظ ہے۔ ہم نے بڑا زبردست عہد لیا۔ حضور مرزا صاحب! آپ کی روح پُرفتن سے پوری معافی مانگتے ہوئے یہ کہوں گا کہ آپ اس مثیاق میں شریک تھے۔ کیا خداوند کریم کے عہد ایسے ہوتے ہیں کہ مجہول ہو جاتا ہے؟ وعدہ لیا خداوند کریم نے وعدہ لینے والا۔ جناب اسپیکر! خداوند کریم کو وعدہ دینے والی ارواحِ مقدسہ سے پیمانِ ازل ہوا جب مخلوقات کی بھی پیدائش نہیں ہوئی۔ ابھی آدم آب وطین کی کیفیت میں ہے، مٹی اور پانی کی کیفیت میں ہے، اس وقت وعدہ لیا جا رہا ہے۔ کون رہا ہے قسّامِ ازل، معیشت کو پیدا کرنے والا، پروردگار، سبّوح و قدوس، خدائے حمید و لایزال، وعدہ لینے والا، وہ دینے والا، روحیں گواہ، حضور رسالت مآب ﷺ۔ یہ مجہول کہاں سے ٹپک پڑے کہ جن کو چالیس، پینتالیس اور پچاس برس تک یہ بھی خبر نہیں کہ ان کا مقام کیا ہے۔ یہ مقامِ انسانیت میں بھی ہیں یا نہیں، ان کو یہ بھی خبر نہیں تھی۔ کہاں تھے یہ میثاق کے وقت یا کہہ دیجیے کہ قرآن غلط۔ کہہ دیجیے یہ لوگ مُفتری۔

ہم آگے بڑھتے ہیں کہ انبیاء کے تعین میں اور انبیاء کی بعثت میں اللہ کریم کا طریقہ کیا ہے۔ اور بالکل یہ بھی قرآن کا فرمان ہے کہ اللہ کریم اپنی سُنت کو تبدیل نہیں

کرتا۔ جناب اسپیکر! اللہ کریم کی سُنت میں تغیر و تبدل نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، اس لیے کہ ان اللہ لا یخلفِ المیعاد۔ اللہ اپنے وعدوں کی بھی مخالفت نہیں کرتا، خلاف وعدہ کبھی نہیں کرتے۔ آیئے! ہم کتاب ربانی اور اس کے آئینہ کمالات میں اسی کا جائزہ لیں۔ سورہ مریم میں ہم دیکھیں کیسے پیغمبر آتے ہیں، پیغمبروں کا ذہن کیا ہوتا ہے، پیغمبروں کی نفسیات کیا ہوتی ہے، پیغمبر دعا کیسے مانگتے ہیں، پیغمبروں کے وعدے کیسے ہوتے ہیں، پیغمبر مبعوث کیسے ہوتے ہیں۔ کیوں نہیں ہم قرآن کو دیکھتے ہیں۔ کتاب موجود ہے۔ سنیئے سورہ مریم۔ میں صرف ترجمہ پڑھوں گا۔ جناب ذکریا نے دعا مانگی کہ پروردگار مجھے اپنے پاس سے وارث دے جو میرا بھی وارث بنے اور اولادِ یعقوب کا وارث بنے۔ جناب محترمہ! یہ ہے کہ پیغمبر مستقبل کی طرف دیکھتے ہیں، آنے والی نسلوں پر ان کی نظر ہوتی ہے اور وہ واضح ہوتے ہیں۔ نہ وہ مجہول العقل ہوتے ہیں، نہ مُبہم ہوتے ہیں، نہ ان کا ذہن دھندلایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ تو خداوند کریم کے نور سے روشن ہوتا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل، یہ کیفیات پیغمبروں کے سامنے ایک ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور اس طرح ہے جس طرح درہم ہتھیلی پر ہوتا ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں اے ذکریا! ہم تمھیں بشارت دیتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہوگا، اور ہم نے اس سے قبل کسی کو اس کا ہم نام نہیں بتایا۔ ذرا التزام نبوت دیکھیے۔ نام حافظِ آدم سے، آدمی کی نسل سے نام کو قدرت نے چھپا لیا کہ ایک اپنے نبی کو میں نے یہ نام دینا ہے۔ یہ قرآن فرما رہا ہے۔ اے پروردگار! جناب ذکریا فرماتے ہیں کہ میرے لڑکا کیسے ہوگا درآں حالیکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا پر ہوں۔ فرمایا اس طرح کہ تمھارے پروردگار کے لیے یہ آسان ہے۔ اے یحییٰ! کتاب کو مضبوط پکڑو۔ اور ہم نے ان کو لڑکپن میں ہی سمجھ دے رکھی تھی۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر بچپن میں ہی سمجھ لے کر آتا ہے۔ پچاس برس تک مجہول نہیں رہتا، پچاس برس تک اپنے مقام سے غافل نہیں رہتا۔ اور خاص آگے فرماتے ہیں

کتاب خدا خاص اپنے پاس سے رقتِ قلب اور پاکیزگی عطا کی، اور جناب یحییٰ بڑے پرہیز گار تھے اور نیکی کرنے والے تھے اپنے والدین کے ساتھ، اور سرکش اور نافرمان نہ تھے۔ آگے سنیے، جناب اسپیکر! قرآن کی زبان میں پیغمبر کا کیا مقام ہے۔ ابھی یحییٰ پیدا نہیں ہوئے اور کلام ربانی کیا آ رہا ہے۔ انھیں سلام پہنچے جس دن کہ وہ پیدا ہوں اور جس دن کہ وہ وفات پائیں گے اور جس دن کہ وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔ کائنات، خلقِ کائنات بعثتِ پیغمبر کو سلام دیتی ہے، اس کے مولود پر بھی اور اس کے دنیا سے رخصت ہونے پر بھی۔ اب ذرا جناب اسپیکر! اندازہ کیجیے کہ جناب ذکریا علیہ السلام مانگ کر بڑھاپے میں بچہ لیتے ہیں۔ ایک فارق عادت طریقے سے بچہ آتا ہے۔ کیوں آتا ہے فارق عادت طریقہ سے؟ کیا دنیا میں کوئی اور نہیں تھا جو پہلے مولوی بنتا، محدث بنتا، مجدد بنتا، فقیہہ بنتا۔ ترقی کرتا، نبوت پالیتا۔ کیا کوئی دعا مانگنے والا روئے ارض پر باقی نہ تھا؟ جناب اسپیکر! میری اس بحث کو تقویت پہنچتی ہے۔ فطرت نسب کی حفاظت کرتی ہے۔ پیغمبر بغیر نسب کے التزام کے آ ہی نہیں سکتا۔

اب ذرا التزام قدرت ملاحظہ فرمایے۔ جناب مریم کے تقدس کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ قرآن حکیممیں سورۂ مریم میں ارشاد ہے کہ فرشتہ مریم مقدس کے سامنے ظاہر ہوا اور کہا میں پروردگار کا ایلچی ہوں تاکہ تمھیں ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔ وہ بولی میرے لڑکا کیسے ہوگا درآں حالیکہ مجھے کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا ہے، اور نہ میں بدچلن ہوں۔ فرشتہ کہتا ہے جناب اسپیکر! کہا یونہی ہوگا، تمھارے پروردگار نے کہا ہے کہ یہ میرے لیے آسان ہے تاکہ ہم اسے لوگوں کے لیے نشان بنا دیں، اور اپنی طرف سے سببِ رحمت، اور یہ ایک بات طے شدہ ہے۔ اور جناب سپیکر! آگے کتاب خدا تعالیٰ ارشاد فرماتی ہے، یہ قرآن کریم کا ترجمہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا ہے، اور پھر وہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں اور وہ لوگ بولے

اے مریم! تو نے بڑے غضب کی حرکت کی۔ اے ہارون کی بہن! نہ تمھارے والد ہی بُرے آدمی تھے اور نہ تمھاری ماں ہی بدکار تھی۔ اس پر مریم نے اس بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ جناب اسپیکر! اب وہ بچہ بولتا ہے۔ میں اپنی بحث کو اس نکتہ کی طرف لانا چاہتا تھا کہ ماں کی گود یا پنگھوڑے میں بچہ کیسے بولتا ہے۔ بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ جناب عیسیٰ بولے اپنے پنگھوڑے سے۔ نہیں، پہلے وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم اس بچے سے کیسے بات چیت کریں جو ابھی گہوارہ میں پڑا ہوا نومولود بچہ ہے۔ اس پر جناب عیسیٰؑ بولے میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور اس نے مجھے نبی بنایا اور اس نے مجھے بابرکت بنایا جہاں کہیں بھی ہوں، اور اسی نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا، جب تک میں زندہ رہوں، مجھے سرکش و بدبخت نہیں بنایا۔ اور میرے اوپر سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

جناب اسپیکر! یہ آیات غور و فکر کے لیے ہیں۔ قرآن کریم دعوت فکر دیتا ہے، دعوتِ تفکر دیتا ہے قرآن کریم ہر قدم پر۔ بتائیے کہ قدرت کو کیا ضرورت تھی، خالقِ فطرت کو کہ پنگھوڑے میں بچے کی گفتگو کا انتظام کرے۔ ماں جواب نہ دے اور بچہ جواب دے۔ حضور والا! ظاہر ہوتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے، فرما رہے ہیں کہ کتاب لے کر آیا ہوں، رسالت لے کر آیا ہوں۔ معلوم ہوا نبی جب پیدا ہوتا ہے رسالت سے سرفراز ہوتا ہے، وہ جہالت کی ٹھوکریں کھانے کے لیے نہیں ہوتا۔ قسامِ ازل تقدیر ازلی، قاضی تقدیر اس کو ماں کے پیٹ سے بلکہ روز ازل سے اس کو نبوت سے سرفراز کر کے بھیجتے ہیں۔ یہ رُوحیں ہی اور ہیں، یہ اجناس ہی اور ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو سیڑھیاں چڑھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو مدرسوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو پندرہ روپے کی کلرکی سے ڈسمس ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو قیصرائے ہند کو لکھتے ہیں "اے میرے جان و مال کی مالک"۔ یہ وہ لوگ نہیں جو غیروں کے وظیفوں پر پلتے ہیں۔ پیغمبر کو پالنے والا خداوند کریم ہے۔ اس کی حفاظت مشیت خود کرتی ہے۔

متعدد اراکین: بہت اچھے، بہت اچھے۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: جناب اسپیکر! اس ضمن میں مَیں آگے عرض کروں گا کہ یہ سُنتِ الٰہی ہے کہ نبی کتاب لے کر آتا ہے۔ نبی پیدائشی نبی ہوتا ہے۔ یہاں ایک سوال پوچھتا ہوں ان دوستوں سے جو کہتے ہیں، نعوذ باللہ، جو کہتے ہیں رسالت مآب ﷺ چالیس برس تک، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نبی نہیں تھے، حالانکہ حدیث شریف ہے انا اول العابدین میں سب سے پہلا عبادت گزار ہوں۔ یہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ کیسے عبادت گزار ہوں۔ جناب اسپیکر! قرآن کی طرف آیئے۔ پہاڑ عبادت کرتے ہیں، درخت عبادت کرتے ہیں، کائنات عبادت کرتی ہے۔ تو اوّل العابدین کا مطلب یہ ہوا کہ رسالت مآب نے اس وقت بھی عبادت کی جب کوئی موجودات موجود نہ تھی۔ نبی اس وقت نبی ہوتا ہے جب موجودات نہیں ہوتی۔ ایک قدم آگے بڑھنا چاہتا ہوں

[At this stage Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was accupied by Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali).]

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: اجازت ہے جناب!

جناب اسپیکر! جناب ابراہیمؑ کے ذکر میں ارشاد خداوندی سُنیے: تو ہم نے انھیں اسحاق اور یعقوب عطا کیا، اور ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا، اور ان سب کو اپنی رحمت عطا کی۔ جناب موسیٰ علیہ السلام سے ایک ہی قانونِ قدرت چلا آ رہا ہے۔ قانونِ خداوندی ایک ہے۔ جناب موسیٰؑ کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے: اور ہم نے اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو نبی کی حیثیت عطا کی۔ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا کیے اور ہر ایک کو ہم نے صالح بنایا۔ اور لوط علیہ السلام کو ہم نے علم اور حکمت دی۔ اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں کو تابع کر دیا تھا، اور پرندے ان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے۔ اسمٰعیل علیہ السلام، ادریس علیہ السلام اور ذوالکفل کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا۔ بے شک وہ بڑے صالح لوگوں میں سے تھے۔

جناب اسپیکر! اسی طرح سورۂ احزاب میں یہ بات نوشتۂ الٰہی میں لکھی جا چکی تھی:
اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے تمام پیغمبروں یعنی نبیوں سے عہد لیا، اور آپ سے بھی۔ نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ ابنِ مریم سے بھی، اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا، میثاقِ غلیظ لیا، تاکہ ان سچوں سے ان کے سچ کی بابت سوال کیا جائے۔ جناب اسپیکر! قرآن کی رُو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی روز ازل پیدا ہوتے ہیں، نبی روز ازل بنائے جاتے ہیں، نبی عالم ارواح میں بنائے جاتے ہیں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: پوائنٹ آف آرڈر، جناب! یہ بار بار ''جناب اسپیکر! جناب اسپیکر! جناب اسپیکر!'' فرما رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس وقت ''جناب چیئرمین'' زیادہ مناسب ہوگا۔

متعدد اراکین: سُنا نہیں گیا۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: میں کہہ رہا ہوں کہ بار بار، ہمارے بخاری صاحب ''جناب اسپیکر! جناب اسپیکر'' فرما رہے ہیں۔ ان کو یہ فرمانا چاہیے کہ ''جناب چیئرمین''۔ یہ مناسب ہے۔ ویسے یہ اسپیکر ہیں لیکن اس وقت ''چیئرمین'' ہیں۔ اور ویسے بھی ''جناب چیئرمین'' کہنا مناسب ہے۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: مہربانی۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں۔ سورۂ شوریٰ میں ارشادِ خداوندی ہے: اللہ نے تمھارے لیے وہی دن مقرر کیا جس کا اس نے نوحؑ کو حکم دیا تھا، اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کیا ہے، جس کا ہم نے ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ کو بھی حکم دیا تھا، یعنی کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا اور اس کے بعد سورۂ آلِ عمران میں ہے: ہم نے فضیلت دی آل ابراہیم اور آل عمران کو جہانوں پر۔

حضور والا! یہ قاعدہ ہے، یہ وہ طریقہ ہے، یہ سنت الٰہی ہے۔ خاندان کبھی مجہول نہیں ہوتا پیغمبر کا۔ نسب کبھی پیغمبر کا مجہول نہیں ہوتا۔ جن مجہول النسب لوگوں نے اس

کے بعد جھوٹی نبوت کے دعوے کیے، یہ دلیل ہے ان کے جھوٹے ہونے کی۔ میں ایک بات یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں، جناب! اگر ہم یہ تسلیم کریں ایک لمحہ کے لیے بھی، جہالت کسی لمحے پر وارد ہوتی ہے، تو جناب! جہالت ظلم ہے، اور کوئی نبی ظلم کا ارتکاب نہیں کر سکتا، کیونکہ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ میرا عہد ظالمین کو نہیں پہنچا، بالکل نہیں پہنچ سکتا۔ یہ تو 'دوانعام ہیں۔ عہد اور انعام ایک ہی چیز ہے۔ انعام کا عہد ہے۔ یہ ظالمین کو پہنچ نہیں سکتا۔ نبی نہ جھوٹ بول سکتا ہے، نہ ہی مجہول ہو سکتا ہے، نہ نبی فاتر العقل ہو سکتا ہے، نہ نبی اپنے مقام سے گم کردہ راہ ہو سکتا ہے، نہ نبی کوئی گناہ کر سکتا ہے، بڑا یا چھوٹا۔ اس لیے جناب! کیونکہ اگر نبی یہ کرے گا تو کسی کو ہدایت کیوں کر دے گا۔

خضر کیوں کر بتائے راہ اگر
ماہی کہے دریا کہاں ہے

اگر نبی کہے ہدایت کہاں ہے، فلاں وقت ہدایت کے بغیر تھا، فلاں وقت میری ہدایت سمیت ہے، یہ بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔

چمک سورج میں کیا باقی رہے گی
اگر بیزار ہو اپنی کرن سے

نبی کبھی اپنی کرن سے بیزار نہیں ہوتا۔ وہ نورِ خداوندی کا امین ہوتا ہے۔ وہ آئینہ کمالات خداوندی ہوتا ہے۔ حضور والا! اب ہم بات کرتے ہیں اپنے آقائے کائنات جناب سرورِ رسالت مآب ﷺ کی۔

حُسنِ یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

نبوت جناب والا! کسبی شے نہیں ہے، یہ واہبی چیز ہے۔ یہ عنایت ہوتی ہے، یہ میدان گھوڑ دوڑ کی دوڑ میں جیتی نہیں جاتی۔ خدانخواستہ، نعوذ باللہ، خاکم بدہن، یہ ریس کا کپ نہیں ہے جسے مرزا صاحب کی طرح جیت لیں۔ یہ جیتی نہیں جا سکتی، یہ عطا ہوتی ہے۔

جناب والا! اسی ضمن میں ایک میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا واضح کیا گیا۔ مہدی کا جھگڑا ہے۔ میں اپنی بات کو اجمالاً ختم کرنا چاہتا ہوں۔ بحث بڑی طویل ہو جائے گی۔ اتنا کچھ آثار مہدی میں اور کتابوں میں، جو کتابیں آج بھی ہمیں روشنی دے رہی ہیں۔ سواد اعظم کی متفقہ کتابیں، ان میں حضور والا! بالکل واضح طور پر مہدی کے خواص لکھے ہیں اور ان میں ان کی صرف ایک خاصیت بیان کرنا چاہتا ہوں اور اس پر میں اپنی بحث کا انجام کرنا چاہتا ہوں۔ ابو داؤد اُمّ سلمہؓ کی روایت ہے کہ مہدی اولادِ فاطمہ سے ہوگا اور حضور پاک کی عترت میں سے ہوگا۔ ایک بڑی مُستند کتاب جس کا میں نے نام لیا ہے، عبداللہ ابنِ مسعود، دریائے علم۔ ترمذی میں اور ابو داؤد میں روایت ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ فرماتے ہیں کہ مہدی میرا ہم نام ہوگا اور تحقیق وہ میری عترت میں سے ہوگا، وہ میری آل میں سے ہوگا۔ جب وہ آئے گا زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اس کے بعد پھر ابی اسحاق کی روایت ہے: تحقیق مہدی اولدِ فاطمہ میں سے ہوگا اور اخلاق و عادات اور صورت میں حضور پاک ﷺ کے مشابہ ہوگا۔ جناب والا! اس قسم کے بے شمار حوالے موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدی بھی مجہول النسب نہیں ہوگا، چہ جائیکہ ایک آدمی آج تک اپنا خاندان نہیں ثابت کر سکا کہ وہ فارسی ہے، ایرانی ہے، ترک ہے یا منگول ہے۔ کہاں سے ٹپکے، کہاں سے آئے۔ کس سیارے سے ان کو کس راکٹ میں بٹھا کر یہاں پر لے آئے۔ اِن کو اپنا علم نہیں ہے، دوسروں کو ان کا علم کیا بتائیں گے۔

جناب والا! یہاں پر میں ایک حدیث پیش کرنا چاہتا ہوں جو تمام جھگڑوں کو بڑی واضح کر دیتی ہے۔ میں اس حدیث کے حوالہ جات بھی لے آیا ہوں۔ اگر علماء اِکرام ان حوالہ جات کو دیکھنا چاہتے ہیں تو میں انشاء اللہ ان کو بھی دے دوں گا۔ اسمبلی کو پیش کر دوں گا۔ حوالے بڑے لمبے ہیں۔ ممکن نہیں ہے کہ میں ان سب کو یہاں دھرا سکوں۔

حدیثِ ثقلین یہ ہے، اس کے بے شمار راوی ہیں۔ اس کو تقریباً چار سو صحابہؓ نے روایت کیا ہے۔ سوادِ اعظم کی تقریباً ساڑھے سات سو ایسی کتابوں میں اس حدیث کا ذکر ہے۔ یہ تواترِ در سے بھی نکل چکی ہے۔ غالبًا اتنی مُستند اور اتنی ثقہ حدیث بہت کم نظروں سے گزری ہو گی۔ ان تمام لوگوں نے جنھوں نے اس کو مروی کیا ہے، جنابِ علیؓ، دو، تین، چار، سن ھجری سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں حدیث کا ترجمہ کرتا ہوں: میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا رہوں، یعنی کتاب اللہ اور اپنی آل، عترت، اور اپنے اہل بیت۔ اگر ان سے تمسک کرو گے تو قیامت تک گمراہ نہیں ہو گے۔ بے شک یہ دونوں اکٹھے رہیں گے، حتیٰ کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس اکٹھے وارد ہوں۔ حضور والا! جیسا کہ میں نے پہلے حوالوں سے پڑھا ہے کہ مہدی عترت رسول میں سے ہو گا۔ یہ حدیث ثقلین عترتِ رسول کو واضح کرتی ہے۔

میں بات مختصر کرتے ہوئے دو چار حوالے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا اور یہ سوال پوچھوں گا کہ اگر عترتِ رسولﷺ میں سے نہیں تھے، اگر مجہول النسب تھے تو ان کی نبوت کی وہ بنیاد ہی............

Mr. Chirman: Short Break for fifteen minutes for tea. We will reassemble at 12:15 p.m.

The Special Committee adjourned for tea break to reassemble at 12:15 p.m.

The Special Committee reassembled after tea break, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair

---

<u>جناب چیئرمین</u>: ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری!

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: جناب چیئرمین! میں حدیث ثقلین کی بات کر رہا تھا جس میں میں نے اپنا نقطۂ نظر پیش کیا کہ کوئی نبی یا مہدی نہیں آ سکتا جب تک کہ وہ عترتِ رسول نہ ہو اور حدیث ثقلین اس پر وارد نہ ہوتی ہو۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بہت سے حوالہ جات بھی لایا تاکہ میں اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرسکوں، اور جناب والا! میں قدرے فخر سے یہ حوالہ جات پیش کروں گا کہ غالباً اتنے حوالہ جات کسی ایک حدیث کے لیے بہت کم اکٹھے ہوئے ہوں گے۔ چار، پانچ حوالے پڑھنے کے بعد یہ حوالہ جات کا دفتر میں آپ کی خدمت میں جمع کرا دوں گا تاکہ یہ بھی یہاں پر ایک ریکارڈ رہے، اور وہ دوست جو حدیث ثقلین کی سند دیکھنا چاہیں وہ اپنے ذوق کی تسکین کرسکیں اور میری بات پایۂ ثبوت تک پہنچ سکے۔

مخرجین حدیث ثقلین۔ سید بن مسروق السعی سنِ وفات ۱۲۶ ھ۔ جو راوی صحابی ہیں، وہ زید بن ارقم ہیں۔ حوالہ جات صحیح مسلم رکن بن زبیع بن العمیلہ، سنِ وفات ۱۳۱ھ۔ صحابی زید بن ثابت۔ حوالہ مسلم احمد حنبل ابو ھیان یحییٰ بن سعید بن ہیان۔ سنِ وفات ۱۴۵ھ۔ حوالہ مسلم احمد حنبل صحیح مسلم عبدالملک بن ابی سلطان۔ سنِ وفات ۱۴۵ھ۔ صحابی راوی ابو سعید الخذری مسلم احمد حنبل۔ محمد بن اسحاق بن لساالمدنی۔ اسرائیل بن یونس ابو یوسف الکوفی۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الکفی۔ محمد بن طلحہ بن معارف العانی الکوفی۔ ابوغبانہ و ذاہب بن عبداللہ والعشر ی۔ شریک بن عبداللہ والقاض۔ علی ہذا القیاس۔ جناب چیئرمین! بے شمار حوالہ جات ہیں۔ اس میں کم سے کم چار سو صحابہ کرام کے نام درج ہیں۔ پانچ سو، چھ سو کتابوں کے حوالہ جات ہیں۔ جناب والا! اس سے میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنی تمام بحث کو سمیٹتا ہوں، conclude کرتا ہوں۔ بحوالہ آیات قرآنی ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں جناب والا! کہ:

(۱) نبی نجیب الطرفین ہوتا ہے۔

(۲) نبی کا سلسلہ نسب واضح ہوتا ہے۔

(۳) نبی پر کبھی بھی جہالت وارد نہیں ہوتی۔

(۴) یہ لازمی ہے کہ نبی کی حفاظت اور اطاعت فطرت خود کرے۔

(۵) بطن مادر میں اور سلب پدر میں نبی ہوتا ہے۔

(۶) نبوت واہبی ہوتی ہے، کبھی بھی کسبی نہیں ہوتی۔

ایک اور بات کی حضور والا! یہاں صراحت کرتا جاؤں، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

(عربی)

(نہیں بولتے نبی کریم اپنی خواہش سے، سوائے وحی الٰہی کے۔)

حضور! نطق اور کلام میں فرق ہے۔ کلام وہ چیز ہوتی ہے جس میں زبان الفاظ کو کسی مفہوم یا کسی تواتر کے ساتھ ادا کرتی ہے۔ لیکن حضور والا! نطق اسے کہتے ہیں جو بے معنی بھی ہو۔ مثلاً میں کہتا ہوں کہ روٹی ووٹی، پانی وانی، جانا وانا، تو اس میں جو مہملات ہیں وہ بھی ینطق میں شامل ہیں، حتیٰ کہ علماء نے یہ بھی کہا ہے جناب والا! سوتے ہوئے خراٹے لینا بھی ینطق ہے۔ نبی کا بروئے قرآن ینطق بھی جو ہے حضور والا! قرآن حکیم نے اس کو وحی الٰہی قرار دیا ہے۔ اس سیاق وسباق کو اگر ہم اس نبی کے سیاق وسباق سے لگائیں جس نے اس دور میں آ کر مسلمانوں میں انتشار وافتراق پیدا کیا اور جھوٹے الہامات اور رویائے کاذبہ کو رویائے صادقہ کے روپ میں پیش کر کے جو مس گائیڈنس یا گمراہی پھیلائی، اسی پیمانے سے ہم اس کو ماپ سکتے ہیں۔ تو حضور والا! پتہ چلتا ہے کہ حق کہاں ہے اور باطل کہاں ہے۔ یعنی حق آ گیا اور باطل چلا گیا، یقیناً باطل ہے بھی جانے والی شے۔

اس کے بعد جناب والا! آٹھویں نشانی نبوت کی یہ ہے کہ نبی مجہول ومبہم کبھی نہیں ہوتے۔ نویں نشانی اس کی یہ ہے کہ پیدائش اور موت نبی کریم کی، یا کوئی بھی نبی ہو،

ہمیشہ مسعود و مبارک ہوتی ہے۔ دسویں اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کا سلسلہ نسب عارفین و انعام یافتگان سے ہوتا ہے۔ اگر باپ نبی ہے، یا دادا نبی ہے، یا نانا نبی ہے، یا ماں صدیقہ ہے، یا دادی صدیقہ ہے، یعنی طاہرین کا، معصومین کا اور انعام یافتگان کا ایک سلسلہ ہوتا ہے حضور والا! جو کہ چلتا ہے۔اس کے بنا نبی نہیں آتا۔ یہ قانون قرآن کے خلاف ہے، یہ قانون فطرت کے خلاف ہے۔ ایک اور دلچسپ بات میں عرض کرتا جاؤں ضمناً وہ بھی نبی کی پہچان ہے، کہ اگر کسی بھی نبی کے جسم کی ہڈی آسمان کے نیچے ننگی ہو جائے تو اس وقت بادل آ جاتے ہیں، بارش برستی ہے۔ اس کے لیے بھی میں ۲،۳ سو حوالے پیش کروں گا۔ جب کسی نبی کی ہڈی ننگی ہوئی اور ہڈی اس کی باہر برآمد ہو گئی، بارش آئی، طوفان آیا، حتیٰ کہ وہ ہڈی پھر کور ہو گئی۔صوت کاملہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کے پاک وجود کی ہڈی کی بے حرمتی ہو۔ اس کو ہمیشہ باران رحمت چھپا لیتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کسی کاذب نبی کی ہڈی نکالی جائے اور باران رحمت کا تماشہ دیکھا جائے۔ لیکن میں ثبوت میں پیش کر سکتا ہوں۔

اس کے بعد نبوت کے سلسلے میں، میں عرض کروں گا کہ یہ بھی قرآنی تصریح ہے کہ نبی کی بشارت بہت پہلے مل جاتی ہے۔حتیٰ کہ جناب ابراہیم کے وقت میں ہزاروں برس پہلے جناب ناموس موسیٰ کی بشارت دی گئی۔ جناب عیسیٰ عمران کی بشارت دی گئی، اور حضور رسالت مآب ﷺ کی بشارت دی گئی۔

جناب والا! ایک اور بات جو از روئے قرآن ہم سے ثابت ہوتی ہے کہ نبی کو اس کی موت کے بعد کاذب نہیں ٹھہرایا جا سکتا، یا نبی کو اس کی اتمام حجت کے بعد کاذب نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اگر کاذب ٹھہرائیں گے اور وہ فی الحقیقت نبی ہے تو عذاب آ کر رہے گا، جیسے حضرت نوح علیہ السلام کا آیا، حضرت یونس علیہ السلام کا آیا، حضرت لوط علیہ السلام کا آیا، حضرت ہود علیہ السلام کا آیا۔ یا اسے ماننا پڑے گا یا عذاب آئے گا۔ اگر یہ سچے

نبی تھے جو کہتے تھے کسی زمانے میں کہ ''چھوڑو، مردہ علی کی بات نہ کرو۔ چھوڑو، مردہ حسین کی بات نہ کرو۔'' کیا ہم یہ تصریح نہ لائیں، یہ دلیل نہ لائیں کہ ''چھوڑو، مردہ مرزا صاحب کی بات نہ کرو۔ وہ بھی پرانے مردے ہو گئے، ان کا کیا ذکر کرنا۔'' نہ عذاب آیا، نہ ہدایت آئی، یہ کیسے نبی ہیں۔

جناب والا! بہرحال یہاں پر ایک اور بات قرآنی لحاظ سے عرض کرنا چاہتا ہوں اور بات ضمناً عرض کر دوں مشکوٰۃ شریف اور ابو داؤد اور ترمذی کا ایک اور حوالہ میرے ہاتھ آیا ہے کہ بتحقیق رسالت مآب علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدی ہر حال میں آل رسول اور بنو فاطمہ میں سے ہوں گے۔ اور اس کے بعد اگلی روایت ہے، حدیث ہے، کہ عیسیٰ بہ نصرت مہدی آئیں گے۔ مہدی سات برس حکمرانی، عالمی حکمرانی کریں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ کوئی حاجت مند اور مظلوم نہیں رہے گا۔ حضرت عیسیٰ چالیس برس رہیں گے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں نبوت کے ان دعویداروں سے کہ زمین پر کوئی حاجت مند نہیں رہا۔ کیا انسانی مسائل ختم ہوئے ہیں۔ کیا عدل ہو رہا ہے۔ کیا لڑائیاں نہیں ہو رہی ہیں۔ کیا ان کی بعثت کے وقت کے بعد سے عالمی جنگیں نہیں لڑی گئیں۔ یہ کہتے تھے کہ جہاد بند کر دو۔ مجھے بتائیں کہ کیا فلسطین نہیں لٹا۔ کیا بیت المقدس نہیں برباد ہوا۔ کیا کیا کچھ نہیں ہوا ہے۔ عالم اسلام پر کیا کیا چرکے نہ چل گئے۔ انھوں نے کہا کہ جہاد ضروری نہیں ہے۔ تو جہاد کب کریں گے۔ کیا قبروں میں جانے کے بعد کریں گے۔ عدل کہاں آیا ہے۔ عالمی حکمرانی کہاں آئی ہے۔ کہاں زمین انصاف سے بھری گئی ہے۔ حضور والا! یہ بات بھی نہیں ہوئی ہے۔ اس چیز سے بھی ثابت ہوا ہے حدیث کی رو سے بھی کہ یہ نبی جو تھے، چاہے بروزی اور ظلی تھے، جو بھی چیز تھے، کاذب نبی تھے۔

اس کے بعد حضور والا! علامہ محمود الصارم، مصر کا ایک حوالہ عرض کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ بروزی اور ظلی نبوت کوئی شے نہیں۔ نہ کبھی کوئی بروزی نبی آیا ہے اور نہ کبھی کوئی بروزی نبی آئے گا۔ نہ جناب ابراہم کا کوئی بروز آیا اور نہ آل ابراہیم کا کوئی بروز آیا۔ نہ کوئی بروز علی کا آیا نہ کوئی بروز حسین کا آیا۔ نہ کوئی بروز جناب صدیق کا پیدا ہوا اور نہ کوئی بروز جناب فاروق کا پیدا ہوا۔ اور بروز کون سا آئے گا۔ یہ زرتشتی کا عقیدہ ہے یہ ہندوانہ طریقہ ہے۔ آوا گوون کا یہ مسئلہ ہے، تناسخ کا مسئلہ ہے، اور یہ وہی آدمی پیش کر سکتا ہے جو مجہول الذہن ہو، مجہول الفہم ہو۔

اور ایک بات عرض کروں گا یہاں پر جس کو ابھی تک بحث میں نہیں لیا گیا۔ اس نبی، اس بیسویں صدی کے نبی نے فرمایا کہ مہدی اور عیسیٰ دونوں اس شخصیت میں اکٹھے ہو گئے ہیں، حالانکہ حضور! تواتر سے ثابت ہے،متواترات سے ثابت ہے کہ مہدی کی اور شخصیت ہے ، جناب عیسیٰ کی اور شخصیت ہے۔ یہ دو علیحدہ شخصیتیں ہوں گی۔ ان کے نشانات علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔ جب عیسیٰ آئیں گے تو آسمان سے نازل ہوں گے، دمشق میں اتریں گے، فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ ہوں گے، دو زرد چادریں اوڑھے ہوئے ہوں گے، سرخ و سفید رنگ کے ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے، نماز صبح کی اقامت کریں گے، یہودیوں کو شکست دیں گے، جزیہ بند کریں گے، حج کریں گے، آدمی کی گھاٹی سے لبیک کریں گے، شادی کریں گے، مسلمان ان کے جنازہ میں شرکت کریں گے، روضہ نبی میں مدفون ہوں گے۔ عیسیٰ ابن مریم روح اللہ اور کلمتہ اللہ ہوں گے، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔ کیا خنزیر قتل ہو گیا۔ کیا صلیب ٹوٹ گئی ہے۔ کیا یہ کلمتہ اللہ تھے۔ کیا یہ روضہ نبوت میں مدفون ہو گئے۔ حضور والا! یہ بگڑی ہوئی نفسیات ہے۔ یہ ایک ایسی نفسیات ہے جس نفسیات کو اللہ ہی سنبھالے۔ یہ ایک بہت بڑا انتشار تھا۔ یہ ایک بہت بڑی عالم اسلام کے ساتھ سازش تھی۔ ناموس پیغمبر کے ساتھ یہ

بہت بڑا گھناؤنا کھیل تھا۔ میں یقین سے کہتا ہوں، انشاء اللہ، میں اس ایوان میں کہتا ہوں کہ میں اس ایوان میں مباہلے کے لیے بھی تیار ہوں تمام مرزائیوں سے کہ آؤ ہم ایک دوسرے پر لعنت کریں۔ لے آؤ تم اپنے بیٹوں کو، لے آتے ہیں ہم اپنے بیٹوں کو۔ لے آؤ تم اپنے نفسوں کو، لے آتے ہیں ہم اپنے نفسوں کو۔ لے آؤ تم اپنی عورتوں کو، لے آتے ہیں ہم اپنی عورتوں کو، اور ایک دوسرے پر لعنت کریں۔ میں اس مباہلے کے لیے تیار ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: This is not within the jurisdiction of the Assembly.

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: حضور والا! میں اپنی بات کو کنکلوڈ کرتے ہوئے......

Mr. Chairman: The honourable members may clap their desks, but this is not right to have 'Mubahala'.

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: میں ایک حدیث کا حوالہ دوں گا۔

Mr. Chairman: I think, now you should conclude.

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: ختم نبوت کاملہ میں سے............

Mr. Chairman: You need not go into this because the Assembly is unanimous that the Holy Prophet was last of the Prophets, because almost the House has given its verdict on that. We are here to determine the status of Qadianis. That is all. What ever you have said, there was no need of saying that.

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکرگزار ہوں۔ آخر میں شاید میرا موضوع تلخ ہو گیا ہے۔ اس تلخی کو کم کرنے کے لیے حضور! آپ کو ایک فرضی نبی کا قصہ سناتا جاؤں۔

بابر کے دربار میں ایک نبی آیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نبی اللہ ہوں، مجھ پر ایمان لاؤ۔ بابر نے کہا کہ اچھا بھائی! ایمان لے آتے ہیں، بتاؤ تمھارا معجزہ کون سا ہے۔ کہنے لگا ابھی بتاتا ہوں۔ بابر نے کہا کہ ابراہیم خلیل اللہ والا معجزہ دکھاؤ۔ تمھیں ہم آتش نمرود میں ڈالتے ہیں، آگ کے تنور میں ڈالتے ہیں۔ بچ گئے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ انھوں نے کہا کہ حضور! وہ پرانے وقتوں کے نبی تھے۔ کیا آپ دقیانوسی باتیں کرتے ہیں۔ یہ معجزہ پرانا ہو گیا ہے۔ کوئی تازہ معجزہ طلب کیجیے۔ بابر نے کہا کہ اچھا بھائی! ٹھیک ہے عصائے موسوی لاؤ، ید بیضا لے آؤ۔ انھوں نے کہا کہ جناب! یہ باتیں بڑی پرانی ہو گئی ہیں۔ چھوڑیے، کوئی نیا معجزہ طلب کیجیے۔ انھوں نے کہا کہ چلو، جناب عیسیٰ والا معجزہ دکھاتا ہوں۔ جی ابھی دکھاتا ہوں۔ ابھی وزیر اعظم کی گردن اتارتا ہوں اور ابھی جوڑ دیتا ہوں۔ وزیر اعظم بابر سے بولے کہ حضور! میں اس نبی پر بغیر گردن اتروائے ایمان لے آیا۔"

جناب والا! یہ نبوت بڑی آسان ہے۔ حضور والا! ان لوگوں کی نبوت یہ ہے، ان کی منطق یہ ہے کہ شان رسالت مآب ﷺ گھٹا دو۔ وہ ایک لطیفہ سنتے آئے ہیں...........

Mr. Chairman: That is all

ہم لطیفوں کے لیے نہیں بیٹھے ہیں۔ آپ چسکے لیتے ہیں۔ میاں محمد عطاء اللہ! آپ بھی تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: جناب والا! میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا تھا۔ میں اپنی تجویز پیش کر کے ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئر مین: کہیں، کہیں، جو کچھ کہنا ہے۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: جناب چیئر مین! میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ ان تمام دلائل و براہین کے پیش نظر، اگرچہ میں نے یہ باتیں اجمالاً کی ہیں، میں یہ تجویز پیش کرتا.

ہوں کہ اس فرقے کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ان کا لٹریچر ضبط کیا جائے۔ ان کی تبلیغ جو کہ انتشار و ضلالت پھیلا رہی ہے، اس کو بند کیا جائے، جو قرآن و سنت کے منافی ہے، ہر طرح سے اس فرقے کے گمراہ کن افتراق و انتشار کو روکا جائے اور رسالت مآب ﷺ کی دعائیں لی جائیں۔

بمصطفیٰ بر خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر با او نہ رسیدی تمام بولہبی است

جناب! بہت بولہبی ہو جائے گی۔ اگر ہم نے ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت نہ کی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: میاں محمد عطاء اللہ۔

میاں محمد عطا اللہ: جناب چیئرمین صاحب۔

Mr. Chairman: Correct, proposals, that will be appreciated.

میاں محمد عطا اللہ: اس وقت جو مسئلہ اسپیشل کمیٹی کے سامنے زیر بحث ہے وہ تقریباً دو ماہ سے زیر غور ہے۔ مختلف proposals اور تحریکیں بھی پیش کی گئی ہیں کہ ربوہ کا قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ مرزا غلام احمد کو چاہے وہ نبی کی حیثیت سے مانے یا مسیح موعود کی حیثیت سے مانے یا محدث کی حیثیت سے مانے، اس سلسلے میں اُن پر تفصیلی جرح بھی ہوئی۔ انھوں نے اسپیشل کمیٹی کے سامنے محضر نامے پڑھ کر سنائے اور ممبران صاحب نے تقریباً تین چار سو سے زائد سوال ان سے پوچھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ان کے عقائد کا سوال ہے اور جہاں تک اُن کے دوسرے مسلمانوں کے متعلق عقیدے کا سوال ہے، جہاں تک ان کے سیاسی عزائم کا سوال ہے اور جہاں تک مرزا غلام احمد کے اس دعویٰ کا سوال ہے کہ انھوں نے یہ دعویٰ کیوں کیا، میں سمجھتا ہوں

کہ تمام ممبر صاحبان کو واضح طور پر اب تک معلوم ہو جانا چاہیے اور معلوم ہے۔ اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ پاکستان میں بسنے والے تمام لوگ اور تمام مسلمان متفقہ طور پر اس چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ جماعت جو ہم سب کو یقینی طور پر دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہے اور جس جماعت کا یہ موقف ہے کہ جو شخص مرزا غلام احمد پر نبی کی حیثیت سے یا مسیح موعود کی حیثیت سے یا محدث کی حیثیت سے یا مجدد کی حیثیت سے اس پر ایمان نہیں لاتا وہ اللہ تعالیٰ کے حکام کا منکر ہے، وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اب پاکستان میں بسنے والے تمام مسلمان اس بات کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس جماعت کو کافر قرار دیا جائے، ان کو دائرہ اسلام سے خارج تصور کیا جائے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ ایک ابتدائی چیز ہے اور تمام پیچیدگیوں کو چھوڑتے ہوئے آپ کسی پیچیدگی میں نہ جائیں، صرف ایک چیز، ایک دلیل ان کو کافر قرار دینے کے لیے کافی ہے کہ وہ ہمیں کافر سمجھتے ہیں اور وہ ۷۰ رکروڑ مسلمانوں کو جو اُمت رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھتے ہیں، چاہے وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، خواہ دیو بندی ہوں، بریلوی ہوں، اہل حدیث ہوں، شیعہ ہوں، یا کسی اور فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، وہ متفقہ طور پر ان کو دائرہ اسلام سے خارج تصور کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ طے شدہ ہے، اس میں شک کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ یہ ممبران کمیٹی بھی جانتے ہیں کہ ایک جماعت انھیں کافر قرار دیتی ہے۔ اور یہ اپنی اپنی سوچ پر منحصر ہے، اپنا اپنا فیصلہ کرنے کا علیحدہ طریقہ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس مسئلے کا موجودہ صورت میں کیا حل ہے اور موجودہ صورت سے کس طرح نکلا جا سکتا ہے۔ جہاں تک اس جماعت کے سیاسی عزائم کا سوال ہے، تمام ممبران کو واضح طور پر معلوم ہے کہ یہ جماعت انگریزوں نے بنائی اور اس واسطے بنائی کہ انگریزوں نے یہاں آنے کے بعد یہ دیکھا کہ جب تک مسلمانوں کے اندر سے

جذبہ جہاد نہیں نکلتا، انگریز یہاں چین سے حکومت نہیں کر سکتے۔ اس واسطے انھوں نے مسلمانوں کو اس مسئلے سے نکالنے کا ایک طریقہ سوچا کہ ایک جھوٹا نبی بنایا جائے جو اپنی نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ حکم آیا ہے کہ آپ جہاد بند کر دیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک واضح حکم حدیث میں اور قرآن کریم میں واضح طور پر موجود تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا کہ اگر مسلمانوں کی خود مختاری پر کوئی حملہ کرے تو جہاد واجب اور فرض ہے۔ اور چونکہ انگریزوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی خود مختاری پر حملہ کیا تھا اور وہ یہاں پر قابض ہوئے، اس واسطے تمام علماء کا تمام مسلمانان ہند کا یہ متفقہ طور پر فیصلہ تھا کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کیا جائے اور انھیں ہندوستان سے نکالا جائے۔ تو اس مسئلے کو ختم کرنے کے لیے ایک سیاسی طرز کی جماعت بنائی جسے دینی رنگ دیا۔

اس کے بعد پاکستان بننے کا سوال آیا تو وہ عقائد تمام ممبران کے سامنے پیش ہو چکے ہیں کہ ہم اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں۔ اگر پاکستان بنا بھی تو عارضی ہو گا اور ہماری پوری کوشش ہو گی کہ ہم پاکستان کو دوبارہ ہندوستان میں ملائیں۔ پھر انھوں نے یہ کہا کہ جس جماعت کو ہندوستان کی مضبوط base مل جائے تو اسے دنیا میں قابض ہونے کے لیے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ اور پھر ان کے دوسرے جو عقائد ہیں۔ مجھے اس وقت علم نہیں تھا کہ مجھے تقریر کرنے کے لیے کہا جائے گا، ورنہ میں وہ کتابیں لے آتا اور آپ کے سامنے پیش کر دیتا۔

جناب چیئرمین: میں نے آپ کو اس وقت ٹائم دیا ہے جب آپ تجویزیں پیش کریں، تقریر نہ کریں۔

میاں محمد عطاء اللہ: میں تجویزیں پیش کر دیتا ہوں۔ ان عقائد سے واضح ہے کہ مرزا محمود احمد نے یہ کہا کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی یا ہمارے پاس حکومت ہوتی تو ہم ہٹلر اور

مسولینی سے زیادہ سختی کر کے تمام لوگوں کو اپنے عقائد پر لے آتے۔ یہ واضح طور پر انھوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور وہ اس پر کاربند ہیں۔ اب آپ یہ سوچ لیں کہ ہم نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں یہ کہا ہے کہ کوئی مسلمان ہو یا کافر ہو، ہندو ہو، سکھ ہو، عیسائی ہو یا کسی مذہب سے بھی تعلق رکھتا ہو، اُس پر جبر نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی قرآن و سنت ہمیں جبر کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ تبلیغ کی اجازت ہے کہ تبلیغ کرو اور لوگوں کو سمجھاؤ۔ اگر وہ ان عقائد پر آ جائیں تو صحیح ہے۔ مگر اس جماعت کا جس کا ایمان اس چیز پر ہے کہ اگر وہ اقتدار میں آتے تو لوگوں کو جبراً اپنے عقائد پر لائیں گے، وہ اسمبلی میں آتے ہیں اور اس کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ ہم سیاسی جماعت نہیں، ہم تو ایک دینی فرقہ ہیں۔ ہمارا تو مذہب سے تعلق ہے، سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ صورت میں اس فتنے کو روکنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ اس جماعت کو سیاسی جماعت declare کیا جائے، اس کو بین کیا جائے اور اس کا لٹریچر confiscate کیا جائے، کیونکہ ایک سیاسی جماعت جو اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے دین کو استعمال کر رہی ہے اور دین میں رخنہ ڈالنے کی کوششیں کر رہی ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دے رہی ہے، ان کو خالی کافر قرار دینے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا کیونکہ وہ پھر اسی طرح اپنے مقاصد حاصل کرنے کی پوری کوششیں کرتے رہیں گے۔

ایک چیز جو میں سمجھتا ہوں وہ واضح طور پر ہماری اسپیشل کمیٹی کے سامنے آئی ہے کہ اس وقت وہ باہر جا کر بڑا غلط قسم کا پراپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ چیئرمین صاحب جن چیزوں کا فیصلہ کریں وہ فوری طور پر فیصلہ کرنے کے بعد پبلیش کی جائیں تا کہ انھوں نے یہاں جو جواب دیئے ہیں اور جن چیزوں میں وہ واضح طور پر جھوٹے ثابت ہو چکے ہیں وہ ساری قوم کے سامنے آئیں اور ساری دنیا کو اُن چیزوں کا علم ہو۔ اُن کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔

آخر میں صرف اتنی عرض کروں گا کہ میری رائے میں ہماری کمیٹی کو یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی نہ مانے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اُس شخص کا نام لے کر کہنا چاہیے کہ جس شخص نے ہندوستان میں ۱۸۹۱ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک نبوت کا دعویٰ کیا وہ کافر ہے اور اس کو کسی لحاظ سے بھی ماننے والے کافر ہیں۔ اور جو جماعت اُس نے بنائی ہے اُس جماعت کو سیاسی جماعت declare کیا جائے، ان کا لٹریچر confiscate کیا جائے۔ اُنھوں نے جو جائیدادیں یہاں بنائی ہیں اس کو اوقاف کا محکمہ لے اور وہ حکومت کی تحویل میں جانی چاہیے۔

جناب چیئرمین: چوہدری جہانگیر علی۔

Ch. Jahangir Ali: Mr. Chairman, Sir, I will like to speak tomorrow.

جناب چیئرمین: In the evening یہ تو آپ شب برأت سے زیادہ خدمت کر رہے ہیں۔ اگر دو تین گھنٹے شام کو دے دیں تو میں آپ کا مشکور ہوں گا، کیونکہ ایک دن ہم شاید meet نہ کر سکیں 4th کو گیارہ بجے سیلون کی پرائم منسٹر آ رہی ہیں، اس لیے شام کو ممبر صاحبان انھیں receive کرنے کے لیے ایئرپورٹ پر جائیں گے پھر 5th کو وہ جوائنٹ سیشن میں ایڈریس کر رہی ہیں۔ کل شام کو پریذیڈنٹ صاحب کے لڑکے کا ولیمہ ہے، وہاں بھی کافی ممبر صاحبان نے جانا ہے۔ چار کو پھر اسٹیرنگ کمیٹی ہے۔ Attorney-General will address on the 5th morning. Every thing should be completed; that is why I have made a request.

چوہدری جہانگیر علی: سر! میں بہت مختصر سا وقت لوں گا۔

Mr. Chairman: I request for the evening. مجھے دو تین اور صاحبان نے بھی کہا ہے۔ Mr. Abbas Hussain Gardezi will be addressing in the evening.

چوہدری جہانگیر علی: سر! میں کل تقریر کرلوں گا۔

Mr. Chairman: Dr. Muhammad Shafi, Mr. Ali Ahmad Talpur, nothing to add?

آپ نے دستخط کر دیئے ہیں۔ رندھاوا صاحب شام کو\چوہدری برکت اللہ صاحب!

ملک سلیمان صاحب! شام کو ٹھیک ہے ۔ غلام فاروق، nothing. Sardar Aleem is the which; he will speak last of all.

Yes, Begum Nasim Jahan.

بیگم نسیم جہاں: جناب والا! میرے صبر کی داد دیں۔

Mr. Chairman: Dr. Bokhari wanted to prove that Masih, when he will come, will be a Syed. You should try to prove that he will be a woman.

Begum Nasim Jahan: Yes I know.

آپ میرے صبر کی داد دیں۔ ریکارڈ میں خواتین کو اس قدر گالیاں دی گئیں، ان کی بابت اس قدر بری باتیں کہی گئیں، لیکن چونکہ میجارٹی نے فیصلہ کیا کہ ہم ایک لفظ نہ بولیں، اٹارنی جنرل کے through بولیں، میں چپ کر کے بیٹھی رہی، کھڑی نہیں ہوئی۔ میں نے جو سوالات اٹارنی جنرل صاحب کو دیئے، وہ questions بھی کمیٹی نے نامنظور کیے۔ اس کے بعد جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ میں نے یہ اعتراض اٹھایا کہ کوئسچن کمیٹی میں کوئی خواتین ممبر نہیں ہیں تو وہ بھی ماننا ٹھیک نہ سمجھا گیا۔ عورتوں کو اس قدر گالیاں پڑی ہیں۔

جناب چیئرمین: بیگم شیریں وہاب ممبر تھیں۔

بیگم نسیم جہاں: نہیں، جناب! بیگم شیریں وہاب اسٹیرنگ کمیٹی کی ممبر تھیں، وہ کوئسچن کمیٹی کی ممبر نہیں تھیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

میاں محمد عطا اللہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں بیگم صاحبہ کو یقین دلاتا ہوں، چونکہ میں بھی اتفاق سے کوئسچن کمیٹی کا ممبر ہوں، وہاں دوسرے ممبر صاحبان بھی موجود تھے، وہ بھی اس بات کی گواہی دیں گے کہ خواتین کی بالکل کوئی بے عزتی نہیں کی گئی، کوئی گالی نہیں دی گئی، قطعاً کوئی نازیبا لفظ عورتوں کی نسبت استعمال نہیں کیا گیا۔

بیگم نسیم جہاں: مجھے تو اپنی بات ختم کرنے دیں۔ جناب والا! میں نے چار پانچ سوالات عورتوں کی بابت کیے، وہ بھی کوئسچن کمیٹی نے مناسب نہ سمجھے اور رد کر دیئے گئے۔ میں اب اپنا یہ اعتراض ریکارڈ میں لانا چاہتی ہوں کہ یہ سوالات کوئسچن کمیٹی نے رد کرنے تھے اور وہ سوالات کمیٹی کو کسی صورت میں پسند نہ تھے۔ عورتیں آپ کی بہنیں ہیں، بیویاں ہیں، مائیں ہیں، دادیاں ہیں، نانیاں ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! آپ میرے صبر کی داد دیں، میں نے اپنے منہ سے ایک لفظ نہ بولا، اور اب بھی آپ نے بلایا ہے اس لیے کھڑی ہوئی ہوں۔ میں اپنے اس اعتراض کو بالکل جائز سمجھتے ہوئے یہ کہتی ہوں کہ عورتوں کی جو بے عزتی ہوئی ہے اگر اس کا ریکارڈ کبھی باہر نکلا تو کوئی عورت بھی اسے برداشت نہیں کرے گی۔ اس اعتراض کے ساتھ میں بیٹھ جاتی ہوں۔

Mr. Chairman: Thank you very much.

پروفیسر غفور احمد: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن ممبران کے سوالات شامل نہیں کیے گئے تھے ان کو راہبر کمیٹی میں invite کیا گیا تھا تاکہ وہ اپنا اطمینان کر لیں۔ اگر محترمہ بیگم نسیم جہاں صاحبہ کو عورتوں کے ساتھ اتنی ہی ہمدردی تھی تو پھر کمیٹی میں حاضر کیوں نہ ہوئیں۔ میں کمیٹی میں موجود تھا۔ چیئرمین راہبر کمیٹی نے کئی مرتبہ ان کا نام پکارا لیکن وہ وہاں موجود نہ تھیں اس لیے اب ان کی شکایت جائز نہیں۔

دوسری بات جناب والا! یہ ہے کہ کوئیچن کمیٹی راہبر کمیٹی نے ہی ایلیکٹ کی جس میں خواتین کی نمائندگی تھی۔

تیسری بات یہ ہے کہ میں یہاں کمیٹی میں موجود رہا ہوں۔ یہاں خواتین کی کوئی بے عزتی نہیں کی گئی، بلکہ ان کی عزت کو بحال کرنے کی کوشش کی گئی۔ انھیں جس نے بتایا ہے غلط بتایا ہے، اور بیگم صاحبہ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ممبران کمیٹی نے ہر موقع پر خواتین کی عزت کو ملحوظ رکھا ہے۔

بیگم نسیم جہاں: جناب والا؟

جناب چیئرمین: ایک منٹ ٹھہر جائیں۔

پروفیسر غفور احمد: آپ اتنی پریشان کیوں ہیں؟ راہبر کمیٹی میں عورتوں کی نمائندگی تھی۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم عورتوں کی عزت کریں۔ عورتیں ہماری بہنیں ہیں، مائیں ہیں (محترمہ نے اپنے زور کلام میں بیویاں بھی کہہ دیا)۔

بیگم نسیم جہاں: جناب والا! مجھے بھی کچھ کہنا ہے۔ مجھے یہ پتہ نہیں تھا کہ کوئیچن کمیٹی اور راہبر کمیٹی میں کوئی فرق ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں، اس لیے میں نے یہ سمجھا کہ وہاں راہبر کمیٹی میں بیگم شیریں وہاب موجود ہیں، وہ نمائندگی کر رہی ہیں، انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ جناب چیئرمین! میرا ریکارڈ شاہد ہے کہ میں نے پورے ہاؤس میں یہ احتجاج کیا کہ کوئیچن کمیٹی میں ہمارے سوالات کو رد کر دیا گیا ہے۔ اس بات کا ریکارڈ شاہد ہے کہ میں نے روزانہ اس اسپیشل کمیٹی میں شرکت کی اور پوری توجہ سے ایک ایک بات کو سنتی رہی۔ آج بھی میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے بخار ہے ڈاکٹر نے مجھے ریسٹ کرنے کو کہا ہے۔ لیکن میں اپنے بھائیوں کی باتیں سننے کے لیے آئی ہوں، پروفیسر غفور احمد صاحب میرے آئینی کمیٹی میں میرے پرانے کولیگ تھے۔ اب اسمبلی میں بھی اکٹھے ہیں۔ مجھے ان کا بڑا احترام ہے۔ میں نے وہ چار سوالات دیئے تھے

مگر رد کر دیئے گئے۔ کمیٹی میں جو گواہ آئے ہوئے تھے انھوں نے عورتوں کے متعلق جو بری باتیں کی تھیں یہ تو اٹارنی جنرل صاحب کو چاہیے تھا کہ انھیں روک دیتے۔ میں تو ان سے پروٹسٹ نہیں کر سکتی تھی۔ یہ تو آپ لوگوں نے یعنی میجارٹی نے فیصلہ کیا تھا کہ ہم چپ رہیں۔ میں کوئی نکتہ اعتراض نہیں اٹھا سکتی تھی۔ لیکن جو میرے بھائی کونسن کمیٹی کے ممبر تھے ان کا فرض تھا کہ اگر وہ عورتوں کی بے عزتی نہیں چاہتے تھے تو وہ اعتراض کرتے۔ ایک دفعہ پھر میں یہ کہتی ہوں کہ عورتیں آپ کی بیٹیاں بھی ہیں، آپ کی مائیں بھی ہیں، آپ کی بیویاں بھی ہیں۔ اور عورت کا جو رتبہ ماں کی حیثیت سے ہے وہ مردوں سے بھی اونچا رتبہ ہے کیونکہ ان کے پاؤں تلے جنت ہے۔ اس لیے ان ممبروں کا فرض تھا جو کہ ہمارے محترم نمائندے تھے جو کہ کونسن کمیٹی کے ممبر تھے کہ یہ کونسن باہر نکال دیتے لیکن پھر بھی میں جناب سپیکر! چپ کر کے رات کے دس بجے تک بیٹھی رہی ہوں، بالکل منہ بند کیے ہوئے، اٹھی بھی نہیں۔ لیکن میرے بھائیوں نے کئی دفعہ اعتراض کیا ہے۔ محترم پروفیسر غفور احمد نے بھی ایک اعتراض اٹھایا ہے اور محترم بھائیوں نے بھی اعتراض اٹھایا ہے، لیکن میں نے نہیں اٹھایا۔ میں وقت پر بات کرتی ہوں۔ آج آپ نے مجھے بلایا تو میں نے بات کی۔ لیکن اب بھی کہتی ہوں کہ میں اپنا نکتہ اعتراض ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں اور انشاء اللہ آپ کی وساطت سے ریکارڈ پر آ گیا ہے۔

جناب چیئرمین: بیگم صاحبہ! تشریف رکھیں۔ میں آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ عورتوں کو representation نہیں مل سکی۔ لیکن بات یہ ہے کہ کونسن کمیٹی کے صرف پانچ ممبر تھے out of twenty۔ اسٹیرنگ کمیٹی میں عورتوں کی نمائندگی تھی اور وہ نمائندگی بیگم شیریں وہاب کر رہی تھیں۔ تو باقی جو سوال گالیوں کا رہ گیا وہ تو سب نے کھائیں۔ عورتیں ہماری عزت ہیں، ہماری بیٹیاں ہیں، ہماری بہنیں ہیں۔ لیکن گالیاں تو یہاں سب کھاتے رہے ہیں۔ If you separate yourself from the general body of

Muslims پھر تو آپ کی complaint جائز ہے لیکن جب سب کو بے نقط گالیاں پڑتی رہی ہیں تو you are not separate from us. If you are part and parcel of us, you should also have the patience of hearing the abuses.

بیگم نسیم جہاں: جناب والا! ہم بھی ملت اسلامیہ کا حصہ ہیں۔

Mr. Chairman: If you want to be separate from the general body of Muslims your complaint is justified

دیکھیے میری بات سنیے............

بیگم نسیم جہاں: جناب سپیکر! میں آپ کا احترام کرتی ہوں۔ خدانخواستہ میری زبان سے کبھی ناشائستہ الفاظ نکلیں، میں وہ دن نہیں دیکھنا چاہتی۔ میں آپ کو کہتی ہوں کہ ہم نے تو اپنے آپ کو علیحدہ نہیں سمجھا۔ عورتوں کی بابت علیحدہ سوالات کیے بھی گئے ہیں اور سنے بھی گئے ہیں۔ میں یہ سوالات آپ کو بتا بھی سکتی ہوں اور جواب بھی بتا سکتی ہوں۔ محضر نامہ بھی دکھا سکتی ہوں کہ کس جگہ حوالے سے ہمارا ذکر آیا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اتنے ریفرنس پیش کر سکتی ہوں جہاں عورتوں کو علیحدہ کیا گیا ہے اور ان کو گالیاں دی گئی ہیں۔

Mr. Chairman: No, no. The ladies are part and parcel of us.

بیگم نسیم جہاں: ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہم part and parcel ہیں۔ ہم ملت اسلامیہ کا حصہ ہیں۔ لیکن آپ ہم کو ان سوالوں کی بنا پر علیحدہ کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: No, they are part and parcel.

شہزادہ سعید الرشید عباسی: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے یہاں فیصلہ کیا تھا............

Mr. Chairman: That is all. I am sorry for anything.

Sardar Moula Bakhsh Soomro: Sir, it should be decided which section has abused the lady. If those people who came here as witnesses, they have abused our mothers also, that this was not Qadiani, this was no Ahmedi, so and so.

Mr. Chairman: We are all part and parcel of the same body.

Sardar Moula Bakhsh Soomro: But I want to know from Begum Sahiba to whom she refers.

Mr. Chairman: She is just raising her resentment. That is all.

Mian Mohammad Ataullah: I want to bring one thing on record that as a member it is my duty....

جناب چیئرمین: کوئی ضرورت نہیں ریکارڈ پر لانے کی۔

Mian Mohammad Attaullah:.... to inform Begum Sahiba, through you, that we disallowed all questions concerning Muhammadi Begum and the Attorney-General did not put that question. Only in the Mahzar Nama of Maulana Abdul Hakim he brought out this matter and he dealt with it at length.

Begum Nasim Jahan: Mr. Chairman, Sir, my question did not concern Muhammadi Begum, Now I am forced that my revered collegue does not even know what question I asked.

Mr. Chairman: I am sorry, I appologise.

Begum Nasim Jahan: Sir, let us clarify this point. My question concern did not Mohammadi Begum. I will now tell you what my question was. Sir, before you, I raised the question that the witness____and this answers our friend on the other side____raised the important point.

میں اردو میں بولتی ہوں۔ Witness کا موقف یہ تھا کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مرد اولاد نہیں تھی اور عورت اولاد تھی، روحانی طور پر عورت اولاد ان کا

پیغام بقا کے لیے نہیں بن سکتی۔ اس لیے ہمیں ایک مرد روحانی پیغمبر کی ضرورت تھی۔ اس پر میں نے چار پانچ سوالات کیے تھے۔ پانچ سوالات کیے تھے کہ کیا آپ کے فرقے کے ممبر مولانا محمد علی تھے، انھوں نے یہ نہیں مانا کہ عورت پر بھی وحی آتی تھی۔ میں نے آیات قرآن کریم پیش کی تھیں اس سلسلے میں۔ میں نے یہ کوئچن کیے تھے۔ چونکہ ان کا base یہی ہے اور وہ شروع سے عورتوں کو ان کا مقام نہیں دیتے۔ اور U.N. Human Right کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہتے اس میں عورتوں کو مساوی حقوق دیے گئے ہیں۔ خدانخواستہ خدانخواستہ (نعوذ باللہ من ذالک) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چونکہ عورت اولاد تھی اس لیے روحانی مقام نہیں حاصل کر سکی۔ اسی base پر میں نے کوئچن کیے تھے۔ ان سوالوں میں محمدی بیگم کا ذکر نہیں تھا۔ میں ایسی انسان نہیں ہوں کہ ان چیزوں میں پڑ جاؤں کیونکہ مجھے تو basic چیز سے اختلاف ہے اور وہ یہ کہ قرآن کریم کی رو سے مرد اور عورت مساوی حقوق رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں عطاء اللہ صاحب اور کچھ کہنا ہے تو کہہ لیں۔ Yes, if there is any other point, any other clarification, you can say it.

Mian Mohammad Attaullah: One word will make half an hour speech, Sir.

Mr. Chairman: You can clarify your position.

خواجہ غلام سلیمان تونسوی صاحب! آپ نے اس موضوع پر کہنا ہے؟

خواجہ غلام سلیمان: جناب والا! میں لکھ کر دے دوں گا۔ کافی سارا لکھا ہوا ہے۔ اس پر وقت ضائع ہوگا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ کل تک دے دیں۔

So, nobody is prepared now. So, we will meet at 5.30 in the evening. Thank you very much.

(The Special Committee adjourned for lunch break to meet at 5:30 p.m.)

[The Special Committee met after lunch break, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.]

Mr. Chairman: Should we start?

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری! آپ کی وہ ۳۷ دستخطوں والی کتاب ہے میرے پاس جن کے دستخط ہیں ناں جی، وہ ممبران صرف پانچ دس منٹ تقریر فرمائیں گے۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: بہت اچھا جی۔

جناب چیئرمین: یہ ممبران جنھوں نے دستخط کیے ہیں یہ پابند ہیں دو choices تھے، یا تو لکھ کر دے دیں یا زبانی۔ جو زبانی کہیں گے ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اچھا جی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری صاحب! I will request the honourable members to be attentive.

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: محترم چیئرمین صاحب! یہ بحث جس سلسلہ میں چل رہی ہے، آج تک اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنے آخری نبی میں کوئی اشتباہ کبھی نہیں رہا اور اُمت مسلمہ اس مسئلہ کو یقینی طور سے ہمیشہ ہمیشہ سے جانتی ہے۔ لیکن یہاں چند دنوں تک مرزائیوں نے جو اپنے محضرات اور اپنے مضامین پیش کیے ان میں اور جرح کے دوران بار بار یہ بات آئی کہ مرزا صاحب پر وحی ہوتی تھی۔ اور پھر اس کے بعد یہ بھی کہتے تھے کہ وہ نبی بھی تھے، رسول بھی تھے، لیکن اُمتی نبی تھے۔ اس قسم کی باتیں آتی رہیں۔ اس سلسلہ میں میں تین چار موضوعات پر گفتگو کروں گا۔

پہلی بات یہ ہے کہ وحی کا لفظ قرآن کریم میں کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ وحی کے اصل معنے عربی زبان میں خفیہ اشارہ کے ہوتے ہیں، پوشیدہ اشارہ کے ہوتے ہیں، اور اس اعتبار سے یہ لفظ عربی زبان کے اعتبار سے قرآن مجید میں اس معنے میں مستعمل ہے، اشارے کے معنے میں، جیسا کہ حضرت ذکریا علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ انھوں نے باہر نکل کر اپنی قوم سے یہ کہا۔ (عربی)

کہ تم صبح شام تسبیح الٰہی کرو۔ یہ اشارہ کیا انھوں نے۔ اس طریقے سے سورۂ مریم میں ہے۔ (عربی)

کہ انھوں نے اشارہ کیا۔ کبھی کبھی وحی کا لفظ بمعنے دل میں القاء کے بھی آتا ہے، جیسے کہ (عربی)

کہ موسیٰؑ کی ماں کی طرف ہم نے وحی کی، حالانکہ خود قرآنِ حکیم میں یہ بتا چکے ہیں کہ کوئی عورت جو ہے وہ نبی نہیں ہو سکتی۔ یہ قرآن مجید ہی نے بتایا۔ باوجود اس کے اس کا تذکرہ کیا۔ اسی طریقے سے وحی کے معنے کسی چیز کے دل میں کسی چیز کو ڈال دینا ہے، جیسا کہ (عربی)

شہد کی مکھی کو اللہ نے وحی کی۔ بلکہ آسمان و زمین کے اوپر بھی وحی الٰہی کا تذکرہ ہے۔ لیکن تمام چیزیں لغوی معنوں کے اعتبار سے وحی کہلاتی ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ نے بھی لغت شروع کر دی! یہاں سے بڑی مشکل سے جان چھڑائی ہے۔ ایک سوال ان سے پوچھا تھا۔ اب لغت کو جانے دیں۔ ایک مسلمان کے جو عام تاثرات ہیں وہ بتائیں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: یہ علمی بات ہے۔

جناب چیئرمین: یہ علمی بات اس میں آنی چاہیے تھی۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: اس انداز میں سن لیں۔

جناب چیئرمین: نہیں جی، میں اسی انداز میں سنوں گا جو کتاب ہے، جو دستخط کی ہوئی کتاب ہے، ورنہ آپ کے دستخط کاٹ دیے جائیں گے۔ جو وضاحت ہے اس میں کر دی ہے۔ اب آپ ان ریزولیوشنز کے متعلق بات کریں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا ہوں کہ جہاں تک وحی نبوت اور رسالت کا تعلق ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو اس کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔

(عربی)

اللہ ہی جانتا ہے وہ کس کو رسول بناتا ہے۔ اور اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی جیسے کہ نوحؑ اور ان نبیوں کی طرف وحی بھیجی جو ان کے بعد ہیں۔ اسی طریقے سے قرآنِ کریم میں فرمایا گیا مسلمانوں کے لیے:

(عربی)

کہ مسلمان وہ ہیں جو ایمان ایک بار لاتے ہیں جو آپ پر نازل کیا گیا اور اس پر جو پہلے نازل کیا گیا۔ معلوم یہ ہوا اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب وحی کے نزول کا کوئی سلسلہ نہیں۔ اور اس چیز کو قرآن کریم کی بے شمار آیات نے بتایا ہے، جیسے کہ پہلے کتاب میں لکھ کر دیا جا چکا ہے۔ بہت سی آیتیں ہیں جو اس موضوع کو بیان کرتی ہیں۔ تو اس لیے وحی نبوت ہے گویا وہ صرف نبی کو آ سکتی ہے، غیر نبی کو نہیں آ سکتی۔ البتہ علماء کرام نے یہ بتایا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ چونکہ پہلے نبی ہو چکے ہیں، سارے مسلمان اس بات کو جانتے ہیں کہ نبوت کبھی منسوخ نہیں ہوتی، وہ دنیا میں جب تشریف لائیں گے، آسمان سے جب اتریں گے، تو ان کی نبوت منسوخ نہیں ہو گی۔ لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں آنے کے وقت وہ نبی غیر تشریعی ہوں گے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جو عمل

کریں گے وہ شریعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کریں گے، جیسے کہ دوسری حدیث میں فرمایا: اگر موسیٰ زندہ ہوتے۔

(عربی)

اُن کو سوائے میرا اتباع کرنے کے کوئی چارہ نہیں تھا۔ تو یہ معنی علماء لیتے ہیں غیر تشریعی نبی کا۔ تو یہ نہیں کہ کوئی شخص کھڑا ہو کر دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں غیر تشریعی۔ یہ مرزا صاحب اور مرزا صاحب کے نبی ماننے والوں کا ایک دھوکہ ہے۔ اب بھی مسلمان اس بات کے قابل نہیں ہو سکے اور نہ ہو سکتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت کسی کو دی جائے۔

جناب چیئرمین: باقی انشاء اللہ آئندہ نشست میں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: میری عرض سنیں آپ گھبرا کیوں گئے ہیں۔ آخر سارا دن پڑا ہوا ہے۔ کل بھی کرنا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، آپ لکھ کر بھی دے چکے ہیں۔ آپ میں اور دوسروں میں فرق ہے۔ آپ تو سارے دلائل لکھ کر دے چکے ہیں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: وہ تو لکھ کر دیئے۔

جناب چیئرمین: وہ، یہ کی بات نہیں ہے۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: ایک مثال یہ تھی کہ کسی مسلمان کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: مثالوں کا جواب دیں گے تو دس دن لگیں گے۔ دس دن میں نئے مسائل کھڑے ہو جائیں گے۔ اس ریزولیوشن کے متعلق کوئی بات کریں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: اسی ریزولیوشن کے متعلق ہی عرض کروں گا۔ ہم نے ریزولیوشن میں یہ کہا ہے کہ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں وہ کافر ہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں کئی دفعہ یہاں پر ناصر نے بھی اور اس کے بعد آنے والوں نے بھی یہ بتایا کہ

نہیں، ہم مسلمان ہیں، ہم کسی صورت میں کافر نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ جب ایک شخص مسلمان ہو گیا تو اس پر اب کفر نہیں آ سکتا۔ اس کے بعد انھوں نے قرآن مجید کی بعض آیات، اور احادیث سے ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ قرآن کریم کی یہ آیت ہے کہ اگر کوئی شخص تمھیں مل جائے اور تمھیں السلام علیکم کہے تو اسے کافر نہیں کہنا چاہیے۔ اصل میں ناصر نے یہاں دھوکہ دیا ہے۔ اصل آیت یہ نہیں ہے جو انھوں نے پیش کی ہے۔ بلکہ اصل آیت پیش کرتا ہوں تاکہ یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جائے۔ میں اس کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔آیت یہ ہے: اے ایمان والو! جب تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں سفر کرو تو غور کرو اور نہ کہو ان کو جو تمھیں سلام کہے کہ تم مومن نہیں ہو۔ تمھارا مقصد ان سے دنیاوی مال لینا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ آخر میں فرمایا کہ پہلے تم اس قسم کے لوگ تھے کہ لوگوں کا مال لوٹنے کے لیے لوگوں کو قتل کر دیتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد یہ جائز نہیں "فتبینوا" اس آیت میں دو جگہ یہ فرمایا گیا۔ یہ ہوا تھا کہ ایک بدو چلا جا رہا تھا۔ اس کے پاس بکریاں تھیں۔ مسلمانوں کے سامنے سے گزرا تو اس نے کہا السلام علیکم۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ یہ کافر ہے، خواہ مخواہ سلام کر کے اپنی بکریاں بچانا چاہتا ہے۔ اس کو قتل کر کے بکریاں چھین کر لے آئے۔ اس پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی کہ راستے میں اگر کوئی سلام کہے تو اُسے کافر مت سمجھو بلکہ اس پر اچھی طرح غور و خوض کر لو۔ اور ایسا نہ ہو کہ مال کے لالچ میں ایک آدمی کو کافر کہہ کر قتل کر دو، حالانکہ وہ مومن ہو۔ یہاں پر یہ نہیں کہا کہ جو السلام علیکم کہے وہ مومن ہے، بلکہ فرمایا گیا کہ اس معاملے میں غور و غوض کر لو اور سوچو۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ محض یہ بات نہیں کہ جو آدمی السلام علیکم کہے وہ مومن ہو جاتا ہے، بلکہ اس کے حالات پر غور کرنا پڑے گا۔ اور مرزائیوں کے حالات پر تمام پوری کتابوں پر غور کرنے کے بعد یہ پتہ چلا کہ وہ حضور ﷺ کے بعد نبی نبوت کے قائل ہیں، اس لیے وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔

دوسری بات انھوں نے ایک حدیث پیش کی ہے جو مرزا ناصر احمد نے غلط پیش کی ہے۔ آپ ان کے الفاظ دیکھ لیں۔ اس میں یہ ہے کہ کسی نے کسی کو کہا وہ کافر ہے، وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ حدیث یوں نہیں ہے، بلکہ مسلم شریف کے الفاظ اور اس کا مفہوم یہ ہے:

(عربی)

جس نے کسی دوسرے کو کافر کہا ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے۔ اسی مسلم شریف کی ایک دوسری روایت یہ ہے کہ:

(عربی)

اگر وہ شخص جس نے دوسرے کو کافر کہا، اگر وہ واقعی کافر ہے تو پھر ٹھیک ہے، ورنہ وہ کُفر اس کی طرف لوٹ کر آئے گا۔ یہ یقینی ہے۔ اس لیے علماء بھی صُلحا بھی انبیاء اور خود سید الانبیا، بلکہ قرآن کریم نے یہ بات فرمائی ہے، ان لوگوں کے بارے میں جو پہلے مسلمان ہوئے، پھر کافر ہو گئے۔ اس قسم کی بے شمار آیتیں ہیں۔ یہاں پر میں نے صرف گیارہ آیتیں لکھی ہیں:۔

(عربی)

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہم یومِ آخرت اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مومن نہیں۔ محض کسی کا کہہ دینا کہ میں مومن ہوں اس سے وہ مومن نہیں ہو جاتا۔ بلکہ یہاں پر فرمایا گیا:

(عربی)

پہلے وہ مسلمان تھے پھر انھوں نے کُفر کیا:

(عربی)

اگر پھر کُفر بڑھتا ہی رہے تو ان کی توبہ قبول نہیں ہے۔ اس قسم کی بے شمار آیتیں ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک آدمی پہلے مسلمان ہوتا ہے، پھر کافر ہو جاتا ہے:

(عربی)

ان لوگوں نے زبان سے کلمہ کُفر بکا۔ پہلے مومن تھے پھر کافر ہو گئے۔ جو آدمی اپنی زبان سے کلمۂ کُفر ادا کرتا ہے، اگر وہ اس سے توبہ نہ کرے تو یقیناً کافِر ہوتا ہے۔ ساری دنیا کے مسلمان اس کے قائل ہیں، حتیٰ کہ خود مرزائیوں نے کہا، اگرچہ وہ غلط بات کہی تھی، لیکن یہ کہا کہ اگر کسی پر حُجت تمام ہو جائے اور پھر وہ نہ مانے تو کافِر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ہم سب مسلمان تھے۔ ظاہر ہے یہ بات انھوں نے نہیں کہی۔ اتمامِ حُجت کا مطلب انھوں نے کیا لیا ہے؟

Sardar Moula Bakhsh Soomro: It was said here by the delegation that if anybody recites 99 times 'Kufr' and there is only one ingredient of Islam, he is not a 'kafir', if he has said anything which is Un-Islamic. But it was said here if 99 times he does anything contrary to Islam, but one ingredient indicated that he is Muslim, 'kufr' does not in any way come on him. I will request this also be explained for me.

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: بہت اچھا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انھوں نے یہ بات کہی ہے کہ جس پر اتمام حجت ہو جائے، مفہوم جو بھی لیا ہے انھوں نے، وہ ہے، پھر انکار کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا! باقی تقریر لال مسجد میں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: سومرو صاحب نے ایک بات کہی وہ میں نے بتا دی۔

جناب چیئرمین: یہ سلسلہ تو پھر ختم ہی نہیں ہو گا۔ بھٹی صاحب اعتراض کریں گے، پھر حاجی صاحب کوئی اور بات پوچھ لیں گے۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: ایک آدمی کی اگر ۹۹ وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ ایمان کی ہو، وہ مسلمان ہو، یہ فقہا نے نہیں لکھا۔ یہ کہیں بھی نہیں ہے۔ بلکہ یہ قوم کہ کسی شخص نے ایک بات کہی، اس بات میں ۹۹ وجوہ کفر کی نکلی ہیں، ایک وجہ اسلام کی نکلتی

ہے، ایک گفتگو ہے۔ اگر اس کے بعد ۹۹ تفاسیر کی جائیں تو وہ سب کفر ہوں گی۔ ایک کفر ایسا ہے جس میں اسلام ہو۔ اس قول کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ یہ مفہوم ہے۔ گفتگو میں یہ نہیں کہ کوئی آدمی ایک دفعہ مسلمان ہو گیا تو وہ لوہے اور پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہو گیا۔ کتنا ہی کفر کیوں نہ کرے، اللہ اور رسول ﷺ کو گالیاں دیتا رہے، یہ مفہوم نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہی رہے گا۔ چونکہ صدر صاحب میری تقریر سے زیادہ محظوظ نہیں ہو رہے، اس لیے میں تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میں نے اسی واسطے عرض کیا ہے کہ باقی لال مسجد میں۔ وہاں سب جا سکتے ہیں۔ یہاں میں ان سے پہلے سنوں گا جو لال مسجد نہیں جا سکتے۔

سید عباس حسین گردیزی۔ We are not entering into these intricacies.

شہزادہ سعید الرشید عباسی: جناب والا! صبح انھوں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ آپ کو چیئرمین ایڈریس نہیں کیا جاتا۔ اب خود صدر کہہ رہے ہیں۔

Mr. Chairman: There are certain admitted facts.

جناب عبدالعزیز بھٹی: جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین: بھٹی صاحب! آپ ان کے بعد۔

سید عباس حسین گردیزی: جناب والا! میری تقریر دس صفحوں کی ہے۔ اس لیے اگر مجھے ٹوکا نہ جائے تو تسلسل قائم رہے گا۔

جناب چیئرمین: آپ شروع کریں انشاء اللہ دس کے دو صفحے ہی رہ جائیں گے۔ اب ایک صفحہ پڑھ دیں باقی سائیکلو اسٹائل کرا لیں گے۔

سید عباس حسین گردیزی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَرَسُوْلِنَا الْمُطْلَقْ وَهَادِيْنَا اِلٰى طَرِيْقِ الْحَقِّ وَشَفِيْعِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَبِى الْقَاسِمِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى وَاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ الْمُكْرَمِيْنَ ۔ اَمَّا بَعْد ۔ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَوْلُهُ الْحَقُّ ۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔

(آل عمران آیت ۱۰۲)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام اہل ایمان سے فرمایا ہے کہ ایمان لانے کے بعد پوری طرح تقویٰ اختیار کرو اور مرنے سے پہلے یقین کرلو کہ تم مسلمان ہو؟ حکم باری کا لفظی ترجمہ یہ ہے ''اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جو حق ہے تقویٰ الٰہی کا اور ہرگز نہ مرنا تم مگر مسلمان'' ـــــ یہ پیغام ہم سب کے لیے ہے۔ جو قرآن مجید کو آخری آسمانی کتاب مانتے ہیں۔ اس پیغام کا لانے والا وہ صادق و امین رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس کا نام نامی خدا تعالےٰ نے یوں لیا۔ ''وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ'' اور محمد ﷺ نہیں ہیں مگر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور دوسری جگہ ارشاد

ہوا۔ ’’مَاکَانَ مُحَمَّد‘‘ اَبَـا اَحدٍ مِنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَبِیّنَ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیءٍ عَلِیماَ (الاحزاب آیت ۴۰)۔اورنہیں تھے محمدﷺ باپ تمھارے مردوں میں سے کسی کے لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر چیز کا پہلے ہی سے اچھی طرح علم رکھنے والا ہے۔‘‘

پہلی آیت میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت متعین کی گئی ہے اور معجز نما طریقے سے کہا گیا ہے کہ ’’محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو صرف رسُول ہیں‘‘ اور دوسری آیت میں اس بات کو پھر دھرایا اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپﷺ کے بعد نبوت ختم ہے۔ آپ رسُول اللہ اور خاتم النبیّن ہیں‘‘ ــــــ اسی کے ساتھ ارشاد ہوا اور اللہ ہمیشہ سے ہر نکتے ہر بات ہر مسئلے کا علیم ہے ــــــ اُسے انسان کے ماضی اور حال اور مستقبل کے تمام معاملات و مسائل کا علم تھا اور اب بھی ہے۔ اُس نے یہ فیصلہ انسان کی فلاح و بہبود کے لیے کیا۔ اُس نے اپنے رسُول کو وحی کے ذریعے ’’قرآن مجید‘‘ عطا کر کے آخری کتاب نازل کی، جس میں ہر خشک و تر کا علم ہے۔ اور ہم سے کہا کہ میرا نبی اپنے ارادہ و خواہش سے کچھ نہیں بولتا۔ جب وہ بولتا ہے تو میری وحی اور میرے اشارے سے بولتا ہے۔ وَالـنَّـجـمِ اِذَا ھویٰ مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَاغَویٰ‘‘ قسم ہے ستارے کی، جب وہ جھکا تمھارا آقا تمھارا رفیق نہ گمراہ ہوا نہ بہکا۔‘‘ مَـایَـنْـطِـقُ عَـنِ الْھُـویٰ وہ اپنی خواہش نفسانی سے کچھ بولتا ہی نہیں۔’’اِنْ ھُـوَ اِلَّا وَحْـیٌ یُـوحیٰ وہ تو صرف وحی ہوتی ہے جو انھیں کی گئی ہے۔ اس معصوم اور بلند مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اللہ کے تمام احکام بلاکم وکاست انسانوں تک پہنچائے اور تمام اوامر پر کامل و مکمل عمل کیا۔ ایسا عمل جس کی سند میں قرآن مجید نے فرمایا ’’وَلَـکُـمْ فِـی رَسُـولِ الـلّٰـہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ رسُول اللہ کی سیرت اسوۃ حسنہ ہے اور جب آنخضرت کامل و مکمل نظام زندگی لا چکے اور

انسان کے فلاح و بہبود کا قانون پہنچا چکے تو آیت اُتری۔ اَلْیَومَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ''میں نے آج تمھارے لیے تمھارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا اور تمھارے لیے اسلام کو پسند کر لیا۔''

قرآن مجید کی ان آیتوں سے ثابت ہوا۔ ۱۔ دین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں کامل و مکمل ہو گیا۔ اللہ کی نعمتیں تمام ہو گئیں اور اسلام بحیثیت دین کے اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ ۲۔ ہمیں حکم ہے کہ ہم دین اسلام ہی پر زندہ رہیں اور اسی دین پر دنیا سے اٹھیں۔ ۳۔ اللہ کا آخری رسول اور نبیوں میں آخری نبی ایک ہی ہے جس کا نام اور اسم گرامی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ ۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہی قابل اتباع ہے اور اس کی پیروی کی جا سکتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سوا کسی غیر کو مقتدا مانتا ہے اور اس کے طریقہ کو اسوۂ حسنہ پیغمبر سے بہتر جانتا ہے تو وہ مذکورہ بالا حقائق کا منکر ہے۔ اس کے نزدیک نہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آخری رسول ہیں نہ قرآن مجید آخری کتاب۔ نہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دینِ اسلام کامل و مکمل دین ہے نہ وہ اس دین پر مرنا چاہتا ہے۔ اس شخص کو مسلمان کہنا اسلام کی توہین، قرآن مجید کی توہین اور رسُول پاک، خاتم النبین، خاتم المرسلین کی توہین ہے۔ اس بناء پر علماء اسلام نے ایسے شخص کو کافر کہا ہے اور ہمارے نزدیک جو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی مانے اور کسی کتاب کو کتاب وحی خدا جانے وہ اسی طرح کافر و نجس ہے جس طرح دوسرے مشرک اور کافر نجس ہیں۔ نہ اس کے ہاتھ پاک نہ ان سے رشتہ جائز نہ ان سے معاشرت درست ہے۔ ہمارے مجتہدین کا اس پر اتفاق ہے۔ حضرت شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری نے ''اِحْقَاقُ الْحَق'' عقیدۂ نبوت کا آغاز ہی ان لفظوں میں کیا ہے:

اَلْاَوَّلُ فِی نَبُوۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلہ وَ سَلَّمْ. اِعْلَمْ اَنَّ ھٰذَا اَصْلٌ عَظِیْمٌ فِی الدِّیْنِ وَبِہ یَقَعُ الْفَرقُ بَیْنَ الْمَسْلَمِ وَالْکَافِرِ. (احقاق الحق جلد دوم صفحہ۔۱۹۰ طبع ۱۳۸۸ھ)

مسئلہ نبوۃ کے مباحث میں پہلی بحث نبوۃ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گفتگو ہے۔ یاد رہے دین کی یہ اصل عظیم ہے۔ اسی بنیاد پر مسلم و کافر میں فرق قائم ہوتا ہے۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی و رسول ماننے کا مطلب یہ ہے کہ بالفاظ قرآن کریم ''مَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا'' جو تمھیں رسول حکم دیں اسے قبول کرو اور جس سے رسول روک دیں اس سے باز آ جاؤ۔'' اسی بناء پر مسلمان کا اعلان اور اس کا پہلا کلمہ ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدُرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔'' اور ہم اس میں مزید کسی دعوے دار نبی و رسول کے لیے راستہ بند کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

جناب چیئرمین: میں عرض کرتا ہوں کہ باقی سائیکلوسٹائل کرا کے ہم تقسیم کرا دیں گے۔

سید عباس حسین گردیزی: میرے خیال میں جناب! مجھے پڑھنے دیں۔

جناب چیئرمین: ابھی ایک صفحہ پڑھا گیا ہے۔

سید عباس حسین گردیزی: تھوڑا سا رہ گیا ہے۔ میں کتنا جلدی پڑھ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: ہمارا ایمان بہت مضبوط ہے۔ یہ کمزور ایمان والوں کے لیے ہے۔

سید عباس حسین گردیزی: آگے بڑی اہم چیزیں ہیں۔ مجھے پڑھنے دیں۔ میں نے بڑی محنت کی ہے اور دیکھیے اس نے ہمارے فرقے پر جتنے attack کیے ہیں ان کا جواب لازمی ہے۔

ہم رسول اور نبی کو معصوم مانتے اور عصمت کو شرط نبوت مانتے ہیں۔ ہمارے علماء نے بالتفصیل لکھا ہے کہ نبی ہو یا رسول وہ آغاز عمر سے آخر زندگانی تک کوئی گناہِ صغیرہ یا کبیرہ نہیں کرتا، سہو و نسیان، بھول چوک، غفلت اور جھوٹ، بلکہ کوئی اخلاقی یا کردار کی گراوٹ بھی اس کی ذات اس کے عمل اس کی ضمیر اس کی نیت و ارادے سے دور رہتی ہے (دیکھیے سید مرتضٰی علم الھدیٰ کی کتاب تنزیہہ الانبیاء کا مقدمہ صفحہ ۱) وہ ہر اعتبار سے سچا وہ ہر پہلو سے صادق ہوتا ہے اور ہر قسم کے جھوٹے سے مباحلہ کے لیے یہ کہہ سکتا ہے کہ ''فَنَجْعَلْ لَعْنَتَه اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔'' یعنی دعوت و دین، عقیدہ و عمل جو بھی جھوٹا ہو اُس پر ہم اللہ سے لعنت کی دعا کریں۔ واقعۂ مباہلہ سے ثابت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہر لحاظ سے طیب و طاہر، پاک و پاکیزہ اور معصوم تھے۔ اگر نبی معصوم نہ ہو، اگر وہ کفار کا حلیف ہو، اگر وہ دشمنان دین کا معاون ہو، اگر نبی و رسول اسلام کے مخالفوں سے مفاہمت کر لے، اگر اس کا کردار داغی ہو تو اس کی وحی پر بھروسہ اور اس کے قوم پر اعتماد نہ رہے گا۔ اور اس کا پیغام غلط و مشتبہ ہو جائے گا۔ تاریخی شواہد اور دوست دشمن اور معاصر گواہوں نے بلکہ مکے کے پورے معاشرے نے گواہی دی کہ محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صادق و آمین تھے۔ میں ان گواہیوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابو طالبؑ کا نام لیتا ہوں کہ وہ خاتم المرسلین ﷺ کے پہلے محافظ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مربی تھے۔ حضرت ابو طالبؑ کا شعر ہے:

لَقَدْ عَلِمُوا اَنَّ ابْنَنَا لَا مُكَذَّبٌ

لَدَيْهِم، وَلَا يُعْنٰى بِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ

(At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by Dr. Mrs.Ashraf Khatoon Abbasi.)

سید عباس حسین گردیزی: ان سب لوگوں کو معلوم ہے کہ ہمارا فرزند (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) جھوٹا نہیں ہے نہ غلط باتوں کی طرف توجہ کرتا ہے (دیوان شیخ الا بطح صفحہ ۱۱)۔

اور حضرت علیؑ نے فرمایا ہے:۔

''اللہ نے پیغمبروں کو بہترین سونپے جانے کی بہترین جگہوں میں رکھا اور بہترین ٹھکانوں میں ٹھہرایا۔ وہ بلند مرتبہ صلبوں سے پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ جب ان میں سے کوئی گزرنے والا چلا گیا تو دین خدا کو دوسرا لے کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ یہ اللہ کا اعزاز محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچا جنھیں پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہترین معدن اور نشو و نما کے لحاظ سے بہت باوقار اصولوں سے پیدا کیا۔ اسی شجرہ سے جس سے سب نبی پیدا کیے اور انھی میں سے اپنے امین منتخب فرمائے۔ آپ ﷺ کی عترت سب سے بہتر عترت اور قبیلہ بہترین قبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ، جو سرزمین حرم میں ابھرا، بزرگی کے سایے میں بڑھا، جس کی شاخیں لمبی اور پھل لوگوں کی دسترس سے باہر۔ آپ ﷺ متقی لوگوں کے امام اور ہدایت حاصل کرنے والے کے لیے بصیرت۔ وہ چراغ جس کی لو ضوفشاں اور ایسا ستارہ جس کی روشنی چھائی ہوئی ہے۔ ایسی چقماق جس کا شعلہ لپکتا ہوا۔ آپ کا کردار معتدل، آپ کا راستہ ہدایت''____ (نہج البلاغہ خطبہ ۹۳ حاشیہ محمد عبدہ طبع مصر صفحہ ۲۰۱)۔

حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت کے لیے اصل لفظیں یہ فرمائی تھیں ''سِیرَتُهُ الْقَصْد'' قصد کے معنی ہیں افراط تفریط سے بچا ہوا راستہ، اس سے مراد ''عصمت'' ہے کہ اس میں نہ گناہ اور نہ لغزش کی افراط ہے نہ بے عملی اور کاہلی کی تفریط۔ اسی اخلاق معتدل اور عصمت حقیقی کو قرآن مجید نے ''خُلُقِ عظیم'' سے یاد کیا ہے۔ ''وَ اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیم'' اور بے شک آپ عظیم اخلاقی قدروں کے

مالک ہیں۔ ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے اسی عظمت کردار کو ''عصمت'' سے یاد کیا ہے اور علماء حدیث وعقائد نے نبی کے لیے عصمت کو شرط مانا ہے۔ مولانا دلدار علی لکھنوی کی ''عِمادُ الاسلام'' جلد سوم میں اس مسئلے پر سب سے زیادہ تفصیل سے بحث ہے اور سید مرتضیٰ عَلَم الھُدیٰ نے ''تَـنْـزِیْهُـه الْاَنْبِیاء'' اسی مسئلہ پر لکھی ہے۔ علم کلام کی سینکڑوں کتابوں میں ہمارے علماء نے اس پر بحث کی ہے اور انبیاء کی عصمت ثابت کر کے مضبوط عقیدے کی بنیاد استوار کی ہے۔ اس لیے ایک شخص کو نبی ماننا جو غلطی در غلطی کرتا ہو، اصول اسلام سے انحراف اور سُنَّۃ اللہ کی تردید ہے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نبوت و رسالت اس لیے ختم ہے کہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب ''قرآن مجید'' کی تعلیم میں کوئی اضافہ ممکن نہیں ہو سکا، آپ ﷺ کی شریعت سے زیادہ جامع شریعت پیش نہ ہوسکی۔ آپ کی تعلیم میں کسی بات کو دلیل سے باطل نہ کیا جا سکا۔ بلا دلیل معقول اور نافہمی سے کسی بات کا انکار دراصل ضد اور ''مَـا اٰتَـاکُـمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْ'' کی مخالفت ہے۔ اور اسی غلط مخالفت کا نام کفر ہے۔ مثلاً کوئی نماز کی فرضیت کا انکار کر دے کفر ہے۔ کوئی روزے کے وجوب کو نہ ماننے کفر ہے اور کوئی جہاد کو فرض و واجب ماننے سے سرتابی کرے کفر کا مرتکب ہو گا۔

قرآن مجید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا زندہ معجزہ اور آپ ﷺ کے خاتم النّبین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہونے کی دلیل محکم ہے۔ یہ مقدس کتاب وحی کا معیار معین کرتی ہے اس کی فصاحت و بلاغت اس کا علمی مرتبہ، اس کی دعوت کا اسلوب لاجواب ہے اور اس کی وحی کے بعد وحی کا دعویٰ، قرآن مجید کا تمسخر ہے۔ لطف یہ ہے کہ قرآن مجید نے انبیاء کے لیے ایک اصول بتایا ہے۔ ''وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَـوْمِـه '' اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا۔ سورۃ ابراہیم کی اس آیت میں ''بِلِسانِ قومہٖ کہہ کر ہمیں ایک ضابطہ دے دیا گیا ہے۔ اگر

اب سے تقریباً سو برس پہلے پنجاب میں مرزا غلام احمد نے جو وحی کا دعویٰ کیا اور بقول اس کے یکے بعد دیگرے کتابیں آئیں تو انھیں پنجابی میں آنا چاہیے تھا، یہ بات کیا ہے کہ وہ کتابیں اُردو میں آتی ہیں۔ عربی و فارسی میں آتی ہیں اور کبھی انگریزی میں اللہ سے ہمکلام ہوتا ہے اور ایک ہندو لڑکے سے سمجھنے کے لیے مدد لیتا ہے۔ اور اگر اس کی قومی زبان اس وقت بھی اردو تھی تو پھر وحی کا معیار کم از کم میر امن کی ''باغ و بہار'' یا رجب علی بیگ کے ''فسانہ عجائب'' اور مرزا غالب کے خطوں کی زبان سے تو کمتر نہ ہوتا_____ کتنی عجیب بات ہے کہ قوم کی زبان نبی کی زبان سے بہتر ہے۔ اور نبی صاحب کی زبان کا کوئی معیار ہی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مدعی نے اردو میں اپنے خیالات لکھ کر خود اپنے دعوے کا بھرم کھو دیا۔ اور عقل مندوں کے لیے خدا کی حجت تمام ہو گئی کہ جو شخص بات کا سلیقہ اور ادب کا رشتہ نہ رکھتا ہو اس کی بات کا اعتبار کیا۔ اور جس کی بات بے وقار ہو اس کا دعویٰ جھوٹ کے سوا کیا ہو گا۔ اور جو اتنا بڑا جھوٹ بولے، جو اللہ اور رسول ﷺ پر زندگی بھر افترا کرتا رہے۔ جو اپنی گڑھنت کو خدا کی طرف منسوب کرے اس کی سزا کم از کم یہ ہے کہ اللہ کے ماننے والوں کے زمرے میں اس کا شمار جرم قرار دیا جائے۔

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ نبوت ایک الٰہی منصب ہے، جسے خدا ہر ایک کے حوالے نہیں کرتا، قرآن مجید نے صاف صاف کہا ہے اور قیامت تک کے لیے اعلان فرما دیا ہے کہ۔ ''لَایَنَالُ عَھْدِی االظّٰلِمِیْنَ '' میرا عہد ظالموں کے ہاتھ نہیں آ سکتا، اور ظالم کون ہے، قرآن مجید نے فرمایا ہے:

"وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ
یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَوْ
تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ
اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ
عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَکُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ۔

(سورۃ الانعام آیت ۹۳)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ موٹ افترا کرے یا کہے مجھ پر وحی ہوتی ہے حالانکہ اُس پر وحی ذرا سی بھی نہ آئی ہو۔ اور وہ جو کہے تجھ پر ویسی ہی کتاب نازل کیے دیتے ہوں جیسے اللہ نازل کر چکا ہے۔ کاش تم دیکھتے یہ ظالم موت کی سختیوں میں پڑے ہیں اور فرشتے ان کی طرف جان نکالنے کے لیے ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور نکالو، اپنی جانیں، آج تم کو ذلیل کن عذاب کا بدلہ دیا جائے گا جو کچھ تم کہتے تھے اللہ پر خلاف حق اور تم اس کی آیتوں سے اکڑا کرتے تھے۔''

غور کیجیے مرزا جی اپنے آپ کو کبھی مریم کہتا ہے۔ پھر وہی اپنے آپ کو ابن مریم کہتا ہے اور وہی اُسے شراب خوار بتاتا ہے۔ (کشتی نوح)۔ انصاف کیجیے کہ ایسے افترا پَرداز اور اللہ جیسی عظیم و اکبر ذات پر اس قدر بہتان باندھنے والے کی سزا کتنی سخت ہونا چاہیے۔ شریعت کی اصطلاح میں اِسی کو ارتداد کہتے ہیں اور مرتد کو قتل کرنے کا حکم ہے۔

جناب عالی! اسی ماہ شعبان یعنی اگست ۷۴ء کے ''کویتی ماہ نامہ'' اَلــدِّعــی الْاِسْــلامِــی '' میں صفحہ ۱۰۶ پر، وزارت اوقاف وشؤنِ اسلامیہ کویت کے ترجمان نے مرزا غلام احمد کے دعویٰ ''مسیح منتظر'' ــــــ روحِ مسیح اس میں اتر آئی ہے'' ــــــ ''اس پر وحی ہوتی ہے'' ان جیسے چند نکتوں کو پیش نظر رکھ کر ''نفی جہاد'' اور ''انگریزوں کی غیر مشروط حمایت'' کے پس منظر میں اس شخص اور اُس کی جماعت کو اسلام کے خلاف منظم سازش اور اسلام کی جگہ ایک دین جدید بتایا گیا ہے۔ اور یقیناً ہر صاحب عقل و ہوش اس سازش کا قلع قمع کرنا چاہتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان علماء اسلام کے اس متفق علیہ فیصلے کو نافذ العمل قرار دے گا کہ قادیانیوں اور لاہوریوں کے دونوں گروہ جو مرزا غلام احمد کو صاحب وحی مانتے ہیں اپنے اس عقیدے میں باطل پر ہیں اور ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ لوگ اپنے اس عقیدے کو صحیح مانتے ہیں تو بقول علماء یہ سب کافر ہیں اور ایک ایسے دین کے پرستار ہیں جن کا اسلام سے کوئی رشتہ نہیں ــــــ یہ ایک

اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں جسے اور اقلیتیں ہمارے ملک میں رہتی ہیں یہ بھی ایک اقلیت ہے اور ملک میں رہتی ہے۔

نبی اور رُسول ہونے کا یہ دعویٰ دار اور اس کی جماعت واضح طور پر اپنے ملفوظات، اپنے عقائد، اپنے اعمال، اپنے خود ساختہ نظام میں خود ہی ہم سے الگ ہے اور ہمیں کافر سمجھتی ہے اور حقیقی مسلمان نہیں جانتی۔ یہ لوگ کبھی رسُولوں کی توہین کرتے ہیں۔ کبھی بزرگان دین کو سُبک کرتے ہیں۔ اُن کی مسلسل یہی کوشش ہے کہ کسی طرح مسلمان ذلیل ہو جائیں۔ مسلمان مشتعل ہو کر یا ان سے دست و گریباں ہوں یا آپس میں کٹ مریں۔ شعیہ سُنّی اختلاف ہو، شیعہ ہوں یا دیو بندی اور بریلوی، اہل حدیث ہوں یا حنفی۔ ایک گھر کے افراد، ایک سماج کے رکن، ایک دین کے پرستار ہیں۔ یہ فرزندان اسلام ناموس توحید و رسالت پر جان نثار کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ وہ سب توحید و رسالت و قرآن پر یکساں عقیدہ رکھتے ہیں۔ انھوں نے قرآن کے مقابلے میں کبھی کسی کتاب کو رکھنے کی جسارت نہیں کی۔ انھوں نے نبی کے برابر کسی کو نہیں مانا۔ ان ملجا و ماویٰ ایک، ان کا مرنا جینا ایک ان کا دستور ایک یہ دونوں اسلام کی قدیم ترین تشریحیں ہیں۔ یہ دونوں دین اسلام کے دفتر کے دو صفحے ہیں۔ ان دونوں نے ہمیشہ دین پر جان قربان کی ہے۔ یہ دونوں ایک ساتھ مرے ہیں، انھوں نے اپنی موت گوارا کی ہے مگر ایک دوسرے کو موت سے بچایا ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام، رسول پاک ﷺ کے بھائی بھی ہیں اور پروردۂ آغوش بھی، داماد بھی ہیں اور جاں نثار بھی۔ ان کے والد بزرگوار نے سب سے پہلے اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے منصب کی حفاظت میں غیر معمولی جان فروشی اور بے مثال قربانی دے کر مسلمانوں کو سبق دیا ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جان اور آبرو، پیغام اور حقانیت پر آنچ نہ آنے دینا۔ مکے میں

جب تک ابو طالبؑ زندہ رہے، آنحضرت ﷺ پر آنچ نہ آنے پائی۔ جب دیکھا کہ قریش نہیں مانتے تو اللہ کے آخری نبی ﷺ کو اپنے قلعے میں لے کر چلے گئے اور "شعب" میں اتنی سختیاں اٹھائیں کہ جب محاصرہ ختم ہوا اور اُس کے دروازے کھلے تو ابو طالب علیہ السلام فاقوں کی زیادتی اور غموں کی فراوانی سے اتنے کمزور و ناتواں، ضعیف و نیم جاں ہو چکے تھے کہ زیادہ دن دنیا میں نہ رہ سکے اور چند دنوں میں سفر آخرت فرما گئے۔ علیؑ اس عظیم باپ کے فرزند تھے، آپ نے شب ہجرت سے لے کر اُحد و بدر و حنین، خیبر و خندق بلکہ مباہلے تک ہر معرکے میں حق خدمت کا ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔ اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعوت ذوالعشیر ہ سے حجتہ الوداع تک ہر موقع پر اپنا بھائی اور امت کا مولا کہا، حد یہ ہے کہ خود سرور دو عالم خاتم النبین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تشبیہ حضرت ہارون نبی سے یوں "اَنْتَ مِنّی بِمَنْزِلَتِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسیٰ" ــــــ تم مجھ سے وہی نسبت رشتہ اور وہی درجہ رکھتے ہو، تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون تھے۔ میں قربان ہوں حکمت و نگاہ نبوت پر، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ اس پر تمام نہیں کیا بلکہ فرمایا اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِی ، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس لیے کوئی علیؑ کو نبی ﷺ نہ مان لے۔ رسُول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہم مسلمان کسی ایسے شخص کو مسلمان نہیں مانتے جو علیؑ کو نعوذ باللہ من ذلک اللہ یا اللہ کے برابر مانتا ہو۔ یا جو شخص بھی حضرت علی علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حریف یا ہم منصب و ہم رتبہ سمجھتا ہو۔ وہ لوگ مشرک و کافر ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مقابلہ، معاذ اللہ! ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ اب تک نہج البلاغہ یعنی حضرت کے خطبوں کا مجموعہ بڑے بڑے عربوں کو حیران کیے ہوئے ہے اور صدیاں گزر گئی ہیں مگر وہ خطبے ادب و فکر و فلسفۂ اسلام میں اپنا جواب دیکھنے سے محروم ہیں۔ صدیوں سے پڑھنے والے پڑھتے اور شرحیں لکھتے چلے آئے ہیں۔

مگر کسی نے کہیں نہ سنا اور نہ پڑھا کہ امیر المومنین یا ان کے ماننے والے اثنا عشری آپ کو صاحب وحی مانتے ہوں۔

محترمہ قائم مقام چیئرمین: گردیزی صاحب کتنے pagesاور ہیں۔

سید عباس حسن گردیزی: بس جناب تین pagesاور ہیں۔

محترمہ قائم مقام چیئرمین: تو پھر آپ نماز کے بعد پڑھنا۔ نماز کا ٹائم ہو رہا ہے۔
We break for Maghrib Prayers and then we will meet at 7:20 p.m. again.

(The Special Committee adjourned for Maghrib Prayers to meet at 7:20 p.m.)

(The Special Committee re-assembled after Maghrib Prayers, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

جناب چیئرمین: کتنے صفحے رہ گئے ہیں؟

سید عباس حسین گردیزی: جناب کوئی چار صفحے باقی ہیں۔

جناب چیئرمین: چار صفحے باقی ہیں، یعنی آدھا گھنٹہ لگے گا۔

Saiyid Abbas Hussain Gardezi: It is a matter of little more than ten minutes.

Dr. Muhammad Shafi: We all agree that he should be given time.

Mr. Chairman: I will agree to what you agree.

میں نے یہ پوچھا ہے کہ کتنے صفحے باقی رہ گئے ہیں۔

Dr. Muhammad Shafi: Thank you very much.

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: جناب والا! ہم سب لوگوں کی یہ خواہش ہے کہ یہ باقاعدہ پورا پڑھیں۔

جناب چیئرمین: اچھا، آپ کو ایک موقع اور ملے گا۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: ضرور دیں۔

جناب چیئرمین: لازماً۔ آپ تو موجود نہیں تھے جب میری اور ان کی............

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: جناب والا! دیکھیے، بات یہ ہے کہ آپ ہمارے حقوق کے کسٹوڈین ہیں۔ ہمارے ساتھ اس ملک میں بڑی زیادتیاں ہوتی ہیں۔ بخدا میں نماز پڑھ کر آ رہا ہوں اور صحیح عرض کرتا ہوں کہ ہم نے رات دو گھنٹے تک پی آئی اے آفس میں مسلسل کوشش کی کہ صبح ساڑھے آٹھ بجے والی فلائٹ پر ہمیں سیٹ مل جائے۔

جناب چیئرمین: آپ نے مجھ سے کیوں نہیں بات کی۔ آپ ٹیلیفون کرتے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ ایسا ہوتا۔

مولانا شاہ احمد نورانی: مولانا ظفر احمد انصاری کو اور مجھ کو دونوں کو انھوں نے آج صبح کی سیٹ نہیں دی۔ اور ہم نے کہا کہ صاحب ہمیں ایم این اے کے کوٹہ میں سے سیٹ دے دیں تو انھوں نے کوٹہ سے سیٹ نہ دی۔ بارہ بجے کے فلائٹ پر انھوں نے سیٹ دی۔ اگر سیشن جاری ہو تو تمام سیٹیں کینسل کر کے ایم این اے کو پہلے سیٹ دینی چاہیے۔ مولانا انصاری صاحب کو بھی سیٹ نہیں دی آٹھ بج کر بیس منٹ کے plane پر، اور مجھ کو بھی نہیں دی اور سوا بارہ بجے سیٹ دی۔

جناب چیئرمین: میری بات سنیں کہ کوٹے کے علاوہ M.N.A.'s should be given preference.

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: صبح کی 8:20 کی plane کی سیٹیں خالی تھیں لیکن ہمیں سیٹ نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین: آپ مجھے لکھ کر دیں۔ میں اس کی باقاعدہ complaint کرتا ہوں۔ You should have contacted me.

دوسری بات یہ ہے کہ رول یہ ہے کہ MNAs should be given preference while going to attend the session.

Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi: Yes, during the session.

Mr. Chairman: That I will do.

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: جناب والا! میں ابھی لکھ کر دیتا ہوں۔ اسی لیے تاخیر ہوگئی کہ............

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، I am sorry۔ مولانا سے میں نے یہی عرض کیا تھا۔ یہ تقریر کر رہے تھے تو میں نے کہا کہ آپ نے یہ سب کچھ لکھ کر دیا ہوا ہے، 37 کہیں اور جنھوں نے لکھ کر نہیں دیا ان کو زیادہ موقع ملنا چاہیے۔ یہ ایک اصولی بات ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: دو چار باتیں جو اس نے بعد میں اٹھائیں____ یہ ذرا پہلے تیار ہو گیا تھا____ اس کی وضاحت علامہ صاحب فرمانا چاہتے تھے۔ ویسے یہ بیان متفقہ ہے۔

جناب چیئرمین: باقی میں نے کہا کہ کچھ فرما دیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: دو تین وضاحتیں رہ گئی تھیں، جو مرزا ناصر احمد نے جرح میں کیں۔ وہ باتیں اس میں آ نہ سکیں کیونکہ یہ ذرا پہلے تیار ہو گیا تھا۔

جناب چیئرمین: میں نے عرض کیا تھا کہ کچھ یہ بیان فرما دیں باقی لال مسجد میں ہم سُن لیں گے۔ یہی بات میں نے کی تھی۔ سید عباس حسین گردیزی!

سید عباس حسین گردیزی: جناب والا! مجھے ہدایت ہوئی ہے ممبر صاحبان کی طرف سے کہ میں ذرا آہستہ آہستہ پڑھوں۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں۔ یہ ہدایت بالکل غلط ہے۔ آپ تیزی سے پڑھیں۔

سید عباس حسین گردیزی: اصول دین و عقائد امامیہ کا طویل و ضخیم دفتر اس عقیدے سے خالی اور تمام شیعہ اس عقیدے سے بری ہیں۔ دراصل یہ الزامی جواب اور ڈوبتے میں تنکے کا سہارا ان لوگوں کی طرف سے ہے جن کے دینی رہنما نے اپنی تالیف ''آئینہ کمالات'' صفحہ ۵۶۵ پر لکھتے ہیں۔

''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں، میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔'' ''حقیقۃ الوحی'' صفحہ ۱۲۵ پر لکھا ہے۔

''یوم یاتي رَبُّکَ فِي ظُلَلٍ من الغَمَامِ'' ۔ اُس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا، یعنی انسانی مظہر (مرزا) کے ذریعے اپنا جلال ظاہر کرے گا۔'' اور حقیقۃ الوحی صفحہ نمبر ۱۰۵ کی یہ بات

''اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَ اَرَدْتَ شَیْأً اَنْ تَقُوْلَ لَهُ کُنْ فَیَکُوْن ۔ یعنی اے مرزا، تیری یہ شان ہے کہ تو جس چیز کو ''کن'' کہہ دے وہ فوراً ہو جاتی ہے۔''

حضرت علی علیہ السلام کے خطبات کا مجموعہ نہج البلاغہ۔ امام زین العابدینؑ کی دعاؤں کا مجموعہ ''صحیفہ کاملہ'' امام علی رضا علیہ السلام کی ''فقہ الرضا'' اور بعض آئمہ کی طرف منسوب کتابیں موجود ہیں۔ ان کے مطالعے سے اسلامی عقائد اور مسلمہ مسائل دین کے علاوہ، اللہ کی عظمت، توحید کی جلالت اور حقیقت عبدیت و کمال بندگی کے سوا کوئی بات ثابت نہیں کی جاسکتی۔ یہ کتابیں تعلیمات رسول ﷺ کی ترجمان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دین حق کا اثبات ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی عظمت یہ ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی احادیث اور آپ کی اُن قربانیوں پر قائم ہے جس پر طنز کرنے والا اسلام کا مذاق اڑاتا ہے۔ ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ ۳۱۰ کا یہ جملہ کس قدر

مجرمانہ ہے ''اب نئی خلافت اور زندہ علیؑ (مرزا) تمھارے پاس ہے۔ تم اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔'' یہ دریدہ دہنی اس علی علیہ السلام کے بارے میں ہے جس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ آلہ وسلم نے فرمایا ''من کنت مولا۔ فھذا علی مولاہ۔'' جس کا مولا میں ہوں علیؑ بھی اس کے مولا ہیں۔

مرزا ناصر احمد نے اپنے محضر نامے میں جن غیر مستند اور بعض غیر شیعہ اثنا عشریٰ کتابوں کے حوالے دے کر شیعہ سنی اختلاف کو ابھارنے کی کوشش کی ہے وہ دراصل اسلام کو بدنام کرنے کی سازش کا ایک حصہ ہے۔ ان کے حوالے ناقص و غلط ہیں۔ تذکرۃ الائمہ نامی بے شمار کتابیں ہیں۔ مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنے محضر نامے کے صفحہ ۱۸۳ پر حوالہ در حوالہ جن کتابوں کو استعمال کیا ہے۔ نہ ان کے مولف کا نام ہے۔ نہ کتابوں کے صحیح نام، نیز ان میں سے کوئی کتاب نہ وحی ہے نہ الہام نہ شعیوں پر ان کتابوں پر ایمان لانا واجب ہے نہ ان کی مندرجات کو صحاح کا درجہ اور نعوذ باللہ قرآن مجید کا مقابل تصور کیا گیا ہے۔ امام کی ذات وصفات کی شرطیں سخت اور بالکل واضح ہیں۔

علم وعصمت کی شرط پر نبوت کے دعوے یا اس کی مماثلت کا شبہ کرنا ہی بے معنی ہے۔ حسن مجتبیٰ جنھوں نے حکومت پر اس لیے ٹھوکر ماری کہ نانا کا دین ان کی جنگ و جہاد سے کمزور نہ ہو جائے جن کا فیصلہ تھا کہ میں رہوں یا نہ رہوں رسولؐ اللہ کا نام تو رہ جائے۔ جانشینی رسولؐ کا تقاضا ہی یہ تھا کہ حضرت امام حسنؑ ذاتی مسئلہ کو نظر انداز کر کے اسلام اور رسول اسلام کے مفادات کو وسیع تر معیار سے دیکھتے۔ امام حسن علیہ السلام کے بعد امام حسین علیہ السلام امام ہوئے اور رسولؐ اللہ کے جانشینی کا تاج امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک پر ضوفگن ہوا۔

آں امامِ عاشقاں پور بتولؑ ۔۔۔ سروِ آزادے زبستان رسولؐ

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر ۔۔۔ معنی ذبحِ عظیم آمد پسر

زندہ حق از قوت شبیری ست ۔۔۔ باطل آخر داغ حسرت میری ست

بہر حق در خاک و خون غلطیدہ است ۔۔۔ پس بنائے لاالہٰ گردیدہ است

خون او تفسیر ایں اسرار کرد ۔۔۔ ملت خوابیدہ را بیدار کرد

تیغِ لا چوں از میاں بیرون کشید ۔۔۔ از رگِ اربابِ باطل خوں چکید

نقش الااللہ بر صحرا نوشت ۔۔۔ سطر عنوان نجات ما نوشت

رمزِ قرآن از حسینؑ آموختیم ۔۔۔ زآتش او شعلہ ھا اندوختیم

تار ما زخمہ از اش لرزاں ھنوز ۔۔۔ تازہ از تکبیر او ایمان ہنوز

سیّد سرداران جنت، سید الشہدا، علیہ السلام جن کے احسان سے مسلمانوں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کہہ رہے ہیں:

شاہ است حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ

دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ

اس عظیم امام کے لیے یہ مصرع کس قدر توہین خیز ہے کہ

کربلا ئیست سَیرِ ہر آنم ۔۔۔ صد حسینؑ است در گریبانم

رسول آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرمائیں ''حسینؑ منی و انا من الحسینؑ''

حسین مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔

''اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا وَ اَبْغَضَ اللّٰهُ مَنْ اَبغَضَ حُسَيْنًا ''۔اللہ اس سے محبت کرتا ہے جو حسینؑ سے محبت کرتا ہے اور اس سے نفرت کرتا ہے جو حسینؑ سے بغض رکھے۔ اس کے بعد مرزا غلام احمد کی جسارت دیکھیے۔ دراصل ان کو اپنا منہ دیکھنے کے لیے گریبان کا رخ کرنا چاہیے۔

بات پنجتن پاک تک آ پہنچی ہے تو مرزا غلام احمد نے گلِ سرسید چمنِ رسالت نورِ چشم ختمی مرتبت حضرت سیدہ کبریٰ فاطمۃ زہرا سلام اللہ علیھا کے بارے میں جو ہرزا سرائی کی ہے وہ ہر مسلمان کے لیے دل آزار ہے اور اسی گستاخی کی وجہ سے خدا نے مرزا جی کو بدترین موت دی۔ محترم حضرات! قادیانی اور لاہوری حضرات نے اپنے بیانات میں اقرار کیا ہے۔ دونوں کا اظہار ہے کہ غلام احمد پر وحی ہوتی تھی۔ ان کی بہت سی کتابیں آسمانی مانی جاتی ہیں۔ اس سے صاف صاف عیاں ہے کہ قادیانی اور لاہوری صاحبان براہِ راست ایک ایسے شخص کی امت میں ہیں جو صاحب وحی ہے اور صاحب رسالت کبریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مجبوری کے طور پر یا ضمنی حیثیت سے جو بھی مانتے ہیں، وہ مانتے ہیں۔ ورنہ مرزا صاحب تو بقول خود نعوذ باللہ مسیح زماں، کلیم خدا اور نقل کفر کفر نباشد۔ محمد و احمد تک بن بیٹھے ہیں۔ شاید موصوف کو ہندوؤں کا فلسفہ تناسخ یا آواگون کا یقین ہو گیا تھا۔ جبھی تو کہا ہے:

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

(تریاق القلوب صفحہ ۳)

اور تو اور مرزا غلام احمد تو اپنے جھوٹ پر یہاں تک دلیری کر چکا ہے کہ ''دافع البلا'' صفحہ ۱۱ میں کہہ دیا ہے:

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' شاید ایسے ہی موقع کے لیے یہ محاورہ ہے ''ایاز قدر خود بشناس''

میں اب زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا۔ صرف دو باتوں کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں۔

نمبر۱: قرآن مجید کا حکم ہے۔ ''وَاعْتَصِمُوْ بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْ ''۔اللہ کی رسی سے وابستہ ہو جایے اور انتشار سے بچیئے۔ دشمنان اسلام مسلمانوں کو خانہ جنگی، اندرونی اختلاف اور فکری پریشانیوں میں الجھا کر ہم سے ایمان کی دولت چھیننا چاہتے ہیں۔ رسول اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہمارا رشتہ توڑنے کی فکر میں ہیں۔ ہماری قوت کا سرچشمہ توحید و نبوت ہے۔ ہمارا مرکز اتحاد قرآن ہے۔ ہمارا معاشرہ اسلام پر مبنی ہے۔ ہم نے ان مرزائیوں کی ریشہ دوانیاں بچشم خود دیکھ لی ہیں جو قادیان سے کشمیر اور انڈونیشیا سے افریقہ تک اپنا نظام فکر و عمل پھیلا چکے ہیں۔ جو ہندوستان اور فلسطین میں منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ ہم ان سے محتاط رہیں اور اسلام کے قلعے میں کوئی رخنہ واقع نہ ہونے دیں۔ کافر کو کافر کہتے نہ ڈریں اور برطانوی استعمار کے سیاسی ہتھکنڈوں سے اپنا پیچھا چھڑائیں۔ آپس کی لڑائیوں کا نتیجہ سب نے دیکھ لیا۔ ''دشمن رانتواں حقیر و بے چارشمرد''۔ شیعہ سنی اپنے گھر میں لڑے باہر والوں نے دونوں کی باتوں کو ریکارڈ کر کے ہماری تاریخ ہمارے روابط ہمارے معاملات سمجھے بغیر ہم دونوں کو غیر مسلم کہہ کر اسلام کے نام پر دعویٰ کر دیا۔ اگر اس دعوے کے فیصلے میں ذرا بھی غلطی ہوئی۔ اگر ہم نے اب بھی ہوش سے کام نہ لیا۔ اگر خدانخواستہ پیر لڑکھڑا گئے تو کل تاریخ کہے گی:

''اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے''

آپ کے لیے مسئلہ صاف ہے۔ آپ نے دودھ میں پانی کی آمیزش دیکھ لی۔ آپ اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ ''برعکس نہند نام زنگی کافور''۔

آپ نے تمام دنیا کے بڑے بڑے علماء کے فتوے پڑھ لیے، تمام مسلمانوں کے عقائد سمجھ لیے۔ آپ نے مرزا غلام احمد، اور اب مرزا ناصر احمد اور ان کے ساتھیوں کے دعوے اور دلیل کا وزن پرکھ لیا، آپ نے ملک کے عوام کا مطالبہ سن لیا۔ اب دیر نہ کیجیے۔ مسلمانوں کو ان کے عقیدے اور ان کے دین سے محروم کرنے یا اس میں دخل دینے کے

بجائے، قادیانی یا بقول غلام احمد ''احمدی'' جماعت یا جماعتوں کو خارج از اسلام ماننے کا اعلان کر دیں۔

۲۔ عالم اسلامی اور مسلمان مملکتوں سے اتحاد، مسلمان عوام سے برادرانہ تعلقات کو فروغ دینا ہماری خارجہ سیاست کی اساس ہے۔ ہماری حکومت کسی پاکستانی شہری کو اس کے حقوق سے محروم نہیں کرتی۔ نہ ہمارے عوام کسی پاکستانی شہری کو دکھ پہنچانے یا پریشان کرنے کے خواہش مند ہیں۔ ان حالات میں اگر قادیانی جماعت کو اقلیت غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے تو آئین پاکستان اور نظریہ پاکستان کے عین مطابق ہو گا اور ہمارا ایوان اپنے ایک فرض کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کرے گا۔

اس سلسلے میں شیعہ علماء وفقہا کے فتوے حاضر ہیں:

مسئلہ ختم نبوّت اور شیعہ

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا آخری نبی ہونا قرآن اور سنت اجماع و عقل سے ثابت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خاتم النبیین یعنی آخری نبی فرمایا۔ خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال آئیں گے۔ وہ دجال اس لیے ہوں گے کہ ان میں سے ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (حدیث متفق علیہ)

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ مولائے کائنات حیدر کرار علیہ السلام پُرنم آنکھوں سے آپ کو غسل دے رہے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! آپ ﷺ کی وفات سے کچھ ایسی چیزیں منقطع ہو گئی ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کی وفات سے منقطع نہیں ہوئی تھیں۔ یعنی نبوت، احکام الٰہی اور اخبار آسمانی۔ (نہج البلاغت)

حضرت امام محمدؑ باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ نے نہ قرآن پاک کے بعد کوئی کتاب بھیجی کیونکہ اس نے قرآن پاک کو آخری کتاب قرار دیا اور نہ ہی کوئی نبی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آخری نبی فرمایا۔ (اصول کافی)۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک شاگرد کو شیعی عقائد تعلیم فرمائے۔ نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آخری نبی ہیں۔ (صفات الشیعہ صدوقؒ)۔

ہر دور میں شعیہ علماء کا اس بات پر اجماع رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ اور یہ مسئلہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اس کا منکر مرتد ہے۔ اگر اسلامی حکومت ہو تو واجب القتل۔ چنانچہ حضرت مولانا شیخ محمد حسین نجفیؒ مرحوم جو اس صدی کے شعیہ علماء میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں، اپنی کتاب اصل و اصول شیعہ جس کا ترجمہ علامہ ابن حسن صاحب نجفی نے کیا ہے، رضا کار بکڈپو لاہور نے شائع کیا ہے۔ صفحہ۲۷ پر نبوت کے بیان میں فرماتے ہیں:

شیعہ امامیہ کا یہ عقیدۂ راسخہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد جو شخص بھی نبوت یا نزول وحی کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور واجب القتل۔

ادارہ تبلیغ شیعہ راولپنڈی اور اسلام آباد نے ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے فوراً بعد مختلف شعیہ علماء سے ان لوگوں کے بارے میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی مانیں کے بارے میں استفسار کیا۔ ان میں سے بعض کے بیانات درج ذیل ہیں:

حضرت مولانا سید نجم الحسن کراروی (پشاور) جو اسلامی مشاورتی کونسل کے ممبر ہیں اور اس کونسل میں شیعوں کے نمائندے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:

''نبوت اصول دین کا جُز ہے۔ ختم نبوت ضروریات دین میں داخل ہے۔ ضروریات دین کا منکر مرتد یا کافر ہے۔ جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو وہ کافر ہے اور کافر کی نجاست مسلَّم ہے۔ اسی طرح جو لوگ کسی شخص کو نبی مانتے ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وہ ہمارے نزدیک کافر ہیں۔ اس زمرہ میں مدعی نبوت بھی ہے۔''

(نوٹ از ادارہ):۔ سابق مجتہد اعظم حضرت آقائے محسن الحکیم توضیح المسائل مفید صفحہ ۴۳ میں تحریر فرماتے ہیں:

''وہ مسلمان جو اللہ یا پیغمبر خاتم النبیین کا انکار کر دے یا ایسے حکم کا جس کو تمام مسلمان دین کا جُز سمجھتے ہوں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ حکم ضروری نہیں ہے انکار کر دے تو وہ مرتد ہو جائے گا۔''

حضرت مولانا شیخ محمد حسین صاحب فاضل عراق (سرگودھا) جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''جو شخص ضروریات دین میں سے کسی امر کا انکار کرے وہ بالاتفاق دائرہ دین سے خارج متصور ہوتا ہے۔ ضروریات دین سے مراد وہ امور ہیں جن پر اس دین کے پیروؤں کا باوجود اپنے کئی ایک داخلی اختلافات کے اتفاق و اجماع ہو اور منجملہ ان ضروریات کے ایک یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے لہٰذا جو شخص ان کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا جو شخص ایسے مدعی کی تصدیق کرے اس کے لیے دین اسلام کے دائرہ میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔''

حضرت مولانا حسین بخش صاحب قبلہ فاضل عراق پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا تحریر فرماتے ہیں:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور کاذب نبی کو نبی ماننا بھی کفر ہے۔''

حضرت مولانا ملک اعجاز حسین صاحب قبلہ فاضل عراق پرنسپل دارالعلوم جعفریہ خوشاب تحریر فرماتے ہیں:

'بالاتفاق مسلمین کاذب دعویٰ نبوت کرنے والا اور اس کو برحق نبی ماننے والا کافر ہے۔ کیونکہ معیار کفر فقط اللہ اور اس کے رسول کا انکار ہی نہیں بلکہ ضروریاتِ دین کا انکار بھی کفر ہے۔ اسی طرح چونکہ ختم نبوت ضرورت دین میں سے ہے یعنی اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے لہٰذا اس کا منکر اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی ماننے والا کافر ہے۔ مذکورہ حکم پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔''

حضرت مولانا محمد جعفر صاحب خطیب مسجد شعیہ اور مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب صدر الافاضل لاہور تحریر فرماتے ہیں:

''چونکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار از روئے قرآن و حدیث ضروریاتِ دین اور ارکان اسلام میں سے ہے لہٰذا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختمِ نبوت کا منکر اپنی نبوت کا مدعی نہ بھی ہو کافر و نجس العین ہے چہ جائیکہ آنحضرتؐ کی ختم نبوت کے انکار کے ساتھ کوئی اپنی نبوت کا مدعی ہو۔ شیطان نے محض انکار نبوت کیا تھا۔ قدرت نے اس کو ملعون و کافر قرار دیا حالانکہ اس نے انکار نبوت کے ساتھ اپنے نبی ہونے کا دعویٰ نہ کیا تھا۔ یہ ظاہر بلکہ اظہر ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم نبوت کا صریحی اعلان کر دیا تو ختم نبوت کا انکار حقیقتاً آنحضورؐ کی نبوت اور صداقت کا انکار ہے۔''

حضرت مولانا مرزا یوسف حسین صاحب (میانوالی) تحریر فرماتے ہیں:

''جمہور مسلمین کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جو شخص اصولِ دین یا ضروریاتِ دین میں سے کسی جُز کا منکر ہو وہ اسلام سے خارج ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیّن ہونا اور آخری پیغمبر ہونا متفق علیہ ہے اور ضروریاتِ دین سے ہے۔ اس لیے

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرے کسی کاذب مدعی نبوت کو مدعی تسلیم کرے وہ اسلام سے خارج ہے۔"

حضرت مولانا سید گلاب حسین شاہ صاحب نقوی، پرنسپل مدرسہ مخزن العلوم الجعفریہ ملتان تحریر فرماتے ہیں:

"نزد علمائے شیعہ امامیہ جھوٹا نبی کافر ہے اور اس کی نبوت پر ایمان رکھنے والا بھی یہی حکم رکھتا ہے۔ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔"

مولانا محمد بشیر صاحب انصاری فرماتے ہیں:

"بعد حضرت ختمی مرتبت کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ جو دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور اس کے ماننے والے بھی کافر ہیں۔"

جناب چیئرمین: مولانا ظفر احمد انصاری صاحب کل صبح۔ عبدالعزیز بھٹی۔

جناب عبدالعزیز بھٹی: جناب چیئرمین! اس معزز ایوان کی اسپیشل کمیٹی کے سامنے جو قراردادیں زیر غور ہیں، اس میں جو خاص بات زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ پاکستان میں پاکستان کے شہری ہیں اور وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر یقین نہیں رکھتے، ان کا اسلام میں کیا مقام ہے۔ یہ مسئلہ زیر غور ہے۔ اس ضمن میں جو شہادت یہاں مرزا ناصر صاحب نے دی اور اس کے بعد لاہوری جماعت کے صدر مولانا صدر الدین صاحب نے دی اور ان پر جرح ہوئی، بہت سے ایسے مقامات پر انھیں ہر طرح کا موقع دیا گیا کہ وہ اپنا پوائنٹ آف ویو پیش کریں۔، اس تمام جرح اور ان کے بیان کو مدنظر رکھتے ہوئے میں کچھ گزارشات کروں گا۔

میں لمبی چوڑی تقریر نہیں کرنا چاہتا۔ پہلی بات جو انھوں نے اعتراض کیا ہے وہ یہ تھا کہ اس اسمبلی کو ان قراردادوں پر غور کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اس ضمن میں میں ایک دو باتیں آئین کے حوالے سے عرض کروں گا وہ یہ ہیں کہ جہاں تک پاکستان کے آئین کا تعلق ہے، اس میں آرٹیکل ۲ اس طرح کا ہے:

"Islam shall be the State relegion of Pakistan."

جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ پاکستان ایک ایسی سٹیٹ ہے جو مذہبی نظریات پر مبنی ہے، نہ کہ یہ کوئی غیر مذہبی سٹیٹ ہے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کی یہ ذمہ داری ہے اور یہ فرض بنتا ہے فیڈرل گورنمنٹ کا کہ وہ اسلام کے بارے میں، اسلام کی protection کے لیے، اسلام کی ان متعین حدود کے لیے، اسلام کی بھلائی کے لیے، اسلام کو برقرار رکھنے کے لیے وہ ہر طرح کا قانون بنائے اور اس کی نگہبانی کرے۔ اور اس ضمن میں اگر کوئی فرقہ کوئی جماعت کوئی مذہب پاکستان کے اندر یا پاکستان کے باہر مذہب اسلام کے خلاف کسی قسم کی کوئی بات کرے تو میں سمجھتا ہوں اس کا چیلنج اسے قبول کرنا چاہیے اور اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں یہ ایک ذمہ داری بنتی ہے پاکستان کی حکومت پر۔

نمبر دو اس میں آرٹیکل ہے ۲۰۔ اس میں ہے:

"Subject to law, public order and morality,_

(a) every citizen shall have the right to profess, practise and propagate his religion; and

(b) every religious denomination and every sect thereof shall have the right to establish maintain and manage its religious institutions".

جہاں تک اس آرٹیکل کا تعلق ہے یہ بات بالکل واضح ہے کہ حکومت کو اور حکومت کی اتھارٹی جیسا کہ یہ ہاؤس ہے، لیجسلیٹو باڈی کو یہ مکمل طور پر اختیار ہے کہ وہ کچھ کسی حد تک قانون یہ بنائے کہ جس میں public order and morality جو ہے وہ قائم ہو سکے، اور اس ضمن میں یہ اسمبلی اگر کوئی قانون بنانا چاہے تو اسے پورا اختیار ہو۔ سوال یہ رہ جاتا ہے کہ آیا پاکستان کے لوگوں کو جو مسلمان ہیں وہ اگر یہ محسوس کرتے ہیں

کہ ان کے مذہب پر، ان کے faith پر ان کے ایمان پر ایک ایسا فرقہ یا کچھ لوگ اس ملک کے اندر اس طرح کی سازشیں کر رہے ہیں جس سے ان کے مذہب کو، ان کے بنیادی حقوق کو، ان کے اپنے faith کو ان کے اپنے ایمان کو نقصان پہنچ سکتا ہے تو کیا اس اسمبلی کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اس طرح کا کوئی قانون بنائے کہ ان کے حقوق پر، ان کے faith پر کوئی آنچ نہ آئے، ان کے faith کا کوئی نقصان نہ ہو۔ یہ بات درست ہے کہ fundamental rights میں ہر کسی کو یہ حق ہے کہ اس کے معاملات ذاتی جو ہیں اس طرح کے اس میں کوئی دخل نہ دے۔ لیکن یہ حق دوسروں کو بھی پہنچتا ہے اور یہ حق دوسرے کو بھی دینا چاہیے کہ انھیں کوئی حق نہیں۔ میں اس میں یہ وضاحت کرتا ہوں کہ اگر مرزائیت کے لوگ مرزائی جو ہیں یا قادیانی جو ہیں اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے اپنے اس طرح کے faith میں کوئی دخل اندازی نہ کرے تو انھیں بھی یہ حق دینا چاہیے ہم لوگوں کو یا دوسرے لوگوں، کو مسلمانوں کو، کہ ان کا جو حق ہے، ان کی جو سوچ ہے، ان کا جو faith ہے وہ ان میں دخل اندازی نہ کریں، اسے خراب کرنے کی کوشش نہ کریں، اسے غلط ملط کرنے کی کوشش نہ کریں۔ مذہب اسلام مرزا صاحب کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ مذہب اسلام کی جو حدود ہیں یہ جو کچھ اس کے اصول ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے متعین کیے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کا تعین کیا گیا ہے۔ اس میں اگر کوئی تبدیلی کرے گا تو یہاں جو لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں، اسلام پر ایمان رکھتے ہیں، انھیں یہ حق پہنچتا ہے کہ اسے چیلنج کریں کہ یہ آپ ایسا کیوں کر رہے ہو۔ اور یہ ذمہ داری ہے اس حکومت کی ۔اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ اعتراض جو ہے وہ قابل قبول نہیں اور اس اسمبلی کو یہ اختیار ہے کہ وہ اسے چیلنج کرے۔

پھر ایک آرٹیکل ہے ۳۱ جس میں یہ حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ:

(1) Steps shall be taken to enable the Muslims of Pakistan, individually and collectively, to order their lives in accordance with the fundamental principles and basic concepts of Islam and to provide facilities whereby they may be enabled to understand the meaning of life according to the Holy Quran and Sunnah".

اس سے بھی مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ یہ بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ یہاں کے لوگوں کو جو مسلمان ہیں انھیں اس طرح کی facilities provides کی جائیں، خواہ وہ قانون بنانے سے ہوں، خواہ کسی اور طریقے سے ہوں، کہ وہ اس طرح کے حالات پیدا کریں کہ لوگ صحیح اسلام کو اپنائیں اور صحیح اسلامی زندگی جو ہے اسے اپنا کر اپنی منزل تک پہنچیں، نہ کہ اس طرح کے لوگوں کو اجازت دیں کہ جو مرضی ہے وہ چاہے اسلام کو بگاڑیں، طرح طرح کی تاویلیں کریں، طرح طرح کے معانی اور طرح طرح کی قرآن مجید کی وہ تاویلیں کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کریں تو اس لحاظ سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی اس طرح کی بات کرنے کی کوشش کرے تو یہ اسمبلی دخل اندازی کر سکتی ہے، قانون بنا سکتی ہے۔ انھیں منع کرنا چاہیے۔ جو کچھ بھی merits کا فیصلہ ہو گا وہ انھیں اپنانا چاہیے۔

ایک اور بات، انھوں نے یہ اعتراض کیا تھا کہ فیڈرل گورنمنٹ کی جو فیڈرل لسٹ ہے یہاں کانسٹی ٹیوشن نے دی ہے اس میں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کوئی قانون بنائے یا اگر یہ کوئی سبجیکٹ تھا تو یا تو یہ اس صورت میں residuary powers میں آنا چاہیے اور وہ صوبائی حکومتوں کا ہے۔ میں اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ فیڈرل لسٹ میں سیریل نمبر ۵۸ پر یہ فیڈرل گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ وہ ایسی کوئی چیز جو فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہو اس ضمن میں قانون بنائے۔ میں یہ اس لیے ریفر کر رہا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس دستور کو amend کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر

merits پر کوئی فیصلہ ہو تو اس میں دستور کو amend کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک simple یہ نیشنل اسمبلی یا پارلیمنٹ جوائنٹ سیشن میں یہ کسی طریقے سے قانون بن سکتا ہے اور وہ یہ ہے:

Serial No. 58 of the Federal legislative list:

> "Matters which under the Constitution are within the legislative competence of Parliament or relate to the Federation".

تو آرٹیکل ۲ اور آرٹیکل ۲۰ اور ۳۱ کے تحت یہ مسئلہ جو ہے یہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔ اس لحاظ سے اس فیڈرل لسٹ کے اس سیکشن ۵۸ کے تحت یہ قانون بنایا جا سکتا ہے۔

اور آخری بات کہ آیا یہ اسمبلی مجاز ہے یا نہیں، اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کے قانون کے مطابق چونکہ انھوں نے خود نیشنل اسمبلی کو، سپیکر نیشنل اسمبلی کو یہ لکھا کہ ہمیں بلایا جائے، ہمیں سنا جائے، انھوں نے by conduct surrender کیا ہے، یہاں آ کر انھوں نے سٹیٹمنٹ دی ہے اور انھوں نے اس بات کی ذمہ داری قبول کی ہے کہ یہ اسمبلی مجاز ہے۔ تو اب وہ اس بات کا انکار نہیں کر سکتے کہ اس اسمبلی کو اختیار نہیں۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ان کے اس اعتراض کا تعلق تھا یہ رد ہوتا ہے۔

اب رہا مسئلہ merit پر کہ آیا وہ لوگ عقیدے کے لحاظ سے مسلمان ہیں یا نہیں ہیں، ان کا مذہب کیا ہے، ان کا ایمان کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں بے شمار اس پر تقریریں بھی ہوئیں، شہادت بھی لی گئی ہے، جرح بھی ہوئی ہے، اور معزز ایوان کے بے شمار ممبران نے طرح طرح کے حوالے بھی یہاں ہاؤس میں پیش کیے ہیں۔ تو ایک بات میں بڑے واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس کا وہ بھی انکار نہیں کرتے اور وہ یہ کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں۔ کس طرح کا نبی مانتے ہیں، یہ ایک تاویل کی بات ہے، یہ ایک ان کے اپنے مطلب کی بات ہے۔ کبھی ظلی کہتے ہیں، کبھی بروزی

کہتے ہیں، کبھی چھوٹا کہتے ہیں، کبھی بڑا کہتے ہیں۔ بہرحال یہ بات طے شدہ ہے۔ اور جب خود انھوں نے مانا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاؤس کے ممبران کو اس طرح کے حوالے پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ نبی مانتے ہیں یا نہیں مانتے۔ یہ انھوں نے بڑے واضح الفاظ میں مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنی جرح کے دوران یہ بات کہی ہے کہ ہم انھیں نبی مانتے ہیں۔ لیکن کیا کہتے ہیں کہ وہ چھوٹے قسم کے، کبھی کہتے ہیں ظلی ہیں، کبھی کہتے ہیں بروزی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ہمارے آئین کے تحت آرٹیکل ۴۲ اور (۴)۹۱ کے تحت ایک بات یہ مکمل طور پر اس ملک کا بڑا ادارہ پہلے ہی فیصلہ کر چکا ہے کہ اس ملک کے لوگوں کا، مسلمانوں کا یہ ایمان ہے کہ کسی قسم کا کوئی نبی اور نہیں آئے گا۔ آخری نبی ہمارے رسول مقبول صلعم ہیں۔ اگر یہ بات فیصلہ شدہ ہے، ہم اس طرح کی بات کر چکے ہیں، تو اس پر میں سمجھتا ہوں ہمیں بالکل وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا اور کوئی نبی آ سکتا ہے یا نہیں۔ یہ صحیح بات ہے، یقینی بات ہے۔ ہمارا یہ ایمان ہے۔ کم از کم اس ملک کے لوگوں کا یقیناً ایمان ہے۔ ہم نے فیصلہ کیا ہوا ہے تو اس پر مزید دیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نبی مانتے ہیں تو اس بارے میں کیا ہمیں کرنا چاہیے۔ اگر وہ نبی کہتے ہیں، جیسا کہ انھوں نے اپنے بیان میں یہ کہا کہ مانتے ہیں، تو آیا کسی اور کو نبی کہنے سے ان کا status کیا رہتا ہے۔ سیدھی بات جو ہے وہ یہ ہے، اس پر ہم نے فیصلہ کرنا ہے۔ یقیناً یہ بات درست ہے کہ بعض مسلمان____ شاید اس میں میں بھی شامل ہوں____ کہ کئی ہم سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ گنہگار ہیں۔ اسلام کی ساری چیزیں تو شاید ہم سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ لیکن بعض fundamentals ایسے ہیں، بعض چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی خلاف ورزی، جن سے انکار کرنا جو ہے وہ اتنا بڑا کفر ہے کہ وہ آدمی دائرہ اسلام اور ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ جو انھوں نے

تاویلیں کی ہیں یہ تو ساری کی ساری جو ان کی غلط نیت ہے میں سمجھتا ہوں اس کو چھپانے کی وہ کوشش کر رہے تھے۔ لیکن موٹی بات یہ ہے کہ Fundamental principles کچھ ایسے ہیں جنھیں نہ مانا جائے تو یقیناً جو مسلمان ہیں وہ مسلمان نہیں رہتے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو fundamentals میں شامل ہے، جس طرح کہ مولانا ہزاروی صاحب نے اور مولانا مفتی محمود صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ اگر اس بات کی اجازت دی جائے کہ چھوٹے پیغمبر بھی آ سکتے ہیں تو پھر وہ اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ چھوٹے خدا بھی آ سکتے ۔ اگر اس طرح کی تعبیروں کی اجازت دی جائے تو یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کا جو شیرازہ ہے وہ بکھر جائے گا اور ہم لوگ بڑے قصور وار ہوں گے۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی اس اسمبلی کو میں مبارک باد دیتا ہوں کہ ہمیں یہ موقع ملا ہے کہ اتنے بڑے مسئلے کو جس کو نوے سال پہلے کوئی حل نہیں کر سکا اس کو ہم حل کرنے کے لیے بیٹھے ہیں اور یقیناً ہم اس کو حل کر کے اٹھیں گے۔ (تالیاں)۔ تو جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کا یہ faith ہے کہ وہ چھوٹا نبی یا جس طرح کا وہ کہتے ہیں، اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں ان کا یہ ایک رسول پاک ﷺ کے اس status کا کہ وہ آخری نبی ہیں، اس کا منکر ہونا، اس کے خلاف جانا اس بات کی دلیل ہے، یہ واضح بات ہے کہ وہ دائرہ اسلام میں نہیں رہے۔ ملتِ اسلامیہ بھی اسے کہیں یا دائرہ اسلام دونوں سے یقیناً خارج ہیں۔

تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور ایک بات اور ہے، اس ضمن میں بے شمار quotations ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات اتنی نہیں ہے کہ وہ انھوں نے ظلی، بروزی کی باتیں کیں، بے شمار ایسی چیزیں جو میرا خیال ہے کہ عام آدمی تک نہیں پہنچتیں۔ میں یہ بھی وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ بے شمار ایسے لوگ ہیں جو اس فرقے سے منسلک ہیں، وہ حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں۔ صرف وہ باتیں پیش کی جاتی ہیں۔ جو سچی باتیں نہیں ہوتی

ہیں۔ کیونکہ آج صحیح طریقہ سے ان لوگوں کو باہر کسی نے expose نہیں کیا تھا۔ ایک دو اور quotations ہیں اگر اجازت ہو تو میں عرض کر دوں گا۔ وہ یہ ہے کہ سچا خدا وہی ہے۔ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ یقیناً وہ مرزا غلام احمد کے لیے۔ اب رہا سوال کہ نہیں، مطلب یہ تھا، اس کا مطلب وہ تھا۔ خدا کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہاں تو بڑے سیدھے سادھے مسلمان ہیں۔ ان کے ایمان سے کھیلنا لفظوں کی ہیرا پھیری سے یہ ایک ان کا طریقہ کار ہے۔ اور اس کے علاوہ کچھ نہیں کیونکہ ہم نے یہاں آ کر طرح طرح کی ان کی تاویلیں دیکھیں ۔ کفر کا، کبھی منکر کا، کبھی چھوٹا کفر، کبھی بڑا کفر، دائرہ اسلام میں، کبھی ملت اسلام میں، اس طرح کی ان کی باتیں تھیں۔ یہ کیا بات ہے۔ میں تو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ ساری کی ساری باتیں مسلمانوں کے ایمان کو خراب کرنے کی تھیں اور یہ محض انگریزوں کے اشارے پر، انگریزوں کے کہنے پر یہ سب کچھ شروع کیا گیا۔ وہ چاہتے تھے کہ کوئی مسلمان کے جذبے کو صرف وہی ختم کر سکتا ہے جو ان کے سامنے ایک پیغمبر کی صورت میں آئے، کیونکہ یہ پیغمبر پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اسی کے لیے واضح ثبوت ہیں جو کہ انھیں پیش کیے گئے تھے۔ مرزا ناصر صاحب کو confront کیا گیا۔ وہ اس کا جواب نہیں دے سکے۔ Throughout انھوں نے کوشش کی جہاں بھی انھیں جواب نہیں ملتا تھا تو انھوں نے پس و پیش کرنے کی کوشش کی۔ ان کا کنڈکٹ اپنا، ان کا طریقہ کار اپنا۔ ان کا جواب کو ٹالنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان کا اپنا جو کیس ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس لیے ایک بات تو یہ آ جاتی ہے کہ fundamentals جو important ہیں وہ اس کے منکر ہیں۔ اس لحاظ سے ہم نے جو فیصلہ کیا وہ پہلے ہی اس آئین کے تحت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہیں رکھتے ہم انھیں مسلمان نہیں مانتے۔ یہ فیصلہ شدہ بات ہے۔ چونکہ وہ نہیں مانتے، میں سمجھتا ہوں کہ انھیں دائرہ اسلام میں اس لحاظ سے تصور نہیں کرنا چاہیے۔

جو دوسری ایک تحریک تھی مفتی صاحب اور باقی چند ممبران کی طرف سے اور کچھ اس طرف سے شاید اس میں شامل تھے جنھوں نے پیش کی ہے، اس میں چند اور باتیں بھی تھیں۔ ایک یہ کہ اس فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو جو خاص خاص posts پر ہیں ان سے ہٹایا جائے۔ اس ضمن میں میں یہ گزارش کروں گا کہ پاکستانی ہیں، وہ کہتے ہیں پاکستانی، پاکستان میں وہ رہ رہے ہیں۔ اس کے لیے اگر یہ اسمبلی فیصلہ کرے کہ اس طرح انھیں یہ حق نہیں دینا چاہیے تو اس صورت میں ہمیں دستور میں ترمیم کرنی پڑے گی، جو میں سمجھتا ہوں ممکن ہے کچھ دوست مجھ سے اس بات پر ناراض ہوں، لیکن یہ قانونی ایک بات ایسی ہے کہ جس میں ہمیں دشواری ضرور ہوگی۔ جہاں تک اس دوسری بات کا تعلق ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہیں، اس میں وہ بے شک ساری دنیا میں جا کر کچھ بھی کہیں، اس میں ہمارا کیس اتنا سٹرانگ ہے، مسلمانوں کا کیس اتنا سٹرانگ ہے کہ ہم پورے طریقے سے defend کر سکتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ غلط بات کہتے ہیں۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ انھیں posts نہ دی جائیں، وہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی پالیسی کا مسئلہ ہے۔ وہ بعد کی باتیں ہیں۔ اگر حکومت کے ذمہ دار لوگ چاہیں تو وہ کسی مقام پر کسی کو رکھ سکتے ہیں۔ کسی مقام پر نہ چاہیں تو نہ رکھیں۔ لیکن اس ضمن میں میں سمجھتا ہوں کہ اس میں پاکستان کی بدنامی ہے۔ اس ضمن میں میں اپنے معزز ممبران اسپیشل کمیٹی سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ یہ باتیں اپنے ذہن میں ضرور رکھیں۔

ساتھ بات ایک اور بھی ہے کہ اگر انھیں منیارٹی declare کیا جائے، غیر مسلم declare کیا جائے، تو یقیناً پاکستان کے لیے خطرات بھی ہیں۔ یہاں جو دوست اور معزز ممبران بیٹھے ہیں سارے کے سارے، میرا یہ ایمان ہے کہ وہ پاکستان کو قائم اور دائم رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان برقرار رہے اور پاکستان کی آزادی پر کوئی آنچ نہ آئے۔ اور جو خطرات انھیں منیارٹی declare کرنے میں ہمیں درپیش ہوں گے انھیں بھی

مدِنظر رکھنا چاہیے۔ اس کا مقابلہ کس طرح کیا جائے، ان کے نظریات کا مقابلہ کس طرح کیا جائے۔ اگر صرف یہ بات ہو کہ ہم میپارٹی declare کر دیں، قانون بنا دیں گے، اور اس کے بعد اپنی سیاسی مصلحتیں سامنے رکھ کر جو بھٹو صاحب کی پارٹی کے مخالف ہیں وہ نعرہ بازی کریں کہ ٹھیک ہے کہ اب داؤ پر لگا ہوا ہے، حالات خراب ہیں، ہم تو تماشائی بن کر بیٹھیں، یا جو اپنے اپنے سیاسی مفادات کی خاطر کچھ اس طرح کے طریق کار کو اختیار کریں تو یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو اتنا بڑا نقصان ہو گا، اور جس مقصد کو ہم یہاں لے کر بیٹھے ہیں شاید وہ بھی ضائع ہو جائے۔ شاید وہ حقیقی مسلمان جس کے لیے آج آپ جن کے حقوق کی خاطر یہاں بیٹھ کر سوچ بچار کر رہے ہیں شاید ان کی وہ بات بھی نہ بن سکے۔ اس لیے اس بات کو بھی ہمیں مدنظر رکھنا ہو گا۔ اور پھر ساتھ ساتھ یہ بھی اگر تصور کر لینا کہ جتنے احمدی ہیں سارے کے سارے وہ اچھے پاکستانی نہیں ہو سکتے یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ بات غلط ہے۔ ممکن ہے کہ کچھ لوگ، جس طرح میں نے پہلے کہا ہے کہ انھیں صحیح طریقے سے علم نہیں تھا، انھیں حالات سے صحیح واقفیت نہیں تھی، ان کے لیے مجبوریاں تھیں۔

میں اپنے حلقہ انتخاب کا ایک واقعہ آپ کو بتاتا ہوں۔ ایک گاؤں کے سارے کے سارے لوگ قادیانی تھے۔ سوائے ایک گھر کے باقی قادیانی تھے۔ لیکن سوائے ایک گھر باقی سارے کے سارے مسجدوں میں جا کر جمعہ کی نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اور وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ غلطی ہوئی ہے، یہ ان سے گناہ ہوا ہے، بھول ہوئی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اسٹیج اس طرح کی آ سکتی ہے کہ ان لوگوں سے بھی کوئی طریقہ کار ایسا adopt کیا جائے، کسی ایسی تجویز کو عملی جامہ پہنایا جائے جس سے ان لوگوں کو جو واپس آنا چاہتے ہیں انھیں بھی موقع ملنا چاہیے۔ تو ایسا کوئی قانون نہیں ہونا چاہیے جس سے یہ دروازے بند ہو جائیں، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ بہت سے لوگ جو بھول سے یا کسی غلط

فہمی کی بدولت یا کسی ذاتی لالچ کی بدولت ان سے اس طرح کا گناہ ہو گیا ہے، وہ ممکن ہے کہ وہ واپس آ جائیں۔

اور آخری بات جو میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آئین بھی ہم نے بنا دیا۔ وہاں بھی ہم نے لکھ دیا اسلامک ریپبلک آف پاکستان، لیکن بدنصیبی یہ ہے کہ اسلام کو defend کرنے کے لیے، اسلام کو کامیاب کرنے کے لیے، اسلامی نظریات کو بڑھانے کے لیے آج تک اس ملک کے لوگوں میں ایک یک جہتی پیدا نہ ہو سکی۔ کوئی تو نعرے لگاتے ہیں اسلام کے، کوئی نعرے لگاتے ہیں کسی اور قسم کے، اور کچھ لوگ محض تو اس قسم کے نعرے لگاتے ہیں کہ اپنے ذاتی مفادات کو اپنے ذاتی نقصان کو، اپنے ذاتی کسی وقار کو سامنے رکھ کر جب یہ سمجھتے ہیں کہ شاید انھیں نقصان ہو رہا ہے تو یہ جس طرف کی بھی ہوا کو دیکھتے ہیں اس طرح کے نعرے لگاتے ہیں۔ جیسا کہ میری ذات کو نقصان پہنچا تو کوئی تو بن جاتا ہے بابائے سوشلزم اور کوئی بن جاتا ہے کسی اور قسم کا بابا۔ تو ایسی باتیں جب تک کہ اس قوم میں رہیں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان..................

Mr. Chairman: This is totally irrelevant.

جناب عبدالعزیز بھٹی: ....اور اسلام کو نقصان پہنچتا رہے گا۔ اس لیے میں گزارش کرتا ہوں کہ ایک راستہ تعین کر دیا جائے تا کہ ہم صحیح منزل کی طرف چل سکیں۔

Mr. Chairman: This is not relevant.

یہ تو لازم ہے کہ تقریر کا اختتام personal basis پر ہوتا ہے۔ جب پہلی دفعہ clapping ہوئی تھی تو آپ کو بیٹھ جانا چاہیے تھا۔

چوہدری غلام رسول تارڑ: یہ پرسنل نہیں ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ ایسے آدمی نہیں ہونے چاہئیں۔

جناب عبدالعزیز بھٹی: جو نیک نیت ہیں ان پر کوئی شبہ نہیں کرتا لیکن کوئی آدمی ایسا جو بدنیت ہے............

جناب چیئرمین: سات تاریخ کو پھر open ہو رہا ہے۔ اس کے بعد چوہدری ممتاز صاحب! آپ پہلے تقریر کریں گے یا رندھاوا صاحب؟ رندھاوا صاحب! اگر آپ چوہدری ممتاز صاحب کے خیال سے مستفید ہوں تو اچھا ہے۔ اس کے بعد آپ اچھی تقریر کریں گے۔ اچھا، چلیے، محمد افضل رندھاوا صاحب تقریر فرمائیے۔

جناب محمد افضل رندھاوا: جناب چیئرمین! یہ فتنہ قادیان کے مسئلہ پر گذشتہ دنوں جو بیان اور cross examination اور جو تقاریر ہوئیں وہ جناب والا! ہمارے سامنے ہیں اور جناب! میں تو ایک سیدھا سادہ سا مسلمان ہوں جو شاید صرف اس لیے مسلمان ہے کہ مسلمان کی اولاد ہے۔ میں تو زیادہ آئینی یا مذہبی تاویلیں نہیں جانتا۔

متعدد اراکین: آواز نہیں آ رہی (مداخلت)۔

جناب محمد افضل رندھاوا: تو جناب والا! اس سلسلہ میں دو چار موٹی موٹی گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک آئینی موشگافیوں کا ذکر اور واسطہ ہے، جناب! اس ملک میں کہ جسے اسلام کے نام پر لیا گیا، اور جب یہ ملک لیا گیا تو اس کے لیے جو سب سے بڑا سلوگن تھا وہ یہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ تو جناب! ایک ایسے ملک میں کہ جسے اسلام کے نام پر لیا گیا ہے اس طرح کا فتنہ اور تمام عالم اسلام کے ساتھ گذشتہ اسی (۸۰) یا نوے (۹۰) سال سے ایک حادثہ ایک سانحہ ہوا ہے اور جس کو مضبوط سے مضبوط تر ایک گروپ کر رہا ہے۔ اس فتنہ کے لیے کم سے کم مجھے کسی آئینی موشگافیوں میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اسلام کا بنیادی آئین وہ ہے جو آج سے تیرہ سو سال پہلے آیا جس پر ہمارا ایمان ہے اور اسی میں سب کچھ ہے۔ اور جناب والا! اس ضمن میں موجودہ ملکی آئین کو نہ پچھلے آئینوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ جناب والا! جو کچھ ہے سامنے ہے اور یہ دیوار پر لکھا ہوا ہے۔

تو جناب والا! اس مسئلے کے جو دو پہلو میری سمجھ میں آتے ہیں، سیاسی اور مذہبی۔ سیاسی طور سے یہ عالم اسلام کو کمزور کرنے کی سامراجی سازش تھی جس کی طرف راؤ خورشید علی خان نے اشارہ فرمایا۔ جناب والا! اس کی شہادت ہمیں اس سے بھی ملتی ہے۔ خلیفہ سوم جناب مرزا ناصر احمد مسلمانوں کی اس براعظم میں سب سے پہلی جنگ آزادی یعنی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کو ''غدر'' کہتے ہیں۔ تو جناب فتنۂ قادیان ایک سازش تھی جو مسلمانوں کے شعور کو سیاسی طور پر ختم کرنے کے لیے کی گئی۔ جناب والا! انگریزوں نے اس وقت اس بوٹے کو لگایا اور اس کو سینچا اور پھر ایک ایسا خنجر جیسا کہ انگریزوں نے عرب عالم کے سینے میں اسرائیل کی ریاست کی صورت میں ٹھونکا ہوا تھا، اس طرح کا ایک خنجر براعظم کے مسلمانوں کی چھاتی میں قادیانیوں کے نام پر ٹھونک دیا گیا۔

جناب والا! مذہبی طور پر تاویلیں لکھی ہیں۔ ایک مصرع ہے:

''عقل عیار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے''

(At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by Prof. Ghafoor Ahmad.)

جناب محمد افضل رندھاوا: جناب! میری اس سے پہلے تو خوش قسمتی رہی کہ میں نے نہ قادیانیوں کی کوئی کتاب پڑھی، نہ میرے حلقۂ احباب میں اس طرح کا کوئی بزرگ تھا جس سے واقفیت حاصل ہوتی۔ لیکن یہاں جو کچھ عقل نے دیکھا ہے، عقل شرمسار ہے، عقل شرمندہ ہے۔ کس طرح ایک غلط بات کی تاویلیں، پھر تاویلیں، اور تاویلوں میں سے ایک تاویل۔ کس طرح ایک جھوٹ چھپانے کے لیے ہزارہا جھوٹ بولے جا رہے ہیں۔ جناب والا! جب گواہ پر Cross examination کیا جاتا ہے تو صرف یہ نہیں

دیکھا جاتا کہ اس نے جواب میں کیا کہا ہے۔ لیکن جناب والا! یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ اور یہ انتہائی اہم ہوتا ہے کہ گواہ کس طرح سے جواب دے رہا ہے۔ کیا وہ اس طرح کی گواہی دے رہا ہے جیسے ایک سچا آدمی دیتا ہے، یا وہ اس طرح کی گواہی دیتا ہے جس طرح ایک جھوٹا آدمی گواہی دیتا ہے۔ جناب! ہم سب لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں، میں تمام فاضل ممبران کو اپنے آپ سے زیادہ افضل علم میں اور رتبہ میں بڑا سمجھتا ہوں۔ جناب! میری ناقص سمجھ میں تو یہ بات آئی ہے کہ یہ جھوٹ ایک فراڈ ہے جس کو یہ مرزائی اِدھر اُدھر سے سچا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک ایسی بات ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس پر تمام عالم اسلام نہ صرف یہ کہ عالم دین حضرات بلکہ لچے لفنگے، چور، اٹھائی گیرے حتیٰ کہ دنیا میں سب سے برے مسلمان بھی نام رسول ﷺ اور نام رسالت پر قربان ہونا سب سے بڑا فخر سمجھتے ہیں، اور وہ ہمیں اس بارے میں تاویلیں سنا رہے ہیں۔

میں لمبی باتوں میں نہیں جاؤں گا۔ میرا تو سیدھا سادہ سا یہ مطلب ہے کہ ایک بات ہے جس میں میں جناب عبدالعزیز بھٹی صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہم گنہگاروں کو یہ عظیم سعادت ملی ہے کہ ہم ناموس رسول کی حفاظت کریں اور یہ ہمارے ہاتھ سے مسئلہ حل ہو جائے۔ اور میرا بالکل پختہ ایمان ہے کہ دنیاوی دولت، دنیاوی حشمت یا عہدے یا رُتبے یا ممبریاں، یہ حضور پاک خاتم الانبیاء جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خادموں کے خادموں کی پاؤں کی جو مٹی ہے یہ اس سے بھی کم رتبہ ہیں۔ اس کے لیے ممبریاں جائیں، عہدے چلے جائیں، بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ بھی قربان ہوں، ہم خود بھی رسالتؐ پر قربان ہوں، ہمارے بچے بھی قربان ہوں۔ ہم اس سے بڑا اور کوئی فخر نہیں سمجھتے۔

تو جناب! بڑی سیدھی بات ہے۔ سیاسی طور پر تو یہ ایک سیاسی جماعت ہے۔ فوری طور پر اس پر ایک سخت قسم کی پابندی لگائی جائے اور ان کا محاسبہ کیا جائے۔ اور

دوسری بات یہ ہے کہ ان کے جتنے فنڈز ہیں مختلف ذرائع سے خواہ وہ اسرائیل سے ملے یا وہ یہاں سے ملے، ان کا حساب کیا جائے اور ضبط کریں۔ اور تیسرے جناب والا! شہر ربوٰہ ہے جس کو وہ شہر ظلی کہتے ہیں، اس کو open city قرار دیا جائے جہاں لوگ آ جا سکیں۔ ان کی ریشہ دوانیاں عوام کے سامنے آنی چاہئیں۔

کلیدی اسامیوں سے نکالنے کے بارے میں میں اپنے فاضل دوست جناب عبدالعزیز بھٹی صاحب سے اختلاف کروں گا۔ جناب والا! اگر اس ملک کا آئین اور ملت اسلامیہ انھیں اقلیت قرار دیتی ہے اور یہ اسلام کا حکم ہے جس سے رُوگردانی کسی طور پر بھی ممکن نہیں۔ ایسے لوگوں کو کلیدی اسامیوں سے نکال دینے میں کیا حرج ہے؟ اور پھر یہ منطق میری سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ ''اچھے مسلمان نہ سہی اچھے پاکستانی ہو سکتے ہیں'' جس طرح کہ جناب! وہ اچھے مسلمان نہیں تو اچھے پاکستانی کیسے ہو سکتے ہیں؟ ملک کی بدنامی سے زیادہ ہمیں ملک کی سلامتی کی ضرورت ہے۔ بدنامی تو ایسی چیز ہے جس کی وضاحت ہوسکتی ہے، ہم جس کی وضاحت کر سکتے ہیں، بدنامی کے داغوں کو صاف کر سکتے ہیں۔ لیکن جناب والا! یہاں تو ملک کی سلامتی کا سوال ہے۔ ہم کسی طرح ملک کو اس قسم کے لوگوں کے ہاتھوں میں دینے بالکل قائل نہیں ہیں۔ اگر ان کو اقلیت قرار دیا جاتا ہے تو یقینی طور پر اُن کو کلیدی نوکریوں سے بھی نکالا جا سکتا ہے۔ اگر ایک آدمی اچھا مسلمان نہیں ہے تو میرے نقطۂ نظر سے وہ کبھی اچھا پاکستانی نہیں ہوسکتا۔ اس لیے اس ملک کا بنیادی فلسفہ جس کے تحت اس ملک کو ہم نے حاصل کیا ہے وہ اسلام ہے۔

دوسرا پہلو جناب والا! مذہبی پہلو ہے اور اس سلسلے میں یہ مطالبہ کروں گا، جیسا کہ میرے دوست فاضل ممبران مطالبہ کر چکے ہیں کہ ان کو آپ کافر کہیں، ان کو اقلیت قرار دیں، ان کو مرتد کہیں، ان کو جھوٹا کہیں، جتنے الفاظ ڈکشنری میں ہوں، جن کے بارے میں وہ حضرت خلیفہ صاحب فرماتے رہے ہیں کہ ہر لفظ کے پندرہ معنیٰ نکلتے ہیں، اگر

ایک لفظ کے دو سو معنی نکلتے ہیں تو میں تمام کے تمام ایسے معنیٰ ان کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہوں، اور یہ کہتا ہوں کہ انھیں اقلیت قرار دیا جائے۔

شکریہ۔

جناب قائمقام چیئرمین (پروفیسر غفور احمد): چوہدری ممتاز احمد!

چوہدری ممتاز احمد: جناب چیئرمین! قادیانیوں کا یہ پرانا مسئلہ ہے اس ہاؤس کے سامنے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک تاریخی موقع ہے جب مسلمانوں کے منتخبہ نمائندے جو اس اسمبلی میں بیٹھے ہیں، ان کو موقع ملا ہے کہ وہ اسلام کو purify کریں، اور وہ، جو مذہب کے نام پر، میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں فراڈ بنے ہوئے ہیں اور جنھوں نے بزنس کے اڈے بنائے ہوئے ہیں ان کو ختم کیا جائے۔ میں کچھ عرض کرنے سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں بالکل ایک سیدھا سادہ مسلمان ہوں اور غیر مذہبی آدمی ہوں۔ میرا صرف دین اسلام پر ایمان ہے۔ میں اپنے دوستوں سے عرض کروں گا کہ اگر میں بات کرتے ہوئے، چونکہ میں غیر مذہبی آدمی ہوں کوئی ایسی بات کہہ دوں تو میں اپنی گستاخی کی معافی چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: غیر مذہبی تو نہ کہیں۔

چوہدری ممتاز احمد: یہ میرا اپنا خیال ہے۔ میں دین اور اسلام پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایک خدا، ایک رسول ﷺ یہ میرا ایمان ہے۔ بہرحال ہمیں یہ کہا گیا کہ آپ پہلے سب نبیوں پر ایمان لائیں، کتابوں پر ایمان لائیں، فرشتوں پر ایمان لائیں، اور جتنی بھی باتیں ہیں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں، ان سب کا مقصد یہ تھا کہ دنیا میں اسلام بڑھے اور لوگوں اور انسانیت کی بھلائی ہو۔ اور یہی وجہ تھی کہ علامہ اقبال نے یہ فرمایا تھا کہ اسلام کی جتنی بھی تعلیم و تبلیغ ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ نیک ہوں، ایک دوسرے کی مدد کریں اور پھر جو معاشرہ پیدا ہو وہ

؎ دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرو بیاں

اور پھر اسلامی تعلیم پر عمل کرنے سے ایسا معاشرہ بنا جس میں اسلام چمکتا رہا اور بڑھتا رہا۔ اور آج بھی میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً تمام دوسرے مذاہب کے لوگوں سے زیادہ ہے۔ اور جتنے بھی ہیں وہ اپنے مسلک پر قائم ہیں۔ لیکن پھر جب اسلامی گرفت کمزور ہونے لگی، لوگوں کے عقائد کمزور پڑ گئے اور مادیت کا دور آ گیا، جب بادشاہت کا دور آ گیا، لوگوں نے بیچ میں اپنے اپنے قصے کھڑے کرنے شروع کر دیئے۔ جعلی پیغمبر بھی بنے۔ اس کے علاوہ علمائے حق کو چھوڑ کر صحیح تعلیم و تبلیغ کرنے والے لوگوں نے تعلیم و تبلیغ چھوڑ کر پیسہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ لوگوں کو انھوں نے اسلام سے دور کیا۔ اسی طرح بنتے بنتے میری رائے کے مطابق، ۷۲ فرقے اسلام میں بن گئے۔ پھر ان کے آپس میں مباحثے اور مناظرے ہونے لگے اور وہ بھی فروعی باتوں پر۔ اصل چیز اسلام کو دنیا میں صحیح شکل میں قائم رکھنا تھا، وہ اس کو بھول گئے اور اس طرح مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچا۔ مسلمانوں کا زوال شروع ہوا۔ جب سائنس نے ترقی کی اور دوسری قومیں اٹھیں تو انھوں نے اپنے مذہب کو بھی مدنظر رکھا اور اسلام پر ہر طرح کے حملے کیے، یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں نے۔ جیسے جیسے مسلمانوں میں نفاق بڑھتا گیا ویسے ویسے فرقے بنتے گئے۔ اس طرح اسلام کمزور ہوتا گیا۔

اب چونکہ قادیانی ہندوستان میں سے تھے اس لیے اب میں اس طرف آ رہا ہوں۔ یہاں بھی چونکہ غیر ملکی حکومت تھی اور پھر مسلمانوں کی حکومت رہی تھی چنانچہ ان کو خطرہ تھا۔ انھوں نے سوچا کہ مسلمانوں میں نفاق ڈالو۔ مسلمان خطرناک ہیں چونکہ ان کے پاس جہاد کا جذبہ ہے۔ انھوں نے مسلمانوں میں فسادات اور فرقہ بندی کرانا شروع کر دی۔ انھوں نے کہا کہ ایسا شوشہ چھوڑا جائے جس سے ملتِ اسلامیہ کمزور ہو جائے۔

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انگریز نے ایک آدمی کو جو کہ میرے علم کے مطابق، کیونکہ میں بھی ضلع امرتسر کا رہنے والا ہوں، مرزا صاحب کا دین وہاں سے چلا۔ وہ پٹی کے رہنے والے تھے۔ مرزا صاحب کا دین وہاں سے نکلا۔ یہ پٹی کے رہنے والے تھے۔ پٹی ایک قصبہ ہے اور یہ وہاں کے مُغل تھے۔ چونکہ مُغل تھے اس لیے حکومت کرنے کا جذبہ تھا۔ میری ان سے ذاتی واقفیت بھی ہے۔ یہ intelligent آدمی تھے۔ دین کے معاملے میں انھوں نے عیسائیوں سے مباحثے کیے اور سُنا ہے کہ عیسائیوں کو کافی شکست ہوئی۔ انگریز نے سوچا کہ کسی طرح سے ان کو قابو کرو۔ تو ہم نے سُنا ہے کہ ان کو قابو کیا گیا اور انھوں نے رضامندی ظاہر کر دی۔ اور ان کے جو پہلے خلیفہ تھے نور الدین، ان کے ساتھ مل کر یہ داغ بیل ڈالی کے چلو، ایک نیا فرقہ بناتے ہیں۔ پھر اس فرقے کے بنتے بنتے انھوں نے کہا کہ پہلے ۷۲ فرقے ہیں، ۷۳ ہی سہی۔ پھر انھوں نے دعویٰ نبوت کر دیا۔ یہ سب انوکھی چیزیں ہیں۔ جب سے اسلام آیا کسی نے اس کے بعد دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا۔ انھوں نے آہستہ آہستہ تبلیغ شروع کر دی۔ ہم تو اس زمانے میں پیدا ہوئے ہیں جب وہ فوت ہو گئے ہیں۔

اب جو کچھ cross examination ہوا ہے، دونوں فرقوں کے جواب آئے ہیں، ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے اس بات کو صاف طور پر مانا ہے کہ مرزا صاحب پیغمبر تھے۔ جب ان سے کہا گیا کہ کیا ثبوت ہے کہ وہ پیغمبر تھے، تو یہ کہا گیا کہ خدا سے پوچھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے، فیصلہ تو واقعی قیامت کے دن خدا نے ہی کرنا ہے کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے۔ دنیا میں شاید یہ فیصلہ نہ ہو سکے۔ لیکن چونکہ استحصال کی تمام شکلیں ختم کرنے کا نعرہ تھا، جیسا کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں فیصلہ ہوا، اسی طرح مذہب میں بھی استحصال کی شکلیں ہیں، ان کو purify ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ۷۲ فرقے بنے ہوئے تھے۔ ان کو حوصلہ ہوا کہ ایک نئی دکان کھولیں۔ انھوں نے پھر

اضافہ یہ کیا کہ پیغمبری کا دعویٰ کر دیا۔ تو اب انھوں نے کہا کہ خدا سے پوچھیں۔ خدا کا فیصلہ تو قیامت کے روز ہو گا۔ لوگ آج چاہتے ہیں کہ فیصلہ ہو۔ میری ایمانداری سے رائے ہے کہ پاکستان کے عوام یہ چاہتے ہیں کہ اس مسئلے کا فیصلہ ہونا چاہیے۔ عوام یہ چاہتے ہیں کہ دین purify ہو۔ ایسے ہر آدمی کو جو صرف اپنے آپ کو بڑھانے کے لیے اسلام کا نام لیتا ہے یا اس سے فرقہ بنایا ہوا ہے یا اس نے جماعت بنائی ہوئی ہے، پیسے اکٹھے کرنے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے، یا باہر سے aid لیتا ہے، یا پاکستان کے خلاف سازشیں کر رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کو صحیح معنوں میں purify کیا جانا چاہیے۔ میری رائے کے مطابق جتنی بھی دکانداریاں اور جتنے بھی فراڈ ذاتی ناموں سے اور فرقوں کے ناموں سے بنے ہوئے ہیں ان سب کو ختم کرنے سے پہلے جو جعلی نبی کا فراڈ ہے اس کو ختم کرنا ضروری ہے۔

جناب والا! میں اس بارے میں زیادہ عرض نہیں کرنا چاہتا، چونکہ میرے دوستوں نے کافی کچھ کہا ہے۔ ہم نے قرآن پاک کو جو پڑھا ہے اور انبیاء کی زندگیوں کا مطالعہ کیا ہے اور دیکھا ہے کہ انھوں نے کس طرح دین کو پھیلایا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جب کوئی ریفارمر آیا، جس علاقے میں بھی وہ پیدا ہوا، اس نے عوام میں جا کر اس کی تبلیغ کی۔ یہ پیغمبری شان ہوتی ہے۔ انھوں نے بڑوں بڑوں کو نہیں دیکھا۔ لیکن یہاں میں دیکھتا ہوں کہ جو بھی جماعت بنی ہے اور جو بھی فرقہ بنا ہے وہ صرف بڑوں بڑوں کو تبلیغ کرتا ہے، بڑوں پر جال ڈالتا ہے، بڑے افسروں، فوجیوں، صنعت کاروں، تاجروں اور لیڈروں کو اپنے فرقے میں شامل کرتا ہے۔ عوام کی طرف کوئی نہیں جاتا، بڑوں بڑوں پر جال ڈالتے ہیں۔ موجودہ دور کے جو فرقے ہم نے دیکھے ہیں شاید وہ دین کی خدمت کرنے میں سچے نہیں ہیں کیونکہ اگر دین کی خدمت کرنے میں سچے ہوں تو ہمارے حضور ﷺ جن پر ہمارا ایمان ہے کہ وہ آخری پیغمبر ﷺ ہیں، ان کے بعد کوئی اور کسی قسم کا سوال ہی پیدا نہیں

ہوتا آنے کا۔ انھوں نے تو عوام میں جا کر تبلیغ کی اور اس تبلیغ کے صلے میں پتھر بھی کھائے۔ تو اب اس دور میں جس کسی نے پیغمبری کا دعویٰ کیا یا کوئی دعویٰ کر کے بیٹھا ہے اور وہ اپنے آپ مجدد بنا بیٹھا ہے حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ پیغمبری تو صرف خدا کی طرف سے ملتی ہے اور پیغمبر اعلان کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں، دوسرا کوئی اعلان نہیں کرتا۔ لوگ اس کو خطاب دیتے ہیں کہ یہ ولی ہیں، یہ مجدد ہیں، یہ نیک آدمی ہیں، یہ عالم ہیں، یہ پیر ہیں، اور کوئی اپنے آپ نہیں بنتا۔ لیکن یہاں تو ہم نے اپنے آپ ہی بنتے دیکھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو اپنے آپ بنتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ جس کو مخلوقِ خدا کہتی ہے، جس کو خدائی کہتی ہے یہ ہے وہ سچا ہے۔ تو اب ساری مخلوق کہہ رہی ہے کہ یہ جو نبی والی بات ہے یہ غلط ہے، ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہ ایسی بات نہیں۔ انھوں نے خود بھی کراس ایگزامینیشن میں صاف صاف کہا ہے کہ جو مرزا صاحب کو اتمام حجت کے باوجود نبی نہیں مانتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ فیصلہ تو انھوں نے خود کر دیا ہے۔ اب تو فیصلہ اسمبلی کو کرنا ہے۔ اور میں اپنی طرف سے کوئی رائے نہیں دوں گا۔ لیکن چند ایک باتیں ضرور عرض کروں گا۔ انھوں نے عوام میں تبلیغ نہیں کی اس لیے میرے خیال کے مطابق وہ سچے نبی نہیں ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ خدا فیصلہ کرے گا کہ انھوں نے تو یہاں کہہ دیا ہے کہ جو نہیں مانتے ہیں وہ کافر ہیں، اب وہ دوزخ میں جائیں گے۔ ٹھیک ہے پھر جب خدا کے پاس جائیں گے، اگر سارے دوزخ میں جائیں گے تو ہم بھی چلے جائیں گے۔ اگر وہ سچے ہوں گے تو تھوڑے سے رہ جائیں گے جنت میں۔ اس پر ہمیں کوئی گلے والی بات نہیں ہے۔ ہم وہ نہیں بننا چاہتے کسی صورت میں۔

جناب والا! اب ہے کہ ان کو کیا قرار دیا جائے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے معزز ممبران جو بیٹھے ہیں وہ عوام کے نمائندے ہیں۔ ان میں عالم بھی ہیں، فاضل بھی

ہیں، پیر حضرات بھی ہیں اور ہمیں اب مذہب پر کافی عبور ہو گیا ہے، جیسے مرزا صاحب کا کراس ایگزامینیشن ہوا۔ دوسرے صاحبان نے بھی اپنے اپنے محضر نامے پڑھے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ بنیادی طور پر مسلمان ہیں۔ تھوڑا بہت تو سب کو پتہ ہوتا ہے کہ اسلام کے بنیادی اصول کیا ہیں۔ تو اس پر جو رائے سب دوستوں کی ہو گی میری بھی وہی ہو گی۔ جو پبلک کی رائے ہو گی اس پر ہمیں چلنا پڑے گا کیونکہ اب پاکستان کی سیاست عوام کے ہاتھ میں ہے، اور جو فیصلہ عوام چاہیں گے وہی ہو گا۔ کوئی اس سے روگردانی نہیں کرے گا۔ اور میں اس بارے میں پورا پُریقین ہوں کہ ہمارے ملک کے سربراہ قائدعوام ذوالفقار علی بھٹو بھی عوام کی رائے پر یقین رکھیں گے۔ عوام کی رائے کے مطابق اس کے متعلق سب دوست مل کر فیصلہ کریں گے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی آخری طور پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ بہتر اسلام کی خدمت، اگر ہم نے صحیح اسلامی نظام اس ملک میں لانا ہے، تو کس طرح کی جائے۔ جناب! میں یہ صاف کہوں گا کہ پھر اس کے بعد کسی قسم کی فرقہ بندی کا جھگڑا نہیں رہنا چاہیے۔ جو بنیادی چیز ہے اس پر سب متفق ہیں تو پھر جھگڑا کس بات کا ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے اور اس کے بعد میں اپنے علماء کرام کی خدمت میں عرض کروں گا اور عام مسلمانوں کو بھی یہ کہوں گا کہ پھر اس کے بعد ہم فروعی جھگڑوں میں رہے تو پھر جو یہ موقع ہاتھ آیا ہے دین اسلام کو purify کرنے کا، اس کو ترقی اور عروج پر لے جانے کا، وہ جاتا رہے گا۔ اور قیامت کے دن پھر جو غریب مسلمان ہیں وہ آپ کو پکڑیں گے اور یہاں بھی پکڑیں گے۔ میں یہ بھی کہوں گا کیونکہ اسلام میں ہر پہلو ہے، اسلام میں ترقی پسند پہلو بھی ہے، سوشلزم کا لفظ اس دور میں بنا ہے اور کہتے ہیں اسلام نے ۱۴۰۰ سال پہلے لوگوں کو socialise کر دیا تھا اور اگر ہم اس پر صحیح عمل کریں تو کوئی شخص بھوکا نہیں رہ سکتا، کوئی شخص ننگا نہیں رہ سکتا، کوئی شخص بے عزت نہیں ہو سکتا، اور

انصاف ملے گا، اور جو محنت کرے گا اسے اس کا معاوضہ ملے گا۔ اور اسلام نے تو بنیاد قرار دیا ہے محنت کی کمائی کو، کہ رزق حلال صرف محنت کی کمائی ہے، صرف محنت کی کمائی ہے۔ لیکن اب ایسے حضرات بھی ہیں جو اسلام کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن کہتے ہیں کیپٹلسٹ سسٹم ٹھیک ہے کیوں کہ اس میں سود خوری ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین (پروفیسر غفور احمد): ممتاز صاحب! یہ بات زیر بحث نہیں ہے۔

چوہدری ممتاز احمد: میں نے تھوڑا سا ضمناً ذکر کیا ہے۔

تو جناب! آخر میں میں صرف یہ عرض کروں گا کہ اب جو مسجدوں کی ویرانی ہے، اب جو اسلام سے نوجوان نسل دور ہے، اب جو اسلام پر عمل کم ہو رہا ہے، اگرچہ انکار نہیں کرتے ہیں لیکن عمل کم ہو رہا ہے، اگر اس کو آپ نے صحیح رکھنا ہے تو اس میں زیادہ ذمہ داری ہمارے دینی سربراہوں کی ہے۔ اور میں یہ کہوں گا، مجھے شک ہے، مجھے شبہ ہے کہ پھر آپس میں جھگڑے ہوں گے۔ رات بادشاہی مسجد میں، میں ذکر تو نہیں کرنا چاہتا لیکن سنا ہے وہاں مخالفانہ شخصیتوں پر نعرے لگے۔ اسلام کسی شخص کی جاگیر نہیں ہے۔ اسلام کسی جماعت کی جاگیر نہیں ہے، اسلام کسی فرقے کی جاگیر نہیں ہے۔ اسلام، اسلام اور صرف اسلام جاگیر ہے تو صرف خدا کی ہے۔ خدا کے رسول ﷺ کی ہے۔ قرآن کی ہے اور سب مسلمین کی۔ خدارا ان دکانداریوں کو چھوڑ دو، ان ذاتی بتوں کو ڈھا دو۔ اگر ایک خدا کو ماننا ہے، ایک رسول ﷺ کو ماننا ہے تو پھر سب جعلی دکانداریاں ختم کرو، جعلی نبی والیاں بھی ختم کرو اور یہ جو جعلی مجدد بنے بیٹھے ہیں ان سب کو ختم کر کے صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر یقین رکھ کر اور قرآن پر یقین رکھ کر اور قیامت پر ایمان لا کر نیک کام کرو، غریبوں کی خدمت کرو، ملک کی ترقی کرو، اسلام کی ترقی کرو تو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی سرخرو ہوں گے اور دنیا میں بھی سرخرو ہوں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب غلام نبی چوہدری! صبح ۹ بجے شروع کریں گے۔ اور اس کے بعد کوئی صاحب اور بولنا چاہیں گے؟ اس لیے کہ کل شاید شام میں کوئی سیشن نہ ہوں۔

(No reply)

جناب غلام نبی چوہدری: جناب چیئرمین! آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے ختم نبوت کے مسئلہ کے متعلق جو تحاریک اس خصوصی کمیٹی میں پیش ہوئی ہیں ان پر مجھے اپنے افکار اور اپنے حلقہ انتخاب کے لوگوں کے افکار کو پیش کرنے کا موقع بہم پہنچایا ہے۔ جناب والا! میں ایک سیدھا سادا سا مسلمان ہوں، کوئی مذہبی رہنما نہیں ہوں۔ لہٰذا میں اس مسئلے کے عام پہلوؤں تک اپنی بات محدود کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب والا! قادیانی تحریک نہایت منظم تحریک تھی اور اس کو آگے بڑھانے والے لوگ بہت بااثر رہے ہیں۔ اس وقت انگریز حکومت نے اس کی بہت پذیرائی کی اور اس پودے کو اس ملک کی سرزمین میں، بالخصوص پنجاب میں بڑھنے اور پھولنے کے مواقع انگریز حکومت نے بہم پہنچائے۔

جناب والا! قادیان کے مقام سے میرا آبائی گاؤں بہت نزدیک فاصلہ پر ہے لہٰذا مجھے اس تحریک کو ۵۵ء سے پھلنے پھولنے اور بڑھنے کا جس انداز سے دیکھنے کا اور مشاہدہ کرنے کا موقع ملا ہے، اس تحریک سے جہاں عالم اسلام کو بیشتر نقصانات کا سامنا کرنا پڑا ہے وہاں پنجاب کی سرزمین کو اور پنجاب کے عوام کو جنھیں آزادی کے متوالے ہونے کا فخر حاصل ہے، ان کو اس تحریک سے سب سے زیادہ نقصانات پہنچے ہیں۔ اس تحریک سے پنجاب کے گھر گھر میں دشمنیاں، رشتہ داروں میں بغاوت، عزیزوں میں دشمنیاں، فسادات اور ایک صدی سے بیشتر مرتبہ معصوم جانیں فسادات کی نذر ہوتی رہی ہیں اور ایک صدی سے پنجاب اس تباہ کن تحریک کی آگ میں جل رہا ہے۔ جناب والا!

گورداس پور ضلع کی تقسیم کا مسئلہ اس وجہ سے پیدا ہوا کہ ان لوگوں نے جیسے اس ایوان میں اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ انھوں نے اپنی اقلیت ہونے کے متعلق برٹش گورنمنٹ کو لکھا کہ جس انداز میں ہم ایک پارسی کے مقابلے میں دو (۲) احمدی پیش کر سکتے ہیں اس وجہ سے گورداس پور کا وہ ضلع جس میں مسلمانوں کی اکثریت تھی ان کے نکل جانے کی وجہ سے وہ اقلیت میں تبدیل ہو گئے اور ضلع گورداس پور کی تقسیم ہوئی جس کے نتیجے میں برصغیر کو مسئلہ کشمیر ملا ور اس مسئلہ کے نتیجہ میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تقسیم ہوئی اور ہندوستان کے ساتھ برابر جنگیں ہوئیں جس سے اتنے خون اور اتنے نقصانات معاشی طور پر دونوں ملکوں کو برداشت کرنے پڑے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی ڈائریکٹ ذمہ داری جو ہے وہ اس تحریک پر عائد ہوتی ہے جس نے ضلع گورداس پور کی تقسیم کے مواقع بہم پہنچائے اور ۵۲ فیصد مسلمانوں کو ۴۹ یا ۴۸ فیصد میں تبدیل کر دیا جس سے ریڈکلف کمیشن کو گورداس پور کے ضلع کو تقسیم کرنے اور ہندوستان کے لیے گیٹ وے مہیا کرنے کا موقع ملا۔ تو یہ خدمات ہیں اس تحریک کی برصغیر کے لیے اور بالخصوص اس ملک کے لیے، پاکستان کے لیے کہ کس انداز میں اس تحریک نے اگر ایک جانب جہاں کی روح کو ختم کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کیا تو دوسری جانب اس ملک کے لیے بار بار جنگ کی آگ کو آگے بھڑکانے کی ذمہ دار یہ تحریک ہے۔

جناب والا! پھر دنیائے اسلام کو اس تحریک سے جو نقصانات ہوئے، جب کبھی بیت المقدس کا fall ہوا، قسطنطنیہ میں مسلمانوں کو نقصان پہنچا، بغداد میں کوئی fall ہوا تو اس تحریک کے دعوے داروں نے چراغاں کیا، خوشیاں کیں کہ عالم اسلام جو ہے وہ کمزور ہو رہا ہے اور عالم اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے اور مسلمانان عالم کو شکست ہو رہی ہے۔ یہ اس انداز میں اس تحریک کے حامل لوگوں کا جو کردار ہے، ان کی جو اسلام دشمنی ہے، وہ کھل کر سامنے آ چکی ہے اور اس امر کا پورے طور پر اندازہ ہو چکا ہے کہ ان لوگوں کو

رکھتے ہیں۔

جناب والا! پاکستان میں انھوں نے جس انداز میں کلیدی اسامیوں پر قبضہ کیا، معیشت کو نقصان پہنچایا، State within a state کے تصور کو جس انداز میں ہوا دی اور ربوہ کے شہر کو جس انداز میں پاکستان کے دوسرے لوگوں پر بند کر کے پاکستان میں ایک اسٹیٹ قائم کی یہ کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے اور یہ باتیں اس ایوان میں کھل کر تسلیم کی جا چکی ہیں۔ پھر خویش پروری اور کنبہ پروری کی بدترین مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔ اس سے آپ کو یہ اندازہ ہو گا کہ پاکستان کی ایڈمنسٹریشن کو اس تحریک سے کس حد تک نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ سابقہ حکومتیں اس طاقت کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کر سکیں، اور یہ شرف اور یہ سعادت عوامی حکومت اور اس قومی اسمبلی کو میسر آئی کہ انھوں نے اتنا جرأت مندانہ قدم اٹھا کر جب یہ آئین کی تیاری کر رہے تھے تو مسئلہ ختم نبوت کی جانب صدر اور وزیر اعظم کے لیے جو عہد تھا اس میں اس بات کی ضمانت مہیا کر دی کہ جو لوگ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے وہ نہ اس ملک کے صدر بن سکتے ہیں اور نہ اس ملک کے وزیر اعظم بن سکتے ہیں۔ اور جب تک یہ دنیا قائم رہے گی اس اسمبلی کے ممبروں کو اور بالخصوص عوامی حکومت کو اس بات کا شرف اور اس بات کی سعادت جو ہے وہ ان کے لیے برقرار رہے گی کہ انھوں نے پہلی مرتبہ اس ملک کی تاریخ میں جرأت مندانہ اقدام کیا کہ جو لوگ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے ان لوگوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی۔

جناب والا! میری دانست کے مطابق اور میرے حلقۂ انتخاب کے لوگوں کی نصائح کے مطابق جو انھوں نے مجھے بلا کر ذہن نشین کرائیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر پاکستان کو بچانا ہے، اگر اس ملک کی فوج کو نت نئی سازشوں سے بچانا ہے، اگر اس ملک میں ایک غیر جانبدار ایڈمنسٹریشن قائم کرنی ہے، کنبہ پروری سے اس کو بچانا ہے، اور اس ملک کے

دفاتر میں اور اس ملک کی فیکٹریوں میں پُرسکون ماحول قائم کرنا ہے، اس ملک کی معیشت کو مضبوط کرنا ہے اور جائیدادوں کو، مکانوں کو، دکانوں کو، محلوں کو، بازاروں کو اگر آگ کے شعلوں سے بچانا ہے اور پنجاب کے سادہ لوح مسلمانوں کو اگر خون کی ہولی سے بچانا ہے، جنرل اعظم کے زمانے کی ۱۹۵۳ء کی تاریخ کو دہرانے سے اجتناب کرنا ہے تو ہمیں اس مسئلے کا صحیح اور مستقل حل تلاش کرنا ہوگا۔ اس میں عالم اسلام کی بہتری ہے، اس میں پاکستان کی بہتری ہے۔

(At this stage Prof. Ghafoor Ahmad vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali.)

جناب غلام نبی چوہدری: اس میں پاکستان کی بہتری ہے، اور بالخصوص اس مسئلے کے مستقل حل میں پنجاب جو ہے اس کی بہتری ہے۔ اس کو امن کا مسئلہ درپیش ہے۔

جناب والا! یہ سعادت خدائے عز و جل کی جانب سے اس خصوصی کمیٹی کو اور اس ملک کی قومی اسمبلی کے ممبروں کو میسر آئی ہے کہ وہ جرأت کے ساتھ، سچائی کے ساتھ اور ایک مومن کی فراست کے ساتھ اس مسئلے کا یک بارگی حل تلاش کریں۔ اس ملک میں جو فضا اس وقت اس نازک مسئلے کے متعلق پائی جاتی ہے، وہ نہ حکومت سے ڈھکی چھپی ہے اور نہ اِس ایوان کے ممبروں سے وہ مسئلہ اور وہ بات ڈھکی چھپی ہے۔ اِس ملک کے عوام یہ چاہتے ہیں کہ اِس مسئلے کو یک بارگی حل کر دیا جائے جس مسئلے کی وجہ سے بار بار اِس ملک میں فسادات، جنگیں، آگ، گولیاں، چُھرے اور یہ سب کچھ چلتا ہے۔ اِس مسئلے کو یہ اسمبلی، یہ خصوصی کمیٹی جو ہے وہ یک بارگی حل کرے۔

آپ کے توسط سے اِس کمیٹی کے معزز ممبران سے میری استدعا ہے کہ جس بات کو سو سال اور پوری صدی سے برصغیر کے مسلمان اور علماء اپنی تمام آٹھ، آٹھ، بارہ، بارہ گھنٹوں

کی تقریروں کے بعد حل نہ کر سکے اس کو حل کرنے کی سعادت آپ کے حصے میں آئی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم کس انداز میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں، کس انداز میں اِس ملک کے عوام اور عالمِ اسلام پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم اِس بات کے اہل ہیں کہ اِس نازک مسئلے کو جو کہ عالمِ اسلام اور بالخصوص پاکستان کو گھُن کی طرح لگا ہوا ہے، اس مسئلے کو کس بہتر انداز میں حل کرتے ہیں جس سے صرف اِس ملک کے لوگوں کو ہی pacify نہ کیا جا سکے بلکہ گلوب پر بسنے والے دُوسرے ممالک جو ہیں وہ بھی یہ محسوس نہ کریں کہ اِس ملک میں کوئی تنگ نظری ہے اور اِس ملک میں کوئی ایسے لوگ ہیں جو مسائل کو بہت تنگ نظری کے ساتھ حل کرتے ہیں۔

جناب والا! میری یہ استدعا ہے کہ ہمیں اِس بات کا فیصلہ، ایک مسلمان کی definition کا فیصلہ جو ہمارے ذمہ ہوا ہے، اس کو ہم انشاء اللہ نہایت بہتر اور اس انداز میں اِس کمیٹی سے اِس ایوان سے کر کے اُٹھیں گے جس انداز میں کہ ہم نے اِس ملک کے کروڑوں عوام کو مشترکہ طور پر، متحدہ طور پر ایک کانسٹی ٹیوشن دیا ہے، اسی سپرٹ کے ساتھ اِس ختمِ نبوت کے مسلئے کو بھی حل کرنے میں اِنشاء اللہ ہم کامیاب ہوں گے۔ میری یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ جل شانہٗ ہمیں طاقت بخشے اور ہماری روحوں کو مضبوط کرے، ہمارے دلوں کو مضبوط کرے۔ ہماری فراست جو ہے ہمیں وہ فراست دے جس سے ہم آئندہ آنے والے ۲،۳ روز میں اس مسئلے کو بہتر انداز میں حل کر سکیں۔

Mr. Chairman: Thank you very much. Malik Karam Bakhsh Awan.

ملک کرم بخش اعوان: جناب! مجھے صبح ٹائم دیا جائے۔

جناب چیئرمین: ابھی تقریر کر لیتے تو ٹھیک تھا۔ ویسے آپ دستخطی ممبر ہیں۔ آپ کو تھوڑا ٹائم ملے گا۔ آپ کے دستخط ہیں اس پر۔

جناب غلام حسن خان ڈھانڈلہ: ہم سب کو ٹائم ملنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: آپ تقریر کر لیں۔ آپ بھی دستخطی ممبر ہیں۔ جو دستخطی ممبر ہیں ان کو پانچ پانچ منٹ وقت ملے گا۔

جناب غلام حسن خان ڈھانڈلہ: جناب والا! پانچ منٹ تو بہت کم ہیں۔

جناب چیئرمین: یہاں پر آپ کا نام ڈھانڈلہ غلط پرنٹ کر دیا ہے۔

جناب غلام حسن خان ڈھانڈلہ: جناب اب تو اسے درست کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: میں نے نہیں لکھا، مولانا شاہ احمد نورانی نے لکھا ہے۔

جناب غلام حسن خان ڈھانڈلہ: جناب چیئرمین! اس ایوان میں بہت تقریریں کی جا چکی ہیں۔ کتابوں کے حوالے بھی بہت دیے جا چکے ہیں۔ حدیثوں کے حوالے بھی بہت پیش کیے جا چکے ہیں۔ قرآن کی آیتیں بھی بہت پیش کی جا چکی ہیں۔ ہم اپنی طرف سے تحریری بیان بھی داخل کر چکے ہیں جس پر میرے دستخط موجود ہیں۔ اس بیان کے بعد تقریر کی کوئی خاص ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ ہم نے اپنی رائے تحریری بیان میں درج کر دی ہے۔ بہرحال میں اپنے تحریری بیان کی تائید میں عرض کروں گا کہ مرزائیوں کے دونوں گروہوں، لاہوری اور ربوہ والوں کے بیانات سے ثابت ہو گیا ہے کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور جو شخص محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے ہم مسلمانوں کے نزدیک وہ کافر ہے۔ جناب والا! اس لحاظ سے میری رائے ہے کہ مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور آئین میں اس کی ترمیم کی جائے۔ آئین میں اس کی وضاحت ہونی چاہیے کہ مرزائی دونوں قسم کے جو ہیں وہ غیر مسلم اقلیت قرار دیے جائیں۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔ مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے بھی ہٹایا جائے۔ یہ میری رائے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں تقریریں نہیں کرنی چاہیں۔ تقریریں بہت سن بھی چکے ہیں اور کر بھی چکے ہیں۔ یہ میری اپنی رائے ہے کہ مرزائی کافر ہیں ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

جناب چیئرمین: یس، مخدوم نور محمد صاحب!۔ کاش کہ ڈھانڈلہ صاحب! آپ نے پہلے تقریر کی ہوتی۔ شاید جیسا کہ ڈاکٹر بخاری صاحب اور دوسرے ممبروں نے لمبی لمبی تقریریں کی ہیں، آپ سے کوئی سبق سیکھ سکتے۔

جناب مخدوم نور محمد: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ قادیانی اور مرزائی گروہ کے اعتقادات کا تعین کرنے کے لیے اس معزز ایوان کو، قومی اسمبلی کو ایک کمیٹی میں تشکیل کیا گیا ہے۔ واقعات اور اسباب جو ابھی ہمارے سامنے آئے ہیں وہ ہم پر واضح ہیں۔ مسلمانوں کو اپنے اعتقادات کا پیدائشی طور پر علم ہوتا ہے۔ اسلام دین اور دنیا اور آخرت کا نظام خداوندی ہے، اس میں تحریف اور تبدیلی اسلام کے بنیادی ارشادات کے صریحاً منافی ہے۔ یہ باتیں ہم سب جانتے ہیں۔ مسلمان اپنے اعتقادات سے محض اس لیے بھٹک سکتے تھے، اس قسم کے فتنے جو سیاسی اغراض و مقاصد کے لیے، سامراجی سرمائے پر ایک مصدقہ اور مسلمہ دین میں رخنہ اندازی کرنے کے لیے، امت اسلامیہ میں افتراق پیدا کرنے کے لیے ایک تنظیم چلائی جاتی ہے جو کہ سامراجیت اور حکومتوں کا ایک بڑا پرانا فعل ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں ایک انتہائی اہم ترین مسئلہ سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے جس کے بارے میں ہمیں یہ فیصلہ دینا ہوگا کہ اس تحریک کا مقصد، اس جماعت کا مقصد زیر زمین سازش ہے، اس کی وجہ جواز کیا ہے۔ جناب والا! میرے ناقص ذہن کی روشنی میں یا انتہائی قلیل مطالعہ کے مطابق تاج برطانیہ کا محکمہ جاسوسی، صیہونی لابی، اس صیہونی گروپ کی ایک تخلیق شدہ جماعت ہے جس کے بارے میں جناب! آپ بخوبی آگاہ ہیں۔ برٹش ایمپائر کا سب سے بڑا فلسفہ کیا ہوتا ہے ''ڈیوائڈ اینڈ رول''۔ اس کے بعد اس کے آگے ایک خوفناک حربہ تھا۔ وہ:

"How to sow dragn's teeth."

(اژدھے کے دانتوں کی آبیاری کیوں کر کی جائے۔)

وہ اپنے استحکام کے لیے، اپنی تجارت کے لیے، اپنی ثقافت کے لیے، غریب اقوام پر جبری ٹھونستے ہیں۔ ان پر مسلط کرنے کے لیے باقی حربے بھی ہوا کرتے ہیں کیونکہ یہ نہایت تاریخی اور ایسی مصدقہ بات ہے کہ اس حقیقت سے انکار کیوں کر کیا جائے۔ تاج برطانیہ کے محکمہ جاسوسی نے ان دونوں فرقوں کو تخلیق کیا ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کو گمراہ کیا ہے۔ ہندوؤں کو آریہ سماج کی تحریک کی شکل میں جنم دیا ہے۔ میں آپ کو مختصر سمجھاؤں۔ اسلام وہ پاک مذہب ہے، وہ آخری مذہب ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین ہیں۔ یہ خداوند کریم کا آخری فیصلہ ہے۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ قرآن پاک کی ہر چیز مصدقہ، پاکیزہ ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ختم نبوت ہے۔ یہ ایک برحق جزو اعظم اسلام کا ہے۔ جناب! آپ جانتے ہیں جیسے اصنام پرستی ہے، وہ ایک ہزاروں برس سے دنیا کا سب سے پرانا مذہب ہے اہل ہنود کا۔ ہزاروں برس سے اصنام پرستی ان کے رگ و پے میں داخل ہے۔ آریہ سماج کا نعرہ یہ تھا کہ اللہ وحدہ، لاشریک ہے، بگوان اکیلا ہے، مورتی پوجا حرام ہے۔ گویا ان کے مذہب میں بھی مداخلت کی، جیسے ہم مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے انھوں نے ایک ڈھونگ رچایا۔ ان دونوں جماعتوں کا پاکستانی قوم سے فقط ان کا رول، ان کا فقط کردار، عالم اسلام میں افتراق پیدا کرنا ہے، عالم اسلام کی بڑھتی ہوئی آبادی، بڑھتی ہوئی تجارت، بڑھتی ہوئی دولت کے پیش نظر، کہ کہیں یہ ملک متمول نہ بن جائیں، اسلام کے قلعے میں شگاف ڈالنے کی سب سے بڑی زیر زمین سازش ہے جو کہ خاص طور پر سامراجیت، صہونیت، چاہے وہ دنیا کے کسی خطے میں کیوں نہ ہو۔

جناب! آپ جانتے ہیں، میں اس حقیقی منطق سے آپ کو روشناس کراتا ہوں کہ اس مضبوط و مربوط، اس پرانے فتنے کو، انتہائی معذرت کے عرض کروں گا، کہ میں نے اپنی آنکھوں سے پڑھا ہے ''ٹائم میگزین میں''۔ ہوسکتا ہے سات برس پیشتر کی مجھے تاریخ

یاد صحیح نہ ہو۔ تو اس میں جناب والا! امریکہ میں اہل ہنود کا ادارہ ہے ''ٹائم میگزین'' میں امریکہ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ امریکی عنصر لکھتے ہیں کہ امریکی American CIA is the illegitimate child of British Home Department. تو جناب! میں عرض کرتا ہوں کہ برطانیہ نے اپنی حکومت چلانے کے لیے، اپنی حکمرانی پھیلانے کے لیے، کس طرح ایک وسیع و عریض قوت کو ایک تنظیم کا سہارا لینا پڑا۔

جناب والا! آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ جس وقت برطانیہ کا اقتدار ختم ہوا۔ جب برطانیہ رو بہ تنزل ہوا، جب برطانیہ کی قوت جو تھی وہ اپنی کالونی سے، اپنے مقبوضہ جات سے نکل کر صرف جزائر برطانیہ میں آنا شروع ہوئی تو اس وقت اُن میں یہ قوت باقی نہیں رہی تھی کہ دنیا کا وہ نظام ہوم ڈیپارٹ منٹ جس نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے اُس کو قائم رکھتے اور اُس کو چلاتے۔ بالآخر وہ نظام امریکہ کی سی آئی اے کو منتقل ہوا۔ دنیا کا انضمام جو تھا۔ سیاسی مغربیت اور مغربی یورپ کی اور مغربی ممالک کی اور Western Hemisphere کی بالا دستی کو کنٹرول کرنے کے لیے وہ طاقتیں جو تھیں وہ از خود برطانیہ سے امریکن سی آئی اے کو منتقل ہو گئیں۔

جناب! اب آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ تاج برطانیہ کا لگایا ہوا جو پودا ہے۔ اس کی آبیاری بھی اسی طرح سی آئی اے کو منتقل ہو چکی ہے۔ چوہدری ظفر اللہ سے زیادہ قابل لوگ بھی پاکستان میں موجود تھے۔

جناب والا! میں منطق کی بات کہوں گا۔ دین کے مسئلے میں علماء کرام نے تشریحاً اپنے معتقدات اپنے تجربات اور اپنی بصیرت سے تشریح فرما دی ہے۔ میں فقط یہ عرض کروں گا کہ چوہدری ظفر اللہ اور ایم ایم احمد یا ان کے باقی جو گروپ ہیں یہ اوسط ذہن سے کم لوگ تھے۔ انھیں اوپر اٹھایا گیا۔ اُن کے مقام کو دانستہ اُجاگر کیا گیا۔ جناب والا! بین الاقوامی عدالت کا جج بننے کے لیے سید حسین شہید سہروردی اور اے۔ کے بروہی کی

شخصیت کیا کچھ کم تھی۔ مگر وہ سامراج کے ایجنٹ نہیں تھے۔ لہٰذا ان کی تعیناتی جو تھی وہ مغربی طاقتوں کے ارادوں میں حائل تھی اور ان عظیم شخصیتوں کو لینا اُنھوں نے قبول نہ کیا۔ بعینہ اسی طرح جناب والا! اگر آپ دیکھیں، ایم ایم احمد جو پاکستان کو توڑنے کے بعد عالمی بنک میں بیٹھا ہوا ہے، وہ سازشیں اور مکاریاں کرتا رہا ہے۔ یہ پہلے اسسٹنٹ کمشنر تھا جس نے تقسیم کے وقت جب ہندوؤں کا انخلاء سیالکوٹ سے ہوا اور تارکین کی جو جائیداد ہاتھ آئی انھوں نے فوراً اٹھا کر گورداسپور کے قادیانیوں میں شامل کر دی۔ جناب والا! ان کی محبت بھی پاکستان سے کسی تلخ حقائق کی وجہ سے وہ ظاہر کرتے ہیں۔ انھوں نے ہمارے مسلم پنجاب کے علاقے جو تھے، انھوں نے ریڈکلف ایوارڈ سے مل کر اور ماؤنٹ بیٹن سے مل کر، کانگریس سے مل کر، بقول جناب چوہدری غلام نبی صاحب، انھوں نے ہمارے علاقے کٹوائے اور بھارت میں شامل کرائے۔ معزز ممبران اس سلسلے میں اپنی رائے کا اظہار فرمائیں گے۔ اس کے بعد جب مغربی پاکستان سے، مغربی پنجاب سے سکھ بھاگے، انھوں نے انھیں دھکے دے کر وہاں سے باہر نکال دیا، اور پنڈت نہرو کے جو وعدے تھے وہ ہوا میں معلق رہے۔ اور انھوں نے آ کر ہمیں تاراج کر کے ہمارے مسلم پنجاب کے علاقے کٹا کر، ہمارے لوگوں کو مہاجر بنا کر انھوں نے اپنا مقام یہاں آ کر ربوہ میں حاصل کیا جس کو وہ اب ایک خودمختار چھوٹی سی اسٹیٹ بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ میونسپلٹی ہے، جو کچھ بھی ہے، وہ تو ان کے عزائم کی تشریح ہو چکی ہے۔

جناب والا! یہ ماسوائے اس کے ہرگز ہرگز ان کی کوئی تشریح نہیں ہے کہ یہ عالم اسلام کی یکجہتی کے خلاف سامراج کا ایک گڑھ ہے۔ یہ کوئی دین نہیں ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک، یہ کوئی فرقہ نہیں ہے۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ زیر زمین چھپے ہوئے ہیں اور یہ چھپی ہوئی سازشیں ہیں۔ یہ ایک سیاسی تحریک ہے جو عالم اسلام کو خاکم بدہن تاراج کرنے پر مامور ہے۔

جناب والا! اب میں ایک نہایت ہی اپنی ناقص عقل کا یہاں اظہار کروں گا جو کہ ایک انسان کی حیثیت سے ہر انسان کے ذہن میں گردش کرتی ہے۔ یہ بات کہ وہ مسیح موعود تھے، انھوں نے آخری دور میں آنا تھا، اور انھوں نے معاشرے کی اصلاح فرمانی تھی، جزاک اللہ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر منطقی طور پر دیکھا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ ماؤزے تنگ نے ۷۰ سے ۷۵ کروڑ انسانوں کو مارکسزم کا فلسفہ دیا۔ لینن تھا، اس کی بھی اپنی ایک فکر تھی۔ جناب والا! سب سے پہلے میں اپنی اس مقدس سرزمین کی اس حقیقت کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں۔ ہمارے قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ، اللہ تعالیٰ انھیں غریق رحمت فرمائے، انھوں نے مسلم لیگ اور برصغیر کے مسلمانوں کو ایک فلسفہ دیا اور ہم نے وطن حاصل کیا، قائداعظم نے وطن حاصل کیا، پاکستان حاصل کیا۔ ظاہر ہے کہ ایک فلسفہ تھا، ایک فکر تھی، جس کے نتیجے میں ہمیں پاکستان ملا۔ چلیے، ہمارے دشمن ہی سہی، گاندھی جی مہاراج جو مسلمانوں کو کہتے تھے:

"A band of converts cannot be a nation."

چھوڑیئے، مگر تلخ حقائق ہی سہی، انھوں نے تحریک آزادی لڑی۔ تحریک خلافت بھی رہی ہے۔ انھوں نے بھارت کو آزادی دی۔ گاندھی جی اپنی قوم کے لیے ایک بہت بڑی چیز تھے اور دنیا کے نامور لیڈروں میں سے تھے۔ جناب والا! جمال عبدالناصر تھے، انھوں نے عرب دنیا کو اتحاد کا درس دیا تھا۔ ایک بہت بڑی بات ہے۔ افریقہ میں کئی ایسی شخصیتیں آئی ہیں ۔ لہٰذا اس دور میں اگر اس جماعت کا تجزیہ کریں تو اس نے نہ تو اسلام کی اور نہ سیاسی خدمات انجام دی ہیں۔ اگر دوسری طرف ان کا فکر دیکھیے کہ آپ نے مذہب کے لیے کیا کیا ہے۔ وہ کتابیں '' آنجام آتھم'' اور ''کشتی نوح'' اور اس کے علاوہ پتہ نہیں کیا کیا تھا۔ اور جو نام خاص طور پر مجھے ذہنی فکر کا سب سے اوپر نظر آیا وہ

''ست بچن'' ہے۔ اس نام کو بتا سکتے ہیں کہ یہ جو نام ہے یہ کیا فکر رسا سے معمور نام ہے۔

جناب والا! بحیثیت ایک مسلمان کے مجھ پر واجب ہے کہ میں اپنے دین کے معاملے میں عصبیت رکھوں۔ ایک شخص، ایک گروہ جو سرمایے کے زور پر عالم اسلام کو تاراج کر رہا ہے، ہمیں حق پہنچتا ہے کہ اس کی صحیح کیفیت جو ہے اس کو بے نقاب کریں۔ جناب والا! ہم نے ان تلخ حقائق کا جائزہ لیا ہے کہ حیفہ اور تل ابیب کے فنڈ پر پلنے والا یہ ٹولہ اسلام دشمن ہی نہیں ہے، یہ پاکستان دشمن پہلے ہے اور عالم اسلام کا سب سے بدترین ٹولہ ہے، کیونکہ اہل یہود کھلے ہیں، اہل ہندو کھلے ہیں۔ باقی جتنی سوشلسٹ قوتیں ہیں جو آپ کو دنیا کے نقشے سے مٹانے کی خواہاں ہیں، اور آپ کے سامنے آپ کا اگر کوئی زیر زمین دشمن ہے تو وہ فقط یہی ٹولہ ہے جس کی پہچان میں ہر بار ہر وقت آپ کو تکلیف ہوئی ہے۔

جناب! آپ خود بھی جانتے ہیں کہ ہم نے کیا تاثر لیا ہے جو دین پر انھوں نے حملے کیے ہیں۔ آپ مسلمان ہیں، معزز ایوان مسلمان ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ انھوں نے دین پر کس قسم کے بے رحمانہ حملے کیے۔ یہ انسانیت سے معذور ہیں۔ جو لوگ انسانی ذہنیت سے معذور ہوں، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلام دشمن پلندہ تھا۔ کیا یہ پیغمبرانہ صفات ہیں۔ نعوذ باللہ، خاکم بدہن، میں تو کہتا ہوں کہ یہ انسانی ذہن کا بیت الخلاء تھا۔ انھوں نے جس طریقے سے عالم اسلام کی دل آزاری کی ہے۔

جناب والا! ہم نے ان کے خزاں رسیدہ جذبات اور اجل رسیدہ افکار کا جائزہ لیا ہے۔ جناب والا! ہم نے ان کی تمام مکاریوں کو تولا ہے۔ ہم نے اسے سیاسی ترازو میں نہیں تولنا ہے۔ یہ ہمارے دین کا معاملہ ہے، میرے تمام بھائیوں کے دین کا معاملہ ہے۔ آپ جانتے ہیں آپ کے ملک میں اس مسئلے پر طوفان کھڑا ہوا ہے۔ ہماری زندگی

قیمتی نہیں ہے، ہمارا ملک قیمتی ہے، ہماری قوم قیمتی ہے۔ اور پھر وہ ملک اور قوم محض اسی فلسفے کا مرہون منت ہے جس کی حفاظت کے لیے قدرت نے اسے مامور کیا ہے۔ آپ کو یہ جائزہ لینا ہے کہ آپ کا ملک کیسے ٹوٹا، کس نے توڑا، اور اس میں سب سے بدترین سازش انھی کی تھی۔ اگر آپ مجھے اجازت فرمائیں تو میں شیخ مجیب کے وہ جملے جو پہلے پہلے سنے تھے، وہ اس معزز ایوان تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

> "This syndicate of Qadyani Generals and the ruling bureaucratic clique——this clique of pythons——is not going to transfer this power to me. They want to put me behind the bar. They would like to fight the aimless battle and ultimately they will surrender before the enemy and not before their majority."

تو جناب والا! یہ آخر کیا سازش تھی، اس سے ہمارے مشرقی پاکستان کے بھائی مکمل طور پر آگاہ تھے، مگر ہم بدنصیب اس خطے کے لوگ سمجھ نہیں آئی کہ ہم اپنے تنخواہ خوار ملازموں سے اتنی تذلیل اٹھانے والے ہیں، ہم نے اس کا جائزہ تک نہیں لیا کہ جن لوگوں کو آپ تنخواہ دیتے ہیں، ایک قوم کی حیثیت سے خزانہ آپ کا ہے، مملکت آپ کی ہے، کماتے آپ ہیں، خزانہ بھی اپنا آپ بھرتے ہیں، اس سے زیادہ تذلیل ہماری کیا ہو گی، ہم بدنصیب لوگوں کی، کہ ہمارے تنخواہ خوار ملازمین ہماری تذلیل کر کے، ہمیں دھکے دے کر ہمیں ملک بدر کر دیں کہ ہمیں انڈیا کا سیٹلائٹ بنا دیں۔

جناب والا! میں آپ سے مزید گزارش کروں گا اس سلسلے میں کہ اس وقت جو سازش زیرِ غور ہے اس میں بھارت جیسا منافق دشمن سب سے آگے شریک ہے۔ خدانخواستہ یہ مغربی پاکستان کو بھی تاراج کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی پالیسی یہ ہے کہ وہ عرب ممالک اور ایران کے سر پر پہنچ جائیں تاکہ وہ عرب ممالک کو کہیں کہ بابا! یہ ڈالر اٹھا کے اب انڈیا کے بنکوں میں رکھو، اب ایشیا اور افریقہ کے لیڈر ہم ہیں، بڑی نیوی بھی

ہم بنائیں گے، بڑی افواج بھی ہم بنائیں گے، آپ کا تحفظ اب ایک بہت بڑی سیکولر پاور کے ہاتھ میں آ گیا ہے۔ جناب والا! یہی عالم اسلام میں وہ قلعہ ہے جو ان کے عزائم میں سدِ راہ ہے۔ یہی وہ پاکستان تھا جو مشرق و مغرب سے بھارت کی فسطائیت کے پنجے کو بلادِ اسلام تک پہنچنے سے روکے رہا۔ یہی وہ پاکستان ہے جس میں آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہی وہ بچا کھچا پاکستان ہے جو ان بدکرداروں کے نتیجہ میں یہی بچا کھچا پاکستان رہ گیا ہے۔ جناب والا! اسرائیل کے پرائم منسٹر کی تقریر آپ سن چکے ہوں گے کہ ''مغربی پاکستان میں راہیں ہموار ہو سکتی ہیں۔'' یہ پیرس کے قُرب میں کوئی شہر تھا، ۱۹۶۷ء کی تقریر ہے ڈیوڈ بن گورین کی۔ وہ کم بخت مر گیا ہے۔ یہ اُس کی تقریر ہے۔ اس نے یہ اظہار خیال کیا کہ بھارت جیسا سیکولر ملک جو پاکستان جیسے مذہبی اور جنونی ملک کا بدترین مخالف ہو، وہ ہمارے لیے اس قدر زرخیز زمین ہے کہ ہم پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے سب سے پہلا جو ہمارا سٹینڈ ہے، ہمارے اڈے وہیں قائم ہوں گے۔

جناب والا! بھارت اسرائیل کا نچوڑ قادیان اور ربوٰہ ہے۔ حیفہ اور تل ابیب کا مظہر۔ یہ جس ذہانت کا اور جس علم و عرفان کا تذکر کر چکے ہیں ہم نے دیکھا ہے۔ بڑی آسانی سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ مصدقہ جہالت کا مظہر اور مستند حماقت کا مجسمہ تھے۔ ہم نے غور و فکر کیا ہے، ان کا علم اور ذہانت کچھ نہیں ہے۔ یہ بھارت اور اسرائیل کا نچوڑ ہے اور وہیں سے انھیں پیسے ملتے ہیں اور یہیں سے ان کا یہ سارا کاروبار چلتا ہے۔ ان کا نظام حیات کہیے یا نظام کار کہیے، اس کا سارا انحصار غیر ملکی سرمائے پر ہے۔

اب میں جناب سے یہ مختصر گزارش کروں گا ___ میں معذرت خواہ ہوں اگر میری معروضات میں طوالت ہو گئی ہے ___ تو جناب والا! اب اس وقت آپ اپنے ملک کے اندرونی اور بیرونی حالات کا جائزہ لیں۔ ہم نے ان کے واقعات سنے، ہم نے ان کو بحیثیت مذہب کے بھی دیکھا اور بحیثیت دشمن کے بھی دیکھا۔ جناب والا! اس میں کوئی

کلام نہیں کہ ہم پہلے اپنے دستخط شدہ ان کے محضر نامے کا جواب دے چکے ہیں۔ میرے اس طرف کے بھائیوں نے بھی دلائل دیے ہیں، اور معزز اراکین بھی تقاریر فرمائیں گے، اور ہوسکتا ہے کہ میں اپنی معروضات کا اظہار پوری طرح نہ کر سکا ہوں، اور اتفاق سے کافی باتوں کا اظہار نہیں کر سکا جو کہ ذہن سے سلپ ہو گئی ہیں۔ تو میں اتنی گزارش کروں گا کہ نوے (۹۰) برس سے چلنے والی ایک سازش کو میں گورنمنٹ پارٹی کو نہایت ہی انکساری سے اپیل کروں گا کہ یہ میرا کوئی ذاتی معاملہ نہیں ہے، یہ ہم سب کی میراث ہے، مشترکہ میراث ہے۔ اسلام کا وارث ہر مسلمان ہے۔ یہ ہم سب کی وراثت ہے۔ یہ فرقہ جو اعلانیہ فرقہ ہے، یہ فرقہ جس کی کارکردگی بھی اعلانیہ ہے، اگر زیر زمین تھی تو سامنے آ گئی ہے۔ میں اتنی گزارش کروں گا کہ اس کا فیصلہ دیتے وقت اس معزز ایوان کو فیصلہ مبہم نہیں دینا چاہیے، وہ دھندلا فیصلہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ باہر ہمارے مضطرب بھائیوں کی تکلیف اور بڑھ جائے گی، ہمارے ملک کا امن عامہ درہم برہم ہو جائے گا، ہمارے ملک میں کشت وخون ناگزیر ہو جائے گا۔ ان تمام چیزوں کو سمجھنے کے لیے، ان تمام نزاکتوں کو سامنے رکھتے ہوئے، ہمیں ان مثبت نتائج کی طرف جانا چاہیے کہ ہمارا فیصلہ مثبت ہو، مدلل فیصلہ ہو۔ اس میں ان کا نام آنا چاہیے، اس میں عقائد آنے چاہئیں، اس میں تحریک کی تشریح آنی چاہیے اور پھر عقائد کی تشریح ہونی چاہیے، تاکہ وہ مبہم فیصلہ عوام میں کسی بدگمانی کو جنم نہ دے سکے۔ لہٰذا میں اس معزز ایوان سے گزارش کروں گا کہ یہ چیزیں آپ سماعت کر چکے ہیں۔ ہم نے بہت تلخی سے اور اپنے ڈیکورم کے تابع اور اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کے نام پر کسی اقلیت کو بھی انصاف دیا جائے، اس کی بھی سماعت کر لیں، اس کے بھی نظریات سن لیں، تو ہم نے جناب والا! طوعاً و کرہاً، بادل نخواستہ وہ تمام چیزیں برداشت کیں۔ اور واقعات آپ کے سامنے ہیں۔ اب گزارش یہ ہے کہ اس انتہائی پیچیدہ مسئلے کو، جو بظاہر پیچیدہ ہے، مگر جس وقت آپ نے

انشاء اللہ اس کو حل کر دیا تو آپ دیکھیں گے کہ عالم اسلام میں جہاں جہاں ان کے بورڈ لگے ہوئے ہیں یا کینیڈا اور امریکہ تک آپ کے مدلل فیصلہ جات گئے تو آپ کی آواز سن کر وہ اندازہ کریں گے کہ آپ نے ایک بہت بڑے مگرمچھ، ایک بہت بڑے اژدھا کو مارا ہے۔ تو وہ اس قسم کا فیصلہ ہونا چاہیے کہ بیرون پاکستان اسلامی ممالک میں بھی اور باقی دنیا میں بھی ہماری اس صحیح حقیقت کو کہ کس بات کے پیش نظر اور کن واقعات کے پیش نظر ہم نے ایک دشمن کو کچلا ہے، ہم کوئی اقلیتوں کے قاتل نہیں ہیں، نعوذ باللہ، اسلام میں تو حکم ہے کہ ان کے حقوق کا تحفظ کرو۔ اگر وہ جزیہ دیتے ہیں تو ان کی جان و مال اور عزت کا تحفظ کرو۔ آپ ان کا تحفظ ضرور کیجیے، مگر یہ غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے بعد۔ ہماری وزارت خارجہ کے جو ہمارے سفارتخانے ہیں یہ ان کا بھی کام ہو گا کہ وہ وہاں کی پریس سے ان تمام واقعات کی نشر و اشاعت ایک صحیح صورت میں دیں تا کہ دنیا ہمیں یہ نہ کہے کہ ہم کوئی قاتل ہیں یا ہم نے کوئی انسانی حقوق سلب کیے ہیں یا ہم نے کوئی یونائیٹڈ نیشنز کے یا بین الاقوامی نظام کے چارٹر کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس کے پیش نظر جو کہ آپ حضرات دیکھ چکے ہیں کہ ہمارے خلاف مختلف خطوط مختلف سمت سے آ رہے ہیں، یہ انھی کی تنظیم بھجوا رہی ہے۔ انھی کے ہر جگہ دفاتر ہیں اور تنظیمیں ہیں۔ تو جب بلاد اسلامیہ میں بھی ان کے متعلق بتایا جائے گا کہ یہ تو وہ ٹولہ ہے کہ جس نے اسرائیل میں بیٹھ کر عرب دنیا کے راز اسرائیل کو دیے۔ انڈونیشیا کو سبوتاژ کیا، پاکستان کو سبوتاژ کیا، ہر جگہ بیٹھ کر عالم اسلام کے خلاف اپنے معاندانہ، مکارانہ اور عیارانہ پراپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ اس وقت ہماری صورت حال خاصی میلی ہو چکی ہے۔ باہر چونکہ کسی کو علم نہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم یکطرفہ کارروائی کر کے ظلم کر رہے ہیں۔ تو لہٰذا جناب والا! ہمارا فیصلہ ایک مثبت اور مضبوط فیصلہ ہو کہ ہماری قوم خوش ہو۔ اس کے بعد بیرون ملک ہماری قوم کا وقار بلند ہو۔ وہ کہیں کسی غیر ملکی پراپیگنڈے یا ان کے پراپیگنڈے سے گرنے نہ پائے۔

میں ان معروضات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ملک کرم بخش اعوان!

جناب کرم بخش اعوان: جناب! میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں کل کروں گا۔

جناب چیئرمین: آپ شروع تو کریں۔

جناب کرم بخش اعوان: نہیں، جناب! آپ مہربانی فرمائیں، میں کل بول لوں گا۔

جناب چیئرمین: کل پھر ٹائم تھوڑا ہو گا۔

Any honourable member who would like to say something? None. So we shall meet tomorrow at 9:00 a.m. and shall continue up to 1:30 p.m.

The Special Committee of the Whole House adjourned to meet at nine of the clock, in the morning, on Tuesday, the 3rd September, 1974.

PCPPI-1158(10)NA-21-4-2011-450.